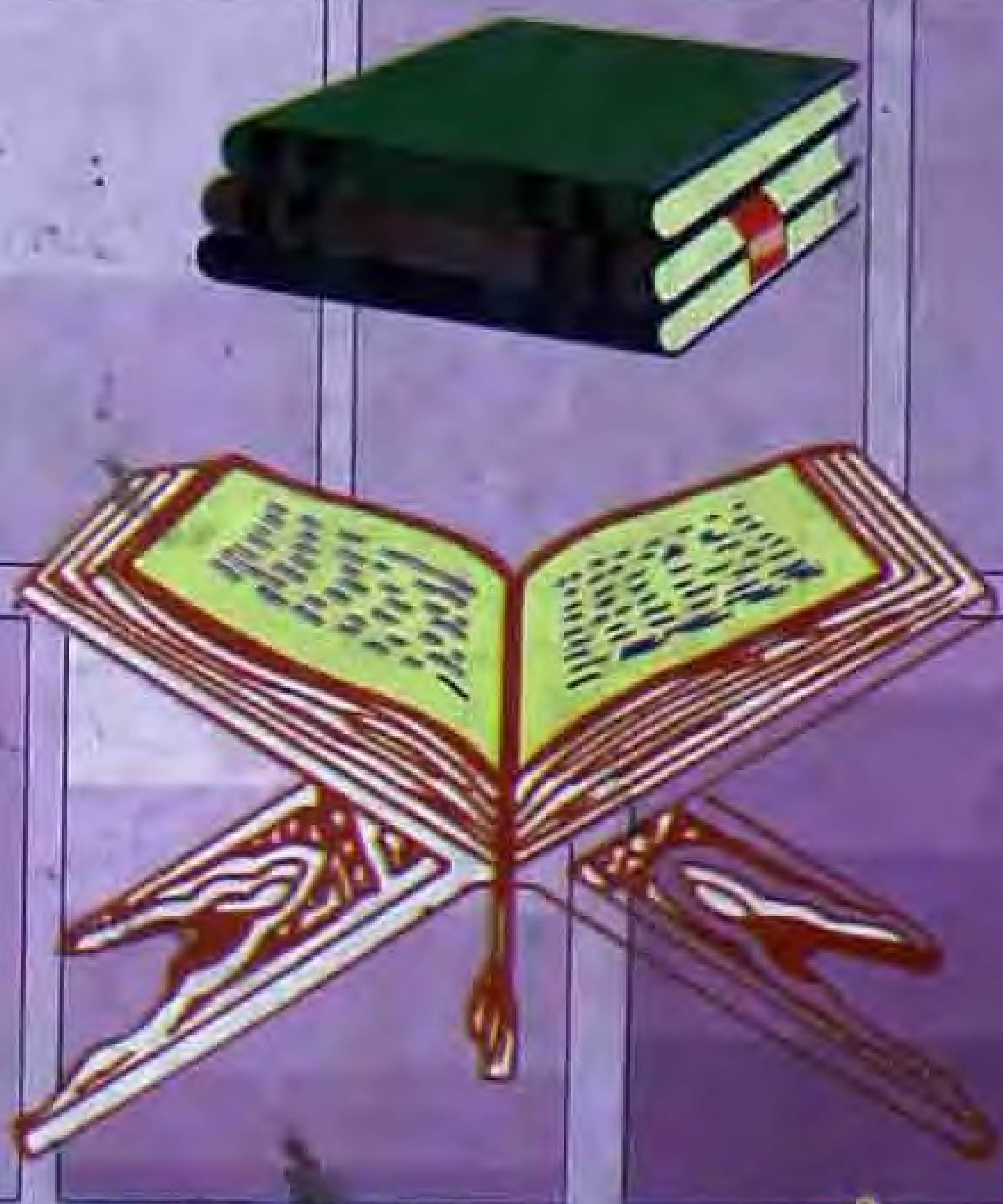
قرآن مجید کے عمومی اور سورتوں کے خصوصی فضائل
احادیث کی روشنی میں

# فضائلِ قرآن





مولانا افتخار احمد قادری مصباحی
رکن المجمع الاسلامی مبارکپور

ناشر:- ضیاء الدین پبلیکیشنز
نزد شہید مسجد، کھارادر کراچی۔

# فضائلِ قرآن

قرآن مجید کے عمومی اور
سورتوں کے خصوصی فضائل
احادیث کی روشنی میں



مصنف:
مولانا افتخار احمد قادری مصباحی
رکن المجمع الاسلامی مبارکپور

ناشر:
ضیاء الدین پبلی کیشنز
نزد شہید مسجد کھارادر کراچی۔

# جملہ حقوق محفوظ ھیں

نام کتاب ______ فضائلِ قرآن

مصنّف ______ مولانا افتخار احمد قادری مصباحی

ناشر ______

قیمت ______

ملنے کا پتہ :-

ضیاءُ الدّین پبلیکیشنز

جے ۔کے ۲/۱۷ ۔نزد شہید مسجد کھارادر

کراچی۔

# تہدیہ

اسلام کی جلیل القدر شخصیت حافظ ملت جلالۃ العلم
علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مبارکپوری قدس سرہ متوفی
۱۳۹۶ھ مؤسس الجامعۃ الاشرفیہ کی خدمت میں جنہوں نے
تعلیماتِ قرآن کی ترویج و اشاعت، اسلامی قدروں کی بقاء
و تحفظ اور دین حق کے فروغ و استحکام کے لئے اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ
وقف کر رکھا تھا۔ نہیں بلکہ اسی راہ میں اپنی جان بھی جان آفریں
کے حوالہ کی پھر بھی یہ احساس باقی رہا۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

افتخار احمد قادری مصباحی
الجامعۃ الاشرفیہ
مبارکپور اعظم گڈھ

# فہرست

# عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ادارہ تصنیفات امام احمد رضا کو قائم ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ لیکن اس قلیل عرصہ میں ادارے نے مندرجہ ذیل کتب شائع کیں۔

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ | سیاہ خضاب حرام ہے | از اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ |
| ۲۔ | دعوتِ فکر | از محمد منشا تابش قصوری |
| ۳۔ | شریعت و طریقت | از۔ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ |
| ۴۔ | ارشاداتِ اعلیحضرت | از عبدالمبین نعمانی |
| ۵۔ | میلاد النبی | از۔ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ |
| ۶۔ | فتاویٰ مصطفویہ (حصہ اول) | از مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ |
| ۷۔ | فضائل قرآن | از۔ مولانا افتخار احمد قادری |
| ۸۔ | یٰسین شریف | از۔ ترجمہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ |
| ۹۔ | تدوین قرآن | از۔ مولانا محمد احمد اعظمی |
| ۱۰۔ | معانقہ عید | از۔ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ |
| ۱۱۔ | اسلامی پردہ | از۔ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ |
| ۱۲۔ | فقیہہ اسلام | از۔ ڈاکٹر حسن رضا اعظمی |
| ۱۳۔ | کنزالایمان اہلحدیث کی نظر میں | از۔ محمد سعید اہلحدیث |
| ۱۴۔ | فضائل دعاء | از۔ مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ |
| ۱۵۔ | معراج النبی | علامہ ظفر الدین بہاری |

۱۶۔ فضائل شب برأت از مولانا محبوب علی خان

دراصل ان کتابوں کو منظر عام پر لانے کا مقصد یہ ہے ۔ کہ امام احمد رضا کو علمی و جدید حلقوں میں روشناس کرایا جائے ۔ اور ان کی غیر مطبوعہ و نایاب کتب کو زیادہ سے زیادہ شائع کرکے عوام میں پھیلا دیا جائے ۔ تاکہ امام امام احمد رضا کی ہمہ گیر شخصیت اور ان کے دینی اور علمی کارناموں سے لوگ استفادہ کر سکیں ۔ ہماری پہلے بھی یہی کوشش تھی اور اب بھی ہے کہ امام احمد رضا کی ان کتابوں کو خصوصاً جو عرصے سے نایاب ہیں دوبارہ شائع کیا جائے ۔ ادارے کے مالی وسائل انتہائی محدود ہیں مگر جذبہ کی کمی نہیں ۔ اگر اسی طرح کام ہوتا رہا تو انشاء اللہ العزیز ہم مستقبل میں ان کتابوں کو منظر عام پر لائیں گے جو اس وقت سرمایہ کی کمی کے باعث پیش نہ کر سکے ۔

ہماری اس کاوش میں جن کرم فرماؤں نے ہمارا ساتھ دیا اور خلوص و عمل سے ہمارے شریک کار رہے ۔ ہم ان کے تہہ دل مشکور ہیں ۔ اور امید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی وہ تعاون فرماتے رہیں گے ۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں اس نیک کام کو جاری رکھنے کی ہمت و توفیق عنایت فرمائے (آمین)

قرآن کے آداب اور فضائل و برکات کے موضوع پر ادارے کی طرف سے پیش نظر کتاب "فضائل قرآن" حاضر خدمت ہے ۔

محمد الطاف خیالی ، محمد ریاض خیالی

ادارہ تصنیفات امام احمد رضا

کراچی

# ابتدائیہ

از۔ فریدالقلم علامہ محمد اعظم سعیدی

اس دنیائے ہست و بود میں انسان اول اور نبی اول حضرت آدم علیہ السلام ہیں جب کہ آخری نبی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آقائے نامدار کی نبوت و رسالت قطعًا آخری ہے۔ بالکل اسی طرح آپ پر نازل شدہ وحی الٰہی بھی قطعًا آخری ہے جس طرح نبوت کو دوام حاصل ہے اسی طرح منزل وحی الٰہی کو بھی دوام حاصل ہے۔ یہ وحی الٰہی کائنات کی معزز و مستند ترین کتاب قرآن مجید ہے۔ جس کا آغاز غارِ حرا سے ہوا۔ بابِ رحمت وا ہوا۔ نورِ ہدایت کی کرنِ اوّل ضوفشانی کرنے لگی۔ نورِ ایزدی کی روشنی کا سمندر یہیں سے رواں دواں ہوا۔ جاری رہا۔ جاری ہے۔ اور جاری رہے گا۔ جس سے کائنات عالم سیراب ہوگی۔ کوئی خطہ تشنہ نہ رہے گا۔

پھر رفتہ رفتہ زائد از عشرین برس کے عرصہ میں اس وحی کی تکمیل ہوئی گویا کتاب رشد و ہدایت پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اس دستورِ حیات پر مہر ختمیّت ثبت ہوگئی۔

حالات بدلے اور آپ مدینہ منورہ جلوہ افروز ہوئے۔ اسلام کو فروغ ملا قرآنی اصولوں کے تحت تہذیب و تمدن اور معاشرہ کی تشکیل ہوئی۔ آپ کے پردہ فرمانے سے قبل نزول وحی کا سلسلہ اختتام پذیر ہو چکا تھا قرآن کیا ہے؟ قرآن میں کیا ہے؟ مقصدِ نزول کیا ہے؟ قرآن سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ قرآن سے کیا ملتا ہے؟ قرآن کی تعلیمات کیا

ہیں؟ اس سب کی فہم کے لئے اس مختصر سے چارٹ کو پڑھ لیں ۔

قرآن منبع نور ہے ــــ منور و متنیر ہے ــــ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسّی ہے ــــ ڈھال اور سامانِ نجات ہے ــــ بحر بسیط ہے ــــ علوم اولین و آخرین کو محیط ہے ــــ باحکمت ذکر ہے ــــ سراپا شفاً و سراسر رحمت ہے ــــ ہادی و رہبر ہے ــــ غرائب و عجائبات عالم کا مرکز ہے ــــ اپنے قاری کا محافظ ہے ــــ ازدیاد ایمان کا باعث ہے ــــ دخول جنت کا ضامن ہے ــــ امم سابقہ کا تفصیلی جائزہ اور اجمالی خاکہ ہے ــــ معجزہ ہے ــــ ایک معتبر کتاب ہے ــــ کتاب متین و سنجیدہ ہے ــــ منبعِ رشد و ہدایت ہے ــــ صحیفۂ پند و نصیحت ہے ــــ سراسر حق ہے ــــ جملہ خیرات کا جامع ہے ــــ اول تا آخر تعلیمات الٰہی سے لبریز ہے ــــ انسانی جذبات و خواہشات اور قومی و ملّی امتیازات کا قاطع ہے ــــ جملہ حقائق و معارف اور اصولی ہدایات کا جامع ہے ــــ کلام باری تعالیٰ ہے ــــ نطق مصطفیٰ ہے ــــ قانون الٰہی ہے جسے نہ توڑا جاسکتا ہے اور نہ بدلا جاسکتا ہے ــــ جس طرح اترا تھا اسی طرح محفوظ ہے ــــ دقیق معانی اور عمیق اسرار کا حامل ہے ــــ وہ منفرد کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے ــــ جبریل علیہ السلام کے ذریعے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھایا گیا جب کہ دیگر کتب یا تو لکھی لکھائی تھیں یا پھر لبشری پر مبنی تھیں ــــ ہر زمانے اور ہر ملک و ملت کی رہنمائی کے لئے زندہ و جاوید الہامی کتاب ہے ــــ تمام دنیا کے لٹریچر میں اپنے طرز کی منفرد کتاب ہے ــــ اپنے موضوع، متن اور باعتبار ترتیب نرالی کتاب ہے ــــ انسان کو صحیح رویہ کی دعوت دیتی ہے ــــ اپنے مدعا اور مرکزی مضمون سے نہیں ہٹتا ــــ کتاب انقلاب ہے ــــ تشنہ لبوں کو ہمیشہ سیراب کرتا ہے ــــ ٹھوس حقائق اور محکم معاملات پر بحث کرتا ہے ــــ

مکمل نظام اور کامل دستور پیش کرتا ہے ـــــ دنیاوی اور اخروی فلاح کا ضامن ہے ـــــ ابدالآباد تک قائم رہنے والی کتاب ہے ـــــ فتنہ انگیزیوں کے دور میں ذریعہ نجات ہے ـــــ جملہ تنازعات کے لئے قول فیصل ہے ـــــ حکمتوں سے معمور یاددہانی ہے ـــــ انسان کو خواہشات کا اسیر نہیں ہونے دیتا ـــــ فارق حق و باطل ہے ـــــ رحمت ہے اور رحمت اللعٰلمین پر نازل ہوا ـــــ کامل اور منظم کتاب ہے ـــــ تمام صحف کی بنیادی تعلیمات کا جامع ہے۔ کتب سابقہ کا مصدق ہے ـــــ ادلہ قاطعہ اور حقائق واضحہ کا مجموعہ ہے ـــــ مبارک و مکرم اور بلند و محترم ہے ـــــ جملہ بیماریوں کے لیئے شفاء ہے ـــــ نوع انسانیت کے لئے باعث عبرت و موعظت ہے ـــــ رہتی دنیا تک چراغ راہ ہے ـــــ مومنین کے لئے ذکر و نصیحت ہے ـــــ پڑھنے والے کے لئے شفیع ہے ـــــ بشارت ہے ـــــ افضل الکتب ہے ـــــ دیگر کتب سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

## قرآن میں

حال کی رہنمائی اور مستقبل کی پیشینگوئی ہے ـــــ بواطیل کی گنجائش نہیں ـــــ بے پناہ اثر انگیزی کی قوت ہے ـــــ سابقہ لوگوں کے حالات و قصص ہیں ـــــ جملہ خشک و تر اشیاء کا ذکر ہے ـــــ جملہ احکام واضح اور اٹل ہے ـــــ مسلمانوں کے لئے خوشخبری ہے ـــــ مشرکین کے لئے وعیدات ہیں ـــــ روش اور اسالیب حیات کے نتائج کو واشگاف کیا گیا ہے ـــــ محکم فیصلے ہیں ـــــ نوع انسانیت کے لئے اسباق ہی اسباق ہیں ـــــ انبیاء کی تعظیم و توقیر کا ذکر ہے ـــــ کتب سماوی اور صحف کا ذکر ہے ـــــ صالحہ اور طالحہ عورتوں کا ذکر ہے ـــــ ایک صحابی حضرت زید کا ذکر ہے ـــــ ترغیب و ترہیب ہے ـــــ تحریف کی مذمت ہے ـــــ مومن و منافق کی تمیز ہے ـــــ شرک ہے ـــــ حسد کا قلع قمع ہے ـــــ

**قرآن نے** حیات انسانی کے تاریک گوشوں کو مستنیر کیا ہے ـــــ انسان کو افسانوی بھول بھلیوں سے نکال کر حقیقی زندگی کی راہ پر گامزن کیا ہے ـــــ حیات انسانی کے جملہ مسائل کا حل پیش کیا ہے ـــــ انسان کو اس کی غیر معمولی اہمیت کا احساس

دلایا ہے ـــــ انسان کو جنت کی نعمتوں کی نوید سنائی ہے اور جہنم کی آگ سے ڈرایا ہے شیطان کو انسان کا دشمن بتایا ہے ـــــ انسان کو غفلت سے بچنے کی ترغیب دی ہے، انسان کی حیثیت کا تعین کیا ہے ـــــ واضح کیا کہ انسان کے اپنے نظریات تباہ کن ہیں

قرآن کے پیغام پر عمل پیرا ہو کر مسلمان اوج ثریا کے اس پار پہنچ سکتا ہے جہاں سیارے اس کی گردِ راہ کو بھی نہ پا سکیں ـــــ دامن میں رحمت و بشارت کے بادل ہیں ـــــ معانی زندگی کی طرح سخت اور اسالیب قوس و قزح کی طرح متنوع ہیں ـــــ احکام غیر محدود ہیں ـــــ نزول کی بناء علم ہے ـــــ نزول کا اسلوب خطابت ہے ـــــ اصول مستحکم ہیں

قرآن کی تعلیمات ابدی و آخری اور قابل عمل ہیں ـــــ انسانی ذہن کو اپیل کرتی ہیں ـــــ حوادثات و گردش زمانہ کو مغلوب کر چکی ہیں ـــــ حیات انسانی کی شیرازہ بندی کرتی ہیں ـــــ کی مشغولیت ذکر و دعاء سے افضل ہے ـــــ حامل امت کے لئے ملائکہ کی بشارت ہے ـــــ شفاعت قبول ہوگی ـــــ تلاوت کرنے والا فزع اکبر سے محفوظ و مامون ہوگا ـــــ تلاوت کرنے والے پر غم کا اثر ہونا چاہیئے ـــــ تلاوت اور اس کا اہتمام کرنے والا مثل عنبر ہے ـــــ تلاوت سے خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے ـــــ عبارت میں ندرت ہے ـــــ تلاوت میں ہر بار نئی لذت ملتی ہے ـــــ تعلیمات پوری انسانیت کے لئے ہیں ـــــ کی تعلیمات اٹل ہیں ـــــ غایت ہدایت ہے ـــــ ہر آیت نور بصیرت ہے ـــــ ہر بات دو ٹوک ہے ـــــ تعلیمات جاودان و عالمگیر ہیں

قرآن کا پڑھنے والا درحقیقت اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار ہے ـــــ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے ـــــ انداز تخاطب مؤدب ہے ـــــ اسلوب دلنشین ہے ـــــ

اب ذرا دور جاہلیت کے عربوں کا تصور ذہن میں رکھیں، خطابت اور شاعری

میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ شعر و ادب، قصیدہ و ترہات کا فطری ذوق ان میں نمایاں تھا فصاحت و بلاغت ان کی جاگیر تھی، محافل کی رعنائی ان کے ایام لہو و لعب یعنی میلوں کی رنگینی، فخر و تعلی کا سرمایہ صرف اور صرف ثقیل ادب نیز استعارات سے مملو شعر و ادب تھا، اس پر ان کو اتنا فخر تھا کہ وہ اپنے سوا باقی سب کو گونگا سمجھتے تھے۔ ایسے ماحول میں ایک امی لقب "سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم" نے ایک ایسا کلام پیش فرمایا کہ جس میں ادب و شعر کی خوگر قوم کے لئے چیلنج تھا کہ جملہ جن و انس باہم مل کر اگر ایسا کلام تخلیق کرنا چاہیں تو بھی نہیں کر سکتے۔ یہ اعلان ایک غیر معمولی اعلان تھا پھر ایک ایسے فرد کی طرف سے تھا جس نے اپنی حیات کی چالیس بہاروں میں کبھی کسی استاذِ شعر و ادب کے آگے نہ تو زانوئے تلمذ تہہ کیا تھا اور نہ ہی اصلاح لی تھی، نہ مشاعروں میں شرکت کی نہ کبھی کاہنوں کی محفل میں بیٹھے۔ پھر یہ چیلنج اس فرد کی طرف سے تھا جس نے میدان فصاحت کے سورماؤں کے دین باطل کی دھجیاں اڑا کر رکھ دی تھیں۔

ایسی ترہات میں گرفتہ قوم سے اس بات کا تصور ہی ناممکن ہے کہ وہ قرآن مجید کے مکرر و چہار مکرر چیلنج پر بھی خاموش بیٹھی رہے اور دم مارنے کی جرأت و ہمت نہ کر سکتی ہو۔

مگر بجز اس کے اس بات کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی کہ وہ لوگ قرآن حکیم کے مقابل چھوٹے چھوٹے جملے لانے سے بھی بالکل عاجز آ چکے تھے جس کی نظیر حاکم میں ولید بن مغیرہ کے یہ الفاظ ہیں واللہ ان لقول الذی یقول حلاوۃ وان علیہ لطلاوۃ وانہ لیعلو وما یعلی۔ قسم بخدا ان کی زبان سے نکلے ہوئے کلام میں وہ چاشنی اور مٹھاس ہے اور اس میں ایسی رعنائی ہے کہ کوئی کلام اس پر غالب نہیں آ سکتا۔

## قرآن کے الفاظ کا اعجاز

قرآن مجید میں کوئی ایسا لفظ نہیں کہ جس کی فصاحت و بلاغت پر سر توڑ کوشش کے باوجود بھی کوئی نکتہ چینی کر سکے یا انگشت نمائی کر سکے بلکہ اہل عرب تو ہمیشہ اعتراض کی تلاش میں سرگرداں رہے مگر ناکام رہے ـــــ ہر زبان و لغت میں بعض ایسے الفاظ

ہوتے ہیں جو کہ ثقیل اور کریہہ الصوت ہوتے ہیں جن کا کوئی مترادف بھی نہیں ہوتا۔ تو ادیب و شعراء انہیں مجبوراً استعمال کرتے ہیں۔ مگر قرآن ایسے مواقع پہ ایسا اسلوب اختیار کرتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے ــــ مثلاً قرآن نے السموات کے ساتھ ارض کا لفظ استعمال کیا ہے، لفظ ارض کی جمع "ارضین" اور "اراضی" دونوں ثقیل ہیں۔ اگر زمینوں کے لئے جمع استعمال کریں تو یہی جمع کے الفاظ لانے پڑیں گے جو کہ ثقیل ہیں مگر قرآن نے سموات کے ساتھ الارض کا استعمال فرمایا ہے اور جہاں زمین کی جمع لانے کی ضرورت پیش ہوئی تو فرمایا سبع سمٰوٰت و من الارض مثلھن کہ یہاں الارض کی جمع لانے کی حاجت ہی نہیں رہی۔

## اسلوب کا اعجاز

(۱) علمائے بلاغت نے اسلوب کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں (۱) خطابی (۲) علمی (۳) ادبی۔ ان ہر سہ اقسام کے دائرہ کار جدا جدا ہیں، ان کے خصائص و محل وقوع الگ الگ ہیں۔ ان تینوں اسالیب کا ایک ہی عبارت میں استعمال ناممکن ہے خطابت میں اسلوب الگ ہوتا ہے، نثر میں اسلوب تحریر الگ ہے اس طرح علمی موضوعات کا اسلوب بھی بالکل منفرد اختیار کیا جاتا ہے لیکن قرآن مجید نے اپنا اعجاز یہاں پر بھی برقرار رکھا کہ ان تینوں اسالیب کو باہم لے کر چلتا ہے اس میں خطابت کا زور بھی ہے تو ادب کی شگفتگی بھی اور علم کی متانت بھی ہے

(۳) ادب و انشاء میں اعلیٰ ترین ادیب اگر ایک ہی بات کو متعدد بار لکھے تو پڑھنے والا بالآخر ایک مرحلے پر اس کو پڑھنے سے اکتا جائے گا تو اس کے کلام و تحریر میں موجود سحر کا زور بھی ٹوٹ جائے گا مگر قرآن حکیم نے جو ایک بات کو بار بار دہرایا ہے تو اس میں تاثیر اور زیادہ محکم نظر آتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ۲ے مقامات پر آیا ہے، جنت و دوزخ، عبادت، توحید و رسالت کا اثبات ہر سورۃ میں متعدد بار آیا ہے لیکن اس میں ہر دفعہ نئی لذت، نئی چاشنی و حلاوت، نیا کیف و سرور اور نئی تاثیر محسوس ہوتی ہے،

(۴) کلام کی نزاکت و حلاوت اور شوکت دو متضاد اوصاف ہیں اور دونوں کے استعمال میں

جدا جدا اسلوب اختیار کرتے ہوتے ہیں، انسانی قوت کے بس سے یہ باہر ہے کہ وہ ان ہر
دو صفات کو ایک ہی عبارت میں یکجا کر سکے مگر یہ اسلوب بھی قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ ایک
ہی عبارت میں یہ دونوں صفات جمع ہیں، اس آیت کو پڑھ کر دیکھیں. فلا اقسم بالخنس
الجوار الکنس و اللیل اذا عسعس والصبح اذا تنفس انہ لقول رسول کریم
کس معجزانہ انداز میں شوکت اور نزاکت کو اس عبارت میں یکجا کیا گیا ہے، ذوق سلیم
رکھنے والے اہل کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

(۵) دنیا کے ہر شاعر و ادیب کی فصاحت و بلاغت کا میدان مخصوص ہوتا ہے جس سے وہ
ہٹ جائے تو اس کے کلام کی خوبی ختم ہو جاتی ہے، عربی میں امرؤ القیس نسیب و غزل کا شاعر
امام ہے، نابغہ خوف و جبلیت کا، اعشیٰ حسن طلب اور وصف کا، زہیر رغبت و امید کا
امام ہے اگر یہ دوسرے موضوعات پر لب کشائی کریں تو ناکام رہیں گے مگر قرآن نے تو
مختلف الاصناف کو اسطرح جمع کیا ہے کہ اسکا احاطہ بھی دشوار ہے ترغیب ہو یا ترہیب، وعدہ ہو یا
وعید، پند و نصیحت ہو یا امثال و قصص، عقائد ہوں یا احکام، ہر جگہ اور ہر مقام پر قرآن کا
انداز بیان فصاحت و بلاغت کے بلند ترین معیار کو پہنچا ہوا ہے

قرآن مجید کے اسلوب کا امتیازی اعجاز اس کا طریق ایجاز و اختصار بھی ہے اور
اس طریق استعمال میں اس کا اعجازہ خصوصیت کا حامل ہے، قرآن قیامت کیلئے
صحیفۂ رشد و ہدایت ہے اس لئے اس کے وسیع مضامین کو مختصر جملوں میں سمیٹ
دیا گیا ہے تاکہ ہر دور میں اس سے رہنمائی حاصل کی جا سکے. صدیوں کے مرور پر بھی
اس کے مضامین میں کہنگی نہیں آئی، صدیوں پر محیط اس طویل عرصے میں انسانیت نے
کتنے رنگ بدلے، کتنے اور کیسے کیسے انقلاب آئے مگر قرآن مجید میں وہی
رنگینی و بہار آفرینی ہے، قرآن مجید اگرچہ کوئی تاریخی کتاب نہیں مگر تاریخ و قدامت
کا مستند ترین ماخذ ہے اسی طرح قرآن مجید کوئی سیاست و قوانین سیاست کی کتاب
نہیں مگر اس کے چند مختصر جملوں نے سیاست و قوانین سیاست اور نظم مملکت پر وہ
رہنما اصول مرحمت فرمائے جو تاقیام قیامت نوع انسانی کی رہنمائی کریں ......

قرآن مجید فلسفہ و سائنس کی کتاب نہیں مگر اس نے فلسفہ و سائنس کے کثیر پیچیدہ مسائل کی گرہیں کھول دی ہیں، قرآن مجید کوئی معاشیات و عمرانیات کی کتاب نہیں مگر ان موضوعات پر ایسی جامع معاشی و عمرانی ہدایات دی ہیں کہ معاشیات و عمرانیات کے بزرجمہر دربدر کی ٹھوکریں کھا کر آج پھر اسی طرف رجوع ہو رہے ہیں۔

## نظم قرآن

آیات کے درمیان باہمی ربط و تعلق اور نظم و ترتیب قرآن مجید کا ایک انوکھا اور دقیق اعجاز ہے، اگر سطحی نظر سے قران کی تلاوت کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ہر آیت جدا مضمون لئے ہوئے ہے اور ان کے مابین کوئی ربط نہیں یہی وجہ ہے کہ مفسرین کے اس سلسلے میں دو گروہ ہو چکے تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ قرآنی آیات میں باہم دگر نہایت حسین و لطیف ربط موجود ہے ان کے درمیان سیاق و سباق کے اتصال سے انکار ناممکن ہے، اگر ترتیب مدنظر نہ ہوتی تو ترتیب نزول اور ترتیب کتابت میں امتیاز کی چنداں حاجت نہ تھی، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت میں جو الگ الگ ترتیب فرمائی ہے یہ اس امر کی دلیل ہے کہ قرآنی آیات میں باہمی ربط و تعلق موجود ہے، ہاں اس ربط و تعلق کی گہرائی تک رسائی شدید فکر و غواصی اور علم و عقل کی ضرورت ضرور ہے اس لئے کہ یہ ربط قدرے دقیق ہے۔

غرضیکہ قرآن مجید نے اپنے نظم میں جو اسلوب اختیار فرمایا ہے وہ اس کا دقیق ترین اعجاز ہے جس کی تقلید بشریت کے لئے ناممکن ہے بیشتر علماء و محققین اور مفسرین نے نظم قرآن کی توضیح کے لئے مستقل تصانیف مرتب کی ہیں اور اس کی تشریح کا خاص اہتمام کیا ہے اور یہ تشریحات و تفاسیر بڑی ضخیم ہیں بقول امام شعرانی بعض مفسرین نے تو ہزار ہزار جلدوں میں تفسیریں لکھی ہیں، حدائق حنفیہ میں ہے کہ غلام زاہد متوفی ۱۲ جمادی الآخر ۵۴۶ھ کی تفسیر ایک ہزار سے زائد جلدوں پر مشتمل ہے، اسی طرح تفسیر طبری کی تیس جلدیں ہیں تفسیر کبیر کی بتیس ہیں ابوالمظفر شمس الدین یوسف متوفی

۵۸۱ھ کی تفسیر کی انتیس جلدیں ہیں بزدوی کی تفسیر قرآن ایک سو بیس جلدوں پر محیط ہے امام حجۃ الاسلام کی تفسیر یاقوت التاویل کی چالیس جلدیں ہیں ابوعبداللہ جمال الدین ابن نقیب کی تفسیر کی ایک سو جلدیں ہیں، تفسیر ادفوی ایک سو بیس جلدوں پر مشتمل ہے ابوبکر بن عبداللہ کی تفسیر جو کہ صرف سورۃ الفاتحہ اور بقرہ کی ابتدائی پچاس آیتوں کی تفسیر ہے ایک سو چالیس جلدوں میں ہے، ابوالحسن اشعری کی تفسیر چھ سو جلدوں پر محیط ہے جو کہ امام سیوطی کے دور تک مصر کے علمی خزانہ میں موجود تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کی شرح و بسط کے ساتھ تفسیر کسی کے بس کی بات نہیں وہ قرآن جو کہ منبع علوم و فنون ہو، امام شعرانی نے جس کے علوم نو ہزار نو سو نناوے گنوائے ہیں۔ علامہ بیجوری نے بقول صاحب فیوضات ملکیہ ہر آیت کے ساٹھ ہزار علوم کا ذکر کیا ہے اسی میں ہے کہ علی خواص فرماتے ہیں کہ صرف سورۂ فاتحہ کے معانی کے ضمن میں مجھ پر ایک لاکھ چالیس ہزار نو سو نو علوم منکشف ہوئے، نیز جلال الدین سیوطی قاضی ابوبکر بن عربی کا قول نقل کرتے ہیں کہ قرآن کے علوم ۷۷۴۵۰ ہیں شیخ عبدالعزیز پرہاروی کو قرآن کے اسی علوم پر کامل دسترس حاصل تھی۔

مذکورہ خصوصیات کے علاوہ اس کے معنوی خصائص انقلاب آفرینی، پیشگوئی اور علمی و تاریخی انکشاف وغیرہ سے متعلق قرآن کے اعجاز کی دیگر بہت سی وجوہ ہیں لیکن اظہر من الشمس ہے کہ ان اوراق میں ان کا احاطہ ناممکن ہے، پس حقیقت یہ ہے کہ پورا قرآن از الحمد تا والناس اعجاز ہی اعجاز ہے۔

احقر

محمد اعظم سعیدی

# مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ افضل کتاب واودع فیہ من العلوم والمعارف ما لا یعد ولا یحصیہ اولو العلم و اللباب وجعل تلاوتہ الذخر والثواب لاولی الصدق والصفا فی یوم المآب والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمدن الذی احیا قلوب ذوی الالباب بتعالیمہ ذات الحکمۃ والصواب وعلی آلہ واصحابہ الانجاب وعلی من تبعھم باتجاب الی یوم الحساب۔

رب العالمین کا فضل عظیم اور بے پایاں کرم ہے، جس نے اس کتاب کی تکمیل کی مجھے توفیق بخشی اور اس کا شکر بیکراں جس نے اپنی کتاب کے فضائل پیش کرنے کا مجھے شرف بخشا۔

قرآن مجید روشنی ہے، نور ہے، سامان نجات ہے، دلوں کے زنگ کا علاج ہے، وہ اللہ کی مضبوط رسی ہے، نور مبین ہے، ذکر حکیم اور صراط مستقیم ہے، مضبوط بندھن ہے، کم زیادہ چھوٹی بڑی ہر چیز کو حاوی اور محیط ہے، اولین وآخرین کا رہنما اور راہبر ہے۔ اس کے عجائب ختم نہیں ہو سکتے، اور اس کے غرائب کی کوئی انتہا نہیں۔ اس کے فضائل بے شمار ہیں۔ اس کی تلاوت کا اجر و ثواب بے حد و بے حساب ہے۔

تلاوت قرآن کی نسبت رب تعالیٰ نے خود اپنی طرف اور انبیاء کی طرف فرمائی ہے۔

| | |
|---|---|
| تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (البقرہ ۲ آیت ۲۵۲) | یہ اللہ کی آیتیں ہیں انہیں ہم آپ پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں اور آپ بلاشبہ رسولوں میں ہیں۔ |

اگلی سورت میں ارشاد ہے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ۔
(آل عمران آیت ۱۰۸)

یہ اللہ کی آیتیں ہیں انہیں ہم آپ پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

دوسری جگہ فرماتا ہے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ۔
(جاثیہ آیت ۶)

یہ اللہ کی آیتیں ہیں انہیں ہم آپ پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کرتے کرتے جہاں اور دعائیں کیں وہیں یہ بھی عرض کیا اے ہمارے پروردگار ان میں ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو تیری آیتوں کی تلاوت کرے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔
(بقرہ آیت ۱۲۹)

اے ہمارے رب ان میں ان ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں ستھرا فرما دے بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

رب کریم اپنی ذات کا تعارف کراتا ہے تو فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔
(جمعہ آیت ۲)

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں ستھرا کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ بیشک وہ (لوگ) اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

قرآن مجید کی تلاوت کرنے والوں، نماز قائم رکھنے والوں اور راہ خدا میں خرچ کرنے والوں کا نفع اور فائدہ بیان کرتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۔
(فاطر آیت ۲۹)

بیشک جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں ہرگز کساد و خسارہ نہیں

اہل کتاب میں جو لوگ کتاب کی تلاوت کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ ان کی مدح یوں فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓىِٕكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۔
(بقرہ آیت ۱۲۱)

جنہیں ہم نے کتاب دی وہ جیسی چاہیئے اس کی تلاوت کرتے ہیں وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہوں بس وہی خسارہ میں ہیں۔

اہل ایمان جب خدائے تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں ان میں خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے اور جب ان کے سامنے آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے ان کا ایمان طاقتور اور مضبوط و مستحکم ہو جاتا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۔
(انفال ۲)

ایمان والے وہی ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور جب ان پر اس کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے ان کا ایمان ترقی پا جاتا ہے اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تلاوت کا حکم دیا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۔
(النمل آیت ۹۱، ۹۲)

اور مجھے حکم ہوا کہ فرمانبرداروں میں ہوؤں اور یہ کہ قرآن کی تلاوت کروں۔

یہ تلاوت قرآن کی اس اہمیت وفضیلت کا ذکر تھا جو خود قرآن نے بیان کی ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن عظیم کا تعارف اور فضائل دنیا کے سامنے جس مؤثر انداز میں پیش کیا ہے وہ صرف زبان نبوت ہی کا حصہ ہے۔ کہیں یہ تعارف و فضائل تفصیلی بھی ہوتے ہیں اور کہیں اجمالی بھی۔ مگر اسلوب اتنا دلنشیں اور جانگزیں ہوتا ہے کہ پڑھنے والا پڑھتا ہے اور سننے والا سنتا ہے تو کہہ اٹھتا ہے کہ قرآن بھی معجزہ ہے اور صاحب قرآن بھی معجزہ ہے۔

اس تعارف وفضائل کی ایک جھلک ملاحظہ ہو گو زبان بدل جانے سے اس کا وہ اعجاز تو جاتا رہا تاہم حقائق وہی ہیں۔ ارشاد ہے۔

اللہ کی کتاب میں پہلے زمانے کی خبریں بھی ہیں اور آنے والے وقت کی پیشگوئیاں بھی، اور حال کے لئے مکمل رہنمائی بھی، یہ ایک فیصلہ کن، سنجیدہ اور باوقار کتاب ہے جو جابر اور مغرور اسے نظر انداز کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ پارہ پارہ تر بتر کر دیتا ہے۔ اور جو اس سے ہٹ کر کہیں اور رشد وہدایت چاہتا ہے اسے اللہ تعالیٰ صحیح راستہ سے ہٹا دیتا ہے (پھر وہ گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹکتا ہی رہتا ہے) یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی اور دانشمندانہ پند ونصیحت ہے اور یہی وہ سیدھا راستہ ہے جس کے سبب خواہشات کو غلط رخوں پر لگنے سے روکا جاسکتا ہے (اور ان پر مکمل قابو پایا جا سکتا ہے) نہ یہ کتاب اپنی انتہائی فصاحت وبلاغت اور اعجاز کے باعث دوسرے کسی کلام سے گھل مل سکتی ہے اور نہ اس سے علماء آسودہ ہو سکتے ہیں (خواہ اس کا اور اس کے علوم کا کتنا ہی مطالعہ کر ڈالیں اس پہ ہزاروں جلدیں لکھ ڈالیں مگر اس سے آسودگی ممکن نہیں) اور بار بار پڑھنے اور بے شمار مرتبہ سننے سے اس میں کہنگی نہیں آسکتی اور اس کے عجائب اور معارف ومعانی ختم نہیں ہو سکتے یہ وہ قرآن ہے کہ جب جنوں نے اسے سنا تو وہ بھی یہ کہے بغیر نہ رہ سکے "یقیناً ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو رشد وصلاح کی راہبری کرتا ہے اس لئے ہم تو ایمان لائے"۔ جو قرآن کے مطابق کہے گا وہ سچ کہے گا اور جو اس پہ عمل کرے گا اجر وثواب پائے گا اور جو اس سے فیصلہ کرے گا وہ انصاف کا فیصلہ کرے گا اور جو قرآن کی طرف بلائے گا وہ سیدھے راستے کی رہنمائی کرے گا۔[1]

---

[1] مشکوٰۃ ص۱۸۶۔ ترمذی

اس حدیث میں قرآن حکیم کا ایک گرانقدر تعارف بھی ہے اور اس کے کچھ اہم فضائل بھی اس کی شرح اپنے مقام پر آئے گی یہاں صرف حدیث کے اس ٹکڑے "قرآن کے عجائب ختم نہیں ہوسکتے" کی تھوڑی سی تفصیل پیش کی جارہی ہے۔

قرآن حکیم کے عجائب اور علوم و معارف لامحدود اور غیر متناہی ہیں خود اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ۔ (الانعام پ ۷ ع ۱۰۔ آیت ۳۸) ہم نے کتاب میں کوئی چیز چھوڑ نہیں رکھی ہے۔

اور فرماتا ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ (النحل آیت ۸۹) ہم نے تم پر کتاب ہر چیز کا روشن بیان بنا کر اتاری۔

ابن جریر اور ابن ابو حاتم نے اپنی اپنی تفسیروں میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب ہر چیز کے واضح بیان کی شکل میں نازل فرمائی اور ہمیں بعض انہیں چیزوں کا علم حاصل ہوا جو قرآن میں بیان کی گئیں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ سنن سعید ابن منصور، مصنف ابن ابی شیبہ، زوائد کتاب الزہد از عبداللہ بن امام احمد، فضائل قرآن ابن ضریس، کتاب ابن نصر مروزی، معجم کبیر طبرانی اور شعب الایمان بیہقی میں آپ ہی سے روایت ہے آپ نے فرمایا جو علم چاہتا ہے وہ قرآن کے معانی پر غور و فکر کرے اس لئے کہ اس میں اولین و آخرین کا علم ہے[۱]

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا۔ اگر میں سورہ فاتحہ کی تفسیر سے چاہتا تو ستر اونٹوں کو بوجھل کر دیتا۔" امام سیوطی اس کی توجیہ فرماتے ہیں وہ اس طرح کہ الحمد للہ رب العٰلمین کی تفسیر میں معنی حمد، اسم جلالت "اللہ" کے متعلقات اور اس کے شایان شان مفاہیم بیان کرنے کی ضرورت ہوگی پھر عالم اور اس کی کیفیت اس کی

---

[۱] الفیوضات الملکیہ۔

تمام اقسام اور شمارہ کے ساتھ اس کی تفصیلات آئیں گی۔ عالم کل ایک ہزار ہیں چار سو خشکی پہ اور چھ سو سمندر میں اس طرح ان سب کے بیان کی ضرورت ہوگی اسی طرح فاتحہ کے اور اجزار کا ذکر کر کے ان کی تفصیلات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور فرمایا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد کا یہی مفہوم ہے گویا ان کی تفسیر فاتحہ ہوتی تو ان تفصیلات کو حاوی ہوتی اور اس طرح ستر اونٹوں کا بوجھ تیار ہو جاتا۔

امام رازی نے بھی "مفاتیح الغیب" کے شروع میں انہیں تفصیلات کی طرف اشارہ کیا ہے مگر ان کی گفتگو ان کے مزاج کے مطابق کچھ زیادہ ہی بسط و تفصیل کے ساتھ ہے[1]۔

امام ابن حجر مکی نے "شرح ہمزیہ" میں تحریر فرمایا، وہ علوم و معارف جو قرآن سے نکلتے ہیں ان کی حد اور انتہا نہیں اسی لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے اگر میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے ایک اونٹ کو بوجھل کرنا چاہتا تو یقیناً کر دیتا[2]۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔

جَمِیْعُ الْعِلْمِ فِی الْقُرْاٰنِ لٰکِنْ تَقَاصٰی عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

قرآن میں تمام علوم ہیں لیکن لوگوں کی سمجھ کی ان تک رسائی نہیں

ابن ابوالفضل مرسی اپنی تفسیر میں آپ ہی کا ایک اور ارشاد نقل کرتے ہیں۔

لَوْ ضَاعَ لِیْ عِقَالُ بَعِیْرٍ لَوَجَدْتُهٗ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ۔ (الاتقان ص ۱۲۶ ج ۲)

اگر میرے لئے کسی اونٹ کی رسی (بھی) گم ہو جائے تو میں اسے کتاب اللہ میں پا لوں گا۔

علامہ بوصیری نے نظم فرمایا۔

لَهَا مَعَانٍ کَمَوْجِ الْبَحْرِ فِیْ مَدَدٍ وَفَوْقَ جَوْهَرِهٖ فِی الْحُسْنِ وَالْقِیَمِ

آیات کے معانی اپنی کثرت و فراوانی میں سمندر کی موجوں کی طرح ہیں اور حسن و قیمت میں سمندر کے موتیوں سے اونچے ہیں۔

فَمَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰی عَجَائِبُهَا وَلَا تُسَامُ عَلَی الْاِکْثَارِ بِالسَّأَمِ

---

[1] الفیوضات الملکیہ ص ۳۷ ۔ [2] ایضاً ص ۳۸ ،

ان کے عجائب کا نہ شمار ہے نہ حد و حصر ہے اسے بار بار پڑھنے کے باوجود اس سے اکتاہٹ نہیں ہوتی۔

علامہ جلال الدین سیوطی "الاتقان" میں لکھتے ہیں۔ ابن ابو الدنیا نے فرمایا علوم قرآن اور وہ علوم جو اس سے نکلے ہیں وہ ناپیدا کنار سمندر کی طرح ہیں۔[۱]

اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ۔ ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔

(کما فی البخاری) [۲] (بخاری)

علامہ بیجوری نے قصیدہ بردہ کی شرح میں فرمایا۔

ہر آیت کے ساٹھ ہزار مطالب ہیں اور اس کے مفاہیم جو ابھی رہ گئے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔[۳]

علی خواص قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۂ فاتحہ کے معانی پر مطلع فرمایا تو اس سے میرے لئے ایک لاکھ چالیس ہزار نو سو نو علوم ظاہر ہو گئے، علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں امام غزالی نے اپنی کتاب کے علم لدنی کی بحث میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کا یہ ارشاد ذکر کیا ہے۔

اگر مجھے موقع دیا جاتا تو میں بسم اللہ کی بار سے ستر اونٹوں کو بھر دیتا۔[۴]

ابن سراقہ نے "کتاب الاعجاز" میں امام ابو بکر بن مجاہد سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا۔

مَا مِنْ شَیْءٍ فِی الْعَالَمِ اِلَّا ھُوَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں جو اللہ کی کتاب میں موجود نہ ہو۔

"طبقات کبریٰ" میں سید ابراہیم دسوقی قدس سرہ کے حالات میں مرقوم ہے وہ (ابراہیم دسوقی) فرماتے تھے اگر حق تعالیٰ تمہارے دلوں کے قفل کھول دے تو تم قرآن کے عجائب، حکمتیں، معانی اور اس کے علوم سے واقف ہو جاؤ اور اس کے علاوہ کسی اور پر

---

[۱] الفیوضات الملکیۃ ص۳۵ [۲] ایضاً ص۲۹

[۳] الفیوضات ص۳۵ [۴] ایضاً

غور و فکر کرنے سے بے نیاز ہو جاؤ اس لئے کہ صفحۂ وجود پر جو کچھ ہے وہ سب اس میں لکھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ — ہم نے کتاب میں کوئی چیز چھوڑ نہیں رکھی ہے۔

امام شعرانی نے "میزان الشریعۃ الکبریٰ" میں فرمایا میں نے علوم قرآن پر ایک کتاب لکھی اس کا نام "اَلْجَوْھَرُ الْمَصُوْنُ فِیْ عُلُوْمِ کِتَابِ اللّٰہِ الْمَکْنُوْنِ" رکھا۔ اس میں میں نے تقریباً تین ہزار علوم قرآنیہ کا تذکرہ کیا ہے[1]

علامہ جلال الدین سیوطی قاضی ابو بکر بن عربی کا قول نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے "قانون التاویل" میں تحریر فرمایا۔ "قرآن کے علوم ستہتر ہزار چار سو پچاس ہیں[2]" ۷۷۴۵۰

یہ ہے ایک جھلک قرآن کے عجائب اور علوم و معارف کی۔ تو بھلا علماء کیونکر ان کا شمار و احاطہ کر سکتے ہیں اور انہیں قرآن سے کیسے آسودگی ہو سکتی ہے یہی حقیقت حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ اس سے علماء آسودہ نہیں ہو سکتے، علماء امت نے تفسیر قرآن سے لاکھوں صفحات بھر دیئے ایسے مفسرین بھی گذرے ہیں جنہوں نے قرآن حکیم کی تفسیر ہزار ہزار جلدوں میں لکھیں۔

ابو عبداللہ علاء الدین محمد بن عبدالرحمٰن معروف بہ علاء زاہد متوفی ۱۲ ر جمادی الآخرہ ۵۴۶ھ کی تفسیر ایک ہزار سے زائد جلدوں میں ہے[3]

اور ایسے مفسرین کا تو شمار ہی نہیں جنہوں نے تیس تیس جلدوں پر مشتمل تفسیر لکھیں تفسیر طبری (م۔ ۳۱۰ھ) تیس جلدیں تفسیر کبیر از امام رازی متوفی ۶۰۶ھ بتیس جلدیں تفسیر ابو المظفر شمس الدین یوسف بن قزغلی بن عبداللہ بغدادی متوفی ۶۵۴ھ انتیس جلدیں وغیرہ وغیرہ۔

علی بن محمد بن حسین بن عبدالکریم بن موسیٰ معروف بہ بزدوی متوفی ۴۸۲ھ کی تفسیر قرآن جیسی ایک سو بیس جلدوں کو حاوی ہے[4] امام حجۃ الاسلام کی "یاقوت التاویل"

---

1. الفیوضات ص۲ — 2. الاتقان ص۱۲۶ ج۲
3. حدائق حنفیہ ص۲۲۳ از جہلمی — 4. ایضاً ص۲۵۶
5. حدائق حنفیہ ص۲۰۲ از فقیر محمد جہلمی۔

چالیس جلدوں میں ہے۔ تفسیر ابن نقیب کی سو جلدیں ہیں[1] تفسیر ادفوی ایک سو بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ ابو بکر بن عبداللہ کی تفسیر جو صرف سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی ابتدائی پچاس آیتوں کی تفسیر ہے یہ ایک سو چالیس جلدوں میں ہے اور امام ابوالحسن اشعری کی تفسیر چھ سو جلدوں پر مشتمل ہے یہ تفسیر امام جلال الدین سیوطی کے زمانہ تک مصر کے خزانہ میں موجود تھی[2]

متاخرین میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا کے والد گرامی مولانا نقی علی علیہما الرحمۃ (م ۱۲۹۷ھ) نے صرف سورۂ الم نشرح جیسی مختصر سورہ کی تفسیر تقریباً پانچ سو صفحات پر تحریر فرمائی ہے۔ اب ایک اور تعارف اور فضائل کی احادیث پڑھیے جو اس کتاب کا ایک صحیح تعارف بھی ہوگا اور جامع مقدمہ بھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "قرآن اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز سے افضل ہے قرآن کو دیگر کلام پر اسی طرح برتری ہے جیسے خدائے تعالیٰ کو مخلوق پر جو شخص قرآن کی تعظیم کرتا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتا ہے اور جو قرآن کی تعظیم نہیں کرتا وہ یقیناً حق اللہ کو کوئی حیثیت نہیں دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن کی عزت و توقیر اولاد کے لئے والد کی عزت و توقیر کی طرح ہے۔ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت قبول ہوگی اور ایسا مخالف جس کی مخالفت سنی جائے گی جو شخص قرآن کو اپنے آگے کرے گا قرآن اسے جنت میں لے جائے گا۔ اور جو اسے پس پشت ڈالے گا قرآن اسے جہنم میں پہنچا دے گا۔ حاملین قرآن کو اللہ تعالیٰ کی رحمت گھیرے ہوئے ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نور کا لبادہ اوڑھے ہوتے ہیں اور کلام الٰہی کی تعلیم حاصل کرنے والا سے جو عداوت و دشمنی کرتا ہے۔ وہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ سے عداوت رکھتا ہے اور

---

[1] اس تفسیر کا نام "التحریر والتحبیر لاقوال ائمۃ التفسیر فی معانی کلام السمیع البصیر" ہے اور مصنف کا پورا نام یہ ہے ابو عبداللہ جمال الدین محمد بن سلیمان بن حسن بن حسین بلخی معروف با بن نقیب متوفی ۶۹۸ھ حدائق حنفیہ ص۲۵۶

[2] الفنون شاف ص۱۳

جو ان سے دوستی کرتا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اے کتاب اللہ کو اپنے ساتھ رکھنے والو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی کتاب کی تعظیم کے لئے دعوت دے رہا ہے۔ تم اس کی دعوت پر لبیک کہو وہ تم سے مزید محبت فرمائیگا اور تم کو اپنی مخلوق میں مقبول و محبوب بنادیگا۔ اللہ تعالیٰ قرآن سننے والے سے دنیا کی برائی دور فرماتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرنے والے سے آخرت کی مصیبت دفع فرماتا ہے اور یقیناً کتاب اللہ کی ایک آیت سننے والے کی جزا ایک پہاڑ سونے سے بھی بہتر ہے اور کتاب اللہ کی ایک آیت تلاوت کرنے والے کا اجر زیر آسمان کی ہر چیز سے بہتر ہے اور بلاشبہ قرآن میں ایک سورت ہے جسے اللہ تعالیٰ کے یہاں "عظیم" کہا جاتا ہے۔ صاحب سورت (اس کا حافظ اس کی نگہداشت اور اس کے مطابق عمل کرنے والے) کو "شریف" کہا جاتا ہے یہ سورت قیامت کے دن صاحب سورت کے لئے قبیلہ ربیعہ و مضر کے افراد سے زیادہ لوگوں کے حق میں شفاعت کرے گی اور یہ سورۂ یٰسین ہے۔

محدث ابونصر سجزی نے "الابانۃ" میں یہ حدیث تحریر فرمائی ہے اس کے بارے میں اپنی رائے بھی پیش کی ہے کہ یہ بہترین اور عمدہ ترین حدیث ہے اور اس سند میں سبھی راوی مقبول اور ثقہ ہیں۔ محدث حکیم نے بھی محمد بن علی سے اور محدث حاکم نے اپنی تاریخ میں حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی یہ حدیث لکھی ہے[1] اس حدیث میں قرآن کریم کے حسب ذیل فضائل و مناقب بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) جتنی چیزیں پیدا ہوئیں اور ہوسکتی ہیں قرآن ان سب پر فائق اور سب سے افضل ہے۔

(۲) اس کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔

(۳) جو اس کی تعظیم نہیں کرتا وہ حق اللہ کی تحقیر کرتا ہے۔

(۴) قرآن شافع ہے اور اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

---

[1] کنز العمال مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد ص ۱۹ م ۲۰۰۰ لہ ج ۱۲

(۵) جو قرآن کو اپنا پیشوا بنائے گا وہ اسے جنت میں لیجائیگا۔

(۶) جو اسے پس پشت ڈالے گا وہ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔

(۷) حاملین قرآن خواہ حافظ ہوں یا لکھا ہوا قرآن اپنے ساتھ رکھنے والے اس سے شغف رکھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے ہوں ان سب کو اللہ تعالیٰ کی رحمت گھیرے ہوئے ہوتی ہے۔ ان سے دشمنی اللہ تعالیٰ سے دشمنی ان سے دوستی اللہ تعالیٰ سے دوستی ہوتی ہے۔

(۸) قرآن کی توقیر و تعظیم سے بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ انسانوں میں بھی اس کو مقبول و محبوب بنا دیتا ہے۔

(۹) قرآن کی تلاوت سے آخرت کی مصیبت دور ہوتی ہے۔

(۱۰) خلوص دل سے ایک آیت کا سننا ایک سونے کے پہاڑ برابر اجر و ثواب رکھتا ہے۔

(۱۱) ایک آیت کی تلاوت کرنا آسمان کے نیچے کی ہر چیز سے افضل ہے۔

(۱۲) سورۂ یٰس کو اللہ تعالیٰ کے یہاں عظیم اور صاحب سورت کو شریف کہا جاتا ہے صرف یہ ایک سورت عرب کے دو عظیم قبیلے ربیعہ و مضر کے لوگوں سے زیادہ لوگوں کی شفاعت کرے گی۔

اس حدیث میں جہاں قرآن حکیم کے ادب و احترام اور تعظیم و توقیر کی تلقین کی گئی ہے وہیں اس کے عمومی اور خصوصی فضائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔ اس طرح جامع ہدایت و فضیلت کی بہت سی احادیث ہیں۔ اور بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جن میں قرآن کے عمومی فضائل وارد ہوئے ہیں اور بہت سی ایسی حدیثیں بھی ہیں جن میں سورتوں کے خصوصی فضائل ملتے ہیں۔ وہ فضائل بہت عظیم بھی ہیں اور ایمان افروز بھی ایک بندہ مومن جب ان سے واقف ہوگا ایمان کے تقاضے سے قرآن حکیم کی طرف اس کا دل راغب ہوگا اور وہ اسے اپنا حرز جان بنالے گا اور اپنے درد کا درماں بھی، اسی نیک مقصد سے اسلاف کرام نے اس موضوع پر خاص توجہ کی ہے اور فضائل قرآن کو کتب احادیث کا ایک مستقل باب ہی نہیں بنایا ہے بلکہ اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں۔

ملا کاتب چلپی متوفی ۱۰۶۷ھ رقمطراز ہیں۔

سب سے پہلے امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ نے فضائل قرآن کے موضوع

پر کتاب لکھی، ان کے بعد حسب ذیل حضرات نے کتابیں لکھیں۔

ابوالعباس[۲] جعفر بن محمد مستغفری متوفی سنہ ۴۳۲ھ[۳]، داؤد بن موسیٰ اودلی۔ ابوالعلا[۴] ملیحی۔ ابوالفضل[۵] عبدالرحمان بن احمد رازی۔ ابن[۶] ابی شیبہ۔ ابو عُبید[۷] قاسم بن سلام جمحی متوفی سنہ ۲۲۴ھ۔ ابن[۸] ضریس۔ ابوالحسن[۹] بن صخر ازدی۔ ابوذر[۱۰]۔ ضیاء[۱۱] مقدسی۔ ابوالحسن[۱۲] علی بن احمد واحدی متوفی سنہ ۴۲۸ھ[۱۳]۔ امام[۱۴] نسائی نے بھی "فضائل القرآن" نامی کتاب لکھی ہے[۱۲]۔ امام[۱۴] سیوطی نے تو صرف سورتوں کے فضائل پر ایک مستقل کتاب بنام "خمائل الزہر فی فضائل السور" تصنیف فرمائی ہے۔ یہی نہیں بلکہ صرف آدابِ تلاوت کے موضوع پر بھی مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں، امام نووی نے "التبیان[۱۵]" تصنیف کی آپ کے علاوہ اور حضرات نے بھی تصنیفات کی ہیں[۳]۔

مگر یہ سب کتابیں عربی میں ہیں اور وہ بھی نایاب، ان سے نہ تو اردو داں طبقہ استفادہ کر سکتا تھا اور نہ ہی عربی داں طبقہ، ہمیں بھی نہ فضائل قرآن کی کتابوں میں کوئی کتاب مل سکی اور نہ فضائل سور (از امام سیوطی) دستیاب ہوئی اور نہ ہی آدابِ تلاوت پر کوئی کتاب نظر سے گزر سکی جس کے باعث ہمیں نہ تو قدیم کتابوں سے کوئی رہنمائی مل سکی۔ اور نہ ہی یکجا مواد ملنے کا سوال پیدا ہوا۔ اس لئے ہم نے جو کچھ بھی اس کتاب میں پیش کیا ہے وہ سب اصل مآخذ حدیث و شروح اور تفسیر و اصول تفسیر اور دیگر کتابوں سے لے کر پیش کیا ہے۔ پہلے باب میں عموماً شروح کے حوالہ سے احادیث کی ضروری شرحیں کر دی گئیں ہیں ہاں دوسرے باب میں ضخامت بڑھ جانے کے سبب تشریحات کم آسکی ہیں۔

جن بزرگوں نے اس موضوع پر کتابیں لکھی تھیں ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ جس امت کو یہ عظیم اور مقدس قرآن دیا گیا ہے وہ ہرگز ہرگز اس سے غفلت نہ برتے اس سے پوری وابستگی اور گہرا تعلق اور غیر معمولی شغف رکھے اس کی تلاوت کے بے حساب اجر کا ذخیرہ بھی جمع کرتی رہے اور اس کی تعلیمات و ہدایات پر عمل پیرا ہو کر

---

لہ کشف الظنون صـ۲ ج ۲ - ؎۱۶ الاتقان صـ۱۵۱ ج ۲، امام سیوطی متوفی سنہ ۹۱۱ھ

؎۳ مفتاح السعادۃ صـ۵۵ ج ۲ از طاش کبریٰ زادہ رومی متوفی سنہ ۹۶۲ھ۔

دارین کی فلاح و بہبود سے بھی ہمکنار ہو۔ اسی نیک مقصد سے ان حضرات کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مؤلف یہ کتاب پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

اس کتاب کی تالیف کا خاص داعیہ یہ ہوا کہ ۱۹۷۴ء میں جب میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور (اعظم گڑھ) میں تدریسی خدمات کے لئے مامور کیا گیا۔ ترجمہ قرآن مجید بھی زیر تدریس آیا۔ طلبہ کبھی کبھی سورتوں کے فضائل دریافت کرتے تھے۔ میں چونکہ مختلف تفسیر کی کتابیں مطالعہ میں رکھتا تھا اس لئے انہیں بعض فضائل بتا دیتا اسی وقت خیال ہوا کہ کیوں نہ سورتوں کے فضائل یکجا کتابی شکل میں جمع کر دیئے جائیں تاکہ اس سے سب کو فائدہ پہونچ سکے۔ اس ارادہ کی تکمیل کے لئے میں صرف سورتوں کے فضائل جمع کرتا رہا۔ پھر یہ خیال ہوا کہ قرآن مجید کے عمومی فضائل بھی شامل کر دئے جائیں۔ تو اس کی افادیت اور بڑھ جائے گی اس طرح کتاب کے دو باب ہو گئے پھر آداب تلاوت کی ضرورت بھی محسوس ہوئی۔ تو اس کا بھی ایک ابتدائی باب تیار ہو گیا۔ باب اول کے خاص آخذ "احیاء علوم الدین" (از امام غزالی متوفی ۵۰۵ھ) اور "الاتقان" (از امام سیوطی متوفی ۹۱۱ھ) ہیں۔ باب دوم وسوم کے مآخذ کثیر ہیں۔ ان کی الگ سے ایک تفصیلی فہرست پیش کر دی گئی ہے۔ مزید افادیت کے لئے اسمائے مصنفین اور ان کے سنہ وفات بھی لکھ دیئے گئے ہیں۔

یہ کتاب المجمع الاسلامی مبارکپور (اعظم گڑھ) کی آٹھویں پیش کش ہے یہ ادارہ تصنیف و ترجمہ اور اشاعت کی ایک عظیم تحریک ہے۔

تحریر کی اہمیت و افادیت ہر زمانہ میں گوناگوں رہی ہے۔ قلم کی توانائی آج کی ترقی یافتہ دنیا ہی محض تسلیم نہیں کرتی بلکہ ہمیشہ ہی اس کی طاقت کا اعتراف کیا جاتا رہا ہے اور اس کی قوت کا استعمال بھی ہوتا رہا ہے۔ خود قرآن حکیم اس کی عظمت کی قسم یاد کرتا ہے۔

نٓ۔ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ۔ قلم اور اس کی تحریک کی قسم

(قلم - آیت ۱)

رب کائنات انسانوں پر اپنا فضل و کرم جتاتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِىْ اور تمہارا رب ہی سب سے زیادہ

عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ کرم والا ہے۔ جس نے قلم سے تحریر سکھائی۔
(علق آیت ۳،۴)

اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم فضل اور بے پایاں کرم ہے کہ اس نے تحریر جیسی بے مثال نعمت انسان کو مرحمت فرمائی۔ اسی سے علوم محفوظ ہوتے ہیں۔ گذشتہ اقوام کی خبریں ان کی سرگذشتیں، ان کے واقعات اور ان کے کلام یہ سب کچھ قلم کی کرشمہ سازیوں ہی سے ضبط میں آئے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قَیِّدُوا الْعِلْمَ بِالْکِتَابَۃِ تم تحریر کے ذریعہ علم محفوظ کرلو۔
(العقد الفرید ص۲۰۶)

---

یعنی تمہیں اگر علم محفوظ کرنا اور دوسروں تک پہونچانا ہے تو تمہیں ذریعۂ تحریر اختیار کرنا ہوگا۔ آپ نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

فَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ حاضرین غائبین تک میرا پیغام پہونچائیں۔
(بخاری ص۲۳۴ باب الخطبۃ ایام منیٰ ج۱)

ذرائع تبلیغ میں تحریر کے علاوہ کونسا ایسا ذریعہ ہے جس سے ہم تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال وافعال پہونچے ہیں۔ اسی تحریر کے ذریعہ قرآن بھی ہم تک پہونچا اور حدیث بھی اور سیرت و تاریخ کی سبھی کتابیں بھی جن سے ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادات کریمہ، خصائل حمیدہ اور خصائص جلیلہ سے واقف ہوئے بلکہ آپ کی زندگی کی ایک ایک ادا سے ہمیں آشنائی ملی۔

اگر تحریر نہ ہوتی تو تفسیر، فقہ اور دیگر علوم اسلامیہ کی کون سی کتاب ہمیں پہونچ سکتی۔ یہ سب کچھ تحریر کا احسان وعطیہ ہے اور اس راہ میں اسلاف کرام کی مسلسل کدوکاوش پیہم جانفشانی اور عظیم جہاد کا نتیجہ ہے انہوں نے میدان تحریر میں کتنا زبردست جہاد کیا ہے اس کا کسی قدر اندازہ ان کی عظیم تصانیف سے کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح ذرائع تبلیغ میں انہوں نے تحریر کو اپنا کر اپنی اہم ذمہ داری ادا کردی اور اپنے تحریری کارناموں کی وجہ سے وہ زندۂ جاوید بھی ہوگئے اور آنے والی نسلوں کو یہ سبق بھی دے گئے کہ اسلام کی ٹھوس مستحکم اور تاریخی خدمات انجام دینے کے لئے ذریعۂ تحریر ہی سب سے اہم اور مستحکم ذریعہ ہے اس سے خدمات بھی پائیدار اور دائمی ہوں گی اور ان خدمات کو انجام دینے والے بھی لافردال زندگی

پاسکیں گے۔ بہر حال وہ حضرات بہت کچھ کر گئے اور امت کو اپنی امانتیں عطا کر گئے۔ اب ہم کہاں تک اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہیں۔ اس کا محاسبہ امت کے ہر صاحب علم کو کرنا چاہیئے۔ تحریر ہی وہ ذریعہ ہے جس نے ہزاروں سال پہلے کا پیغام، بحثیں اور گفتگوئیں ہم تک پہونچائی کیا کوئی اور ذریعہ بھی یہ رول ادا کر سکتا ہے۔

پھر اس حیثیت سے بھی دیکھئے کہ یہی وہ انداز تبلیغ ہے جو نہ صرف اپنے محدود ماحول اور اوقات میں اپنا کام کرتا ہوتا ہے بلکہ آدمی جب کام کر چکا تو اب کچھ بھی کر رہا ہے چل رہا ہے۔ پھر رہا ہے۔ سو رہا ہے۔ جاگ رہا ہے۔ جس حال میں بھی ہے اس کا تبلیغی کام جاری ہے زندہ ہے جب بھی دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے جب بھی اس کی تبلیغ جاری ہی رہتی ہے اس طرح یہ ذریعہ تبلیغ متعدی بھی ہے۔

پھر اس پہلو سے بھی غور کیجئے کہ اسی ذریعۂ تبلیغ سے ایک انسان اپنی جگہ رہ کر اپنی آواز دنیا کے گوشے گوشے تک پہونچا سکتا ہے نہ اسے سفر کی صعوبتیں جھیلنی پڑتی اور نہ ہی اس کے لوازم کی زحمتیں برداشت کرنی ہوتی ہیں اور نہ دورانِ سفر کے اوقات وایام لگتا جاتے ہیں۔

پھر یہ بھی دیکھئے کہ آج باطل جماعتیں خاص طور سے قلم ہی کی توانائی سے پوری دنیا میں ہاتھ پیر مارنے کی کوشش کر رہی ہیں باطل طاقتوں کے جب یہ عزائم ہو سکتے ہیں اور وہ اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لئے ہر طرح کی تگ و دو کر سکتی ہیں اور اپنے زعم میں خود کو ایک حد تک کامیاب بھی بتا رہی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ حق جس کی فطرت ہی میں سربلندی ہے اسے اگر دنیا کے گوشے گوشے تک پہونچایا جائے تو وہ کیوں نہ پہونچے گا وہ یقیناً پہونچے گا اور باطل قوتوں پر غالب آئے گا کیونکہ قرآن کہتا ہے۔

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ۔۔ (فتح) — کہ نبی اس دین برحق کو تمام ادیان (باطلہ) پر غالب کردیں

اور اسی کو یقیناً سربلندی ملے گی۔

اَلْحَقُّ يَعْلُو وَلَا يُعْلٰى — حق سربلند ہوتا ہے سرنگوں نہیں ہوتا۔

اسی آواز حق کو قلم کی توانائی سے دور دور تک پہونچانے کے لئے ہم نے ایک مجمع بنایا ہے جو "المجمع الاسلامی" کے نام سے اپنا تعارف حاصل کر چکا ہے۔ یہ مجمع

اپنی ڈھائی سال کی مختصر سی عمر میں دو زبانوں (اردو۔ عربی) میں اپنا کام منظر عام پر لاچکا ہے ان شاء اللہ الرحمٰن دنیا کو اور زبانوں میں بھی یہ کام کرے گا۔ اردو۔ عربی میں اس کی شائع کردہ کتابیں یہ ہیں۔

۱ ۔ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ میں اس نے اپنی پہلی کتاب "نور الایمان بزیارت آثار حبیب الرحمٰن" ترجمہ کی شکل میں پیش کی تھی۔ اس کتاب میں زیارت قبور کا حکم، اس کے اوقات و آداب اور اس کے لئے سفر، استعانت بالرسول تعظیم آثار و نقوش نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، زیارت روضۂ منورہ جنت البقیع اور اس کے گرد و نواح کی قبروں کی زیارت، مسجد قبا کی زیارت، کوہ احد، اس کے شہداء اور اس کی مسجدوں کی زیارت، مدینہ منورہ کے قرب و جوار کی متبرک مساجد، مبارک کنوئیں، حرمین شریفین کے درمیان کی مساجد، اور فضائل حرمین شریفین سے متعلق ٹھوس اور علمی دلائل پر مشتمل سنجیدہ اور محققانہ بحثیں کی گئی ہیں، یہ کتاب علامہ عبدالحلیم فرنگی محلی متوفی ۱۲۸۵ھ نے مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین پر تصنیف فرمائی۔ اس طرح اب سے لگ بھگ سوا سو سال پہلے یہ کتاب لکھی گئی۔ شائع ہوتے ہی یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ ایک سال کے اندر اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا۔ اپنی اشاعت کے چند ماہ بعد ہی یہ کتاب سرزمین پاکستان پر مکتبہ فریدیہ ساہیوال سے طبع ہوئی اور وہاں بھی اس کی اشاعت کچھ اور تیز رفتاری سے ہوئی۔ بنگلہ دیش پہونچی تو اس کا بنگالی میں ترجمہ کیا گیا۔ بنگلہ میں ترجمہ کا کام محترمی مولانا عبدالکریم نے انجام دیا۔ رب قدیر مولانا موصوف کو بھر پور صلہ رحمت فرمائے۔

اس طرح یہ کتاب ہند و پاک اور بنگلہ دیش تینوں ممالک میں بیک وقت مقبول ہوئی اور اسے غیر معمولی اہمیت دی گئی۔ ہند و پاک اور لندن تک کے اخبار و رسائل نے اس پر گرانقدر تبصرے شائع کئے۔

"امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں" (از مولانا یٰسین اختر اعظمی) اس کے شروع میں امام احمد رضا اعلیحضرت قدس سرہٗ متوفی ۱۳۴۰ھ کا ایک

دقیع، جاندار اور سائنٹفک انداز میں تعارف کرایا گیا ہے۔ اس کے بعد امام موصوف کے بارے میں وزنی اور اہم شخصیتوں کے تاثرات پیش کئے گئے ہیں۔ وہ شخصیتیں ایک ہی مکتبۂ فکر سے تعلق نہیں رکھتیں۔ بلکہ مختلف مکاتب فکر سے وابستہ وہ شخصیتیں ہیں۔ ساتھ ہی ان میں عرب و عجم دونوں ہی کے ارباب علم و دانش ہیں۔ اس طرح یہ کتاب گرانقدر آراء و تاثرات کا ایک حسین گلدستہ بن گئی ہے اس کا پہلا ایڈیشن ہندوستان اور دوسرا ایڈیشن پاکستان المجدد احمد رضا اکیڈمی کراچی سے پانچ ہزار کی تعداد میں شائع ہو کر مقبول خاص و عام ہو چکا ہے۔

۳ - الفضل الموھبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی (عربی)
یہ امام احمد رضا قدس سرہٗ کا مختصر مگر اہم اور وقیع رسالہ ہے اس میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول " اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَهُوَ مَذْهَبِی" کا صحیح محمل اور مفہوم پیش کیا گیا ہے اور فہم حدیث کے چار اہم مراحل کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس کا عربی ترجمہ میرے قلم سے ہے ۔ اصل رسالہ سے پہلے حضرت مصنف علیہ الرحمہ کا مختصر تعارف عربی میں پیش کر دیا گیا ہے۔ جس سے قاری کے ذہن پر اچھا اثر مرتب ہو سکتا ہے یہ کتاب مرکزی مجلس ؎ رضا لاہور

---

؎ مرکزی مجلس رضا لاہور ایک فعال اور متحرک مجلس ہے مختلف زبانوں انگریزی عربی۔ اردو۔ و پنجابی میں اپنی کتابیں شائع کر کے اندرون و بیرون پاک میں مفت تقسیم کر رہی ہے۔ عقیدت کے ساتھ امام احمد قدس سرہٗ کی شخصیت پر اس کی جانب سے بیسیوں کتابیں چھپ چکی ہیں۔ ماضی قریب میں باہر کی دنیا میں امام احمد رضا کے تعارف کے سلسلے میں اس نے جو کردار ادا کیا اور کر رہی ہے وہ بس اسی کا حصہ ہے۔ رب قدیر ارکان مجلس اس کے ارباب قلم اور مخلصین و معاونین کو دارین کے برکات سے نوازے اور اپنی شایان شان صلہ مرحمت فرمائے اور مزید دین متین کی خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

سے شائع ہو کر ہند و پاک اور عالم عرب میں مفت تقسیم کی جا رہی ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن بھی دو ہزار کی تعداد میں مجلس سے شائع ہو چکا ہے جو اس کی مقبولیت کی دلیل ہے۔

۔ ارشادات اعلیٰحضرت (از مولانا عبدالمبین نعمانی) اس کتاب میں فاضل مرتب نے اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی مختلف کتابوں سے آپ کے ارشادات و فرامین جمع کئے ہیں بہت سے وہ مسائل جن کی عوام و خواص کو ضرورت تھی اس کتاب میں آ گئے ہیں۔ اس طرح تبلیغ احکام کی یہ ایک کامیاب کوشش ہے۔

۵ ۔ جدّ الممتار علی ردّ المحتار (از امام احمد رضا قدس سرہٗ)

فقہ کی مشہور کتاب رد المحتار معروف بشامی کا یہ ایک عظیم حاشیہ ہے۔ جو فقہ اسلامی میں ایک گرانقدر اضافہ ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد امام احمد رضا کے تفقہ کا صحیح اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ جب مصنف اس پر بحث کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فقہ کے کلیات و جزئیات مصنف کے سامنے منتظر کھڑے ہیں اور حرکت قلم سے صفحات قرطاس پر اترتے چلے آتے ہیں اس میں علامہ شامی قدس سرہ المحتار کے تسامحات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ ارباب "المجمع الاسلامی" نے اس کتاب کا اسی صفحات پر مشتمل عربی میں مقدمہ لکھا ہے۔ جس میں علامہ شامی، امام احمد رضا اور جدالممتار کا تعارف تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

۶ ۔ مقالاتِ امجدی (از علامہ مفتی شریف الحق امجدی)

یہ سات مقالوں کا مجموعہ ہے ان کے موضوعات یہ ہیں۔

(۱) پیغمبر خدا قانون ساز بھی ہیں۔ (۲) خلافت معاویہ و یزید پر ایک نظر (۳) تقلید شخصی کی شرعی حیثیت، (۴) اسلامی فکر کی تعمیر نو (۵) ارض مقدس اور یہودی تغلب (۶) یہود کے بارے میں ایک آیت کی تشریح (۷) خلائی سفر اور قرآن حکیم — ان تمام موضوعات پر نہایت تحقیق کے ساتھ گفتگو کی گئی ہے جس موضوع پہ قلم اٹھایا گیا ہے اس کے ضروری گوشے پیش کر دیئے گئے ہیں اور ان میں کوئی تشنگی چھوڑی نہیں رکھی گئی ہے۔

زبان سہل اور رواں ہے اور برجستگی بھی بھرپور ہے جیسے قلم کو جنبش دی گئی ہو اور وہ اپنی پوری توانائی کے ساتھ آگے بڑھتا ہی چلا جارہا ہو۔ ارباب علم و تحقیق نے انہیں بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

۷ - تدوین قرآن (از مولانا محمد احمد بھیروی مصباحی)

قرآن کریم کے جمع و ترتیب اور قرآن کی قطعیت و تواتر سے متعلق منکرین اسلام نے بہت سے بے جا شکوک و اوہام پھیلا رکھے ہیں۔ اور انہیں زبردست اعتراضات کی شکل میں پیش کرکے اقوام عالم کو قرآن اور اسلام سے متنفر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ضرورت تھی کہ بھرپور تحقیق اور انتہائی متانت و سنجیدگی کے ساتھ ان کا زور دار رد کرکے مشتبہ اور متزلزل اذہان کو مطمئن کیا جائے۔ مولانا مصباحی بھیروی نے "تدوین قرآن" لکھ کر یہ اہم ضرورت پوری کی ہے۔ اور بہت سی تاریخی اور تحقیقی معلومات بھی فراہم کردی ہیں۔ جن کا مطالعہ اہل ذوق کے لئے یقیناً دلچسپی اور علمی فائدے کا سبب ہوگا۔

۸ - ان کتابوں کے بعد اب یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے اس سے ہمارا صرف مقصود یہ ہے کہ اہل ایمان قرآن عظیم کی طرف متوجہ ہوں اس کی تلاوت کریں اس کا مطالعہ کریں اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں، اور یہاں بھی ایک باوقار انسان کی زندگی گزار سکیں اور آخرت میں بھی ایک عظیم منصب اور اعزاز سے سرفراز ہو سکیں۔

اخیر میں میں ارباب المجمع الاسلامی اور دیگر احباب و مخلصین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو مجھے بار بار اس کام کے لئے متوجہ کرتے رہے گرامی قدر محترم ڈاکٹر پروفیسر مسعود احمد صاحب پرنسپل گورنمنٹ سائنس کالج سکرنڈ ضلع نواب شاہ (پاکستان) اور شیخ جلیل حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور۔ اعظم گڈھ کا ممنون ہوں جنہوں نے اس کام میں میری رہنمائی بھی فرمائی اور ہمت افزائی بھی۔ محب مکرم مولانا محمد منشا تابش قصوری (پاکستان) کا بھی شکر گذار ہوں جو بار بار اس کی تکمیل کی یاد دہانی کرتے رہے۔ اپنے طلبہ کا بھی جو نقل و تبییض وغیرہ بہت سے کاموں میں میرے معاون و مددگار ہوئے۔

محب مکرم جناب حافظ عبد المعید صاحب کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے یہ کتاب شائع

کرنے کا انتظام کیا۔ رب قدیر اپنے حبیب گرامی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میری یہ خدمت قبول فرمائے۔ اس کی افادیت عام فرمائے اور مزید اپنے دین کی خدمت کی توفیق بخشے۔ وما ذلك على الله بعزيز۔

اَللّٰهُمَّ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلِاَسَاتِذَتِنَا وَلِاَحْبَابِنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ بِجَاهِ حَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

افتخار احمد قادری

المجمع الاسلامی

مبارکپور، اعظم گڈھ

کریم الدین پور، گھوسی، اعظم گڈھ یوپی (ہند)

۱۴ رشعبان المعظم (شب برات) ۱۳۹۹ھ

۱۰ رجولائی ۱۹۷۹ء

# پہلا باب

## آداب تلاوت

آغاز فضائل ایسی حدیث سے کیا جا رہا ہے جس میں تلاوت قرآن حکیم کے آداب بھی ہیں اور تلاوت کا حکم بھی، قرآن کے تقاضے بھی ہیں اور اس کے فضائل بھی

عَنْ عُبَيْدَةَ الْمُلَيْكِيِّ (وكانت له صحبة) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْاٰنَ وَاتْلُوْهُ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ مِنْ اٰنَآءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَفْشُوْهُ وَتَغَنَّوْهُ وَتَدَبَّرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. وَلَا تَعْجَلُوْا ثَوَابَهٗ فَاِنَّ لَهٗ ثَوَابًا ۔ لہ

. . . . . . . . . . . .

حضرت عبیدہ ملیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے (ان کو حضور کی صحبت کا شرف حاصل رہا ہے لہ) وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل قرآن قرآن کو تکیہ نہ بناؤ اور اس کی تلاوت کا جیسا حق ہے اس طرح شب و روز کے اوقات میں اس کی تلاوت کرو اور اس کو پھیلاؤ اور اس میں جو (معانی اور احکام و قصص) ہیں ان پر غور و فکر کرو۔ اس امید سے کہ تم کو فلاح و کامرانی نصیب ہو اور اس کے ثواب میں جلدی نہ کرو (کہ دنیا ہی میں اس کا حصول چاہو) اس لئے کہ اس کا ثواب (بہر حال دار آخرت میں) ملے گا۔

اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "اہل قرآن تم قرآن کو تکیہ نہ بناؤ" علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں "اہل قرآن سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن سے غیر معمولی شغف اور دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کو خاص طور سے اس لئے خطاب کیا گیا ہے کہ حقوق قرآن کی ادائیگی کی ذمہ داری ان پر اوروں سے کہیں زیادہ عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ قرآن انکی رگ رگ ذہنوں میں گھل مل چکا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اہل قرآن سے تمام اہل ایمان مراد ہوں۔ کیوں کہ قرآن کا کچھ نہ کچھ حصہ (عموماً) سبھی کے پاس ہوتا ہے یا اہل قرآن سے مراد (مطلقاً) وہ لوگ ہیں جو اس پر ایمان

---

لہ یہ امام بیہقی یا کسی اور محدث کا قول ہے (مرقاۃ ص۲۱۸ ج۲) ۲ہ مشکوۃ ص ۱۹۲ - شعب الایمان للبیہقی معجم طبرانی و تاریخ بخاری۔

رکھتے ہیں۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل البقرہ (اس سے مراد اپنی امت لی ہے۔ جس کو سورہ بقرہ ملی ہے) اہل قرآن ہونا اتنا عظیم شرف اور اعزاز ہے کہ آسمان وزمین کی تخلیق سے پہلے فرشتوں نے امت محمدیہ کو اسی قرآن کی حامل ہونے کی وجہ سے مبارکباد پیش کی تھی۔ امام غزالی حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَرَأَ طٰـهٰ وَيٰسٓ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ الْقُرْاٰنَ قَالَتْ طُوْبٰى لِاُمَّةٍ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ هٰذَا وَطُوْبٰى لِاَجْوَافٍ تَحْمِلُ هٰذَا وَطُوْبٰى لِاَلْسِنَةٍ تَنْطِقُ بِهٰذَا۔ ؎

بیشک اللہ عزوجل نے سورہ طٰہٰ ولیٰسٓ آسمان وزمین کے پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے ظاہر فرمائی جب فرشتوں نے قرآن سنا انہوں نے کہا اس امت کو مبارکباد ہو جس پر یہ قرآن نازل ہوگا اور ان سینوں کو مژدہ ہو جو اس کے حامل ہونگے اور ان زبانوں کے لئے بشارت ہو جن سے یہ قرآن ادا ہوگا۔

گویا فرشتوں نے امت محمدیہ کو عمومی مبارکباد دی اور جن سینوں میں قرآن حفظ ہوتا ہے اور جو لوگ اُسے پڑھتے ہیں اور قرآن کے الفاظ ان کی زبانوں سے ادا ہوتے ہیں ان کو خصوصی مبارکباد اور بشارت بھی دی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اس قرآن کی حامل امت سے فرماتے ہیں۔ ''تم قرآن کو تکیہ نہ بناؤ۔'' اس کا دو مفہوم ہے۔ پہلا مفہوم یہ ہے کہ تم قرآن کو تکیہ بنا کر اس پر سر نہ رکھو یہ خلاف ادب ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کے تحت قرآن سے متعلق بہت سے فقہی جزئیات نقل کئے ہیں۔ مثلاً قرآن کو تکیہ بنانا۔ اس کی طرف پاؤں پھیلانا۔ اس کے اوپر کسی چیز کا رکھنا۔ اس کی طرف پیٹھ کرنا وغیرہ حرام ہے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ تم قرآن سے غفلت اور سستی نہ برتو بلکہ اس کے الفاظ ومعانی اور علم وعمل کے تمامی حقوق پوری ذمہ داری کے ساتھ ادا کرو اور اس کی تلاوت کا جیسا حق ہے اس طرح شب وروز کے اوقات میں تم اس کی تلاوت کرو۔

---

؎ مرقاۃ ص ۴۱۸ ج ۲ ۔ ؎ احیاء العلوم صفحہ ۲۸۰ ج ۱ ۔ الدارمی
مرقاۃ صفحہ ۴۱۹ ج ۲ ۔

اہل کتاب میں جو کتاب کی تلاوت کرتے تھے قرآن ان کی مدح فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ۔ (البقرہ ۱۲۱)

جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اس کی تلاوت کا جیسا حق ہے اس طرح وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں وہی لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آداب تلاوت، احترام و توقیر اور اخلاص و محبت کے ساتھ شب و روز کے اوقات میں قرآن کی تلاوت کا حکم فرمایا ہے اس سے یہاں آداب تلاوت کا ذکر یقیناً مناسب ہوگا۔ تلاوت کے آداب ظاہری بھی ہیں اور باطنی بھی، آداب تلاوت کے موضوع پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔

امام نووی نے اس موضوع پر "التبیان" تصنیف فرمائی ہے اور شرح المہذب اور "الاذکار" کے اندر بھی شرح و بسط کے ساتھ آداب تلاوت قلمبند کیے ہیں[۱]۔

امام غزالی نے "احیاء العلوم" میں تفصیل اور بڑی جامعیت کے ساتھ دس ظاہری اور دس باطنی آداب تلاوت تحریر فرمائے ہیں۔ ہم اختصار کے ساتھ انہیں پیش کر رہے ہیں۔

## آداب ظاہری

(۱) تلاوت کرنے والا قبلہ رو سر جھکائے ہوئے ادب و وقار کے ساتھ استاد کے سامنے بیٹھنے کی طرح بیٹھ کر تلاوت کرے۔ مسجد میں نماز کے اندر کھڑے ہو کر قرآن پڑھنے میں سب سے زیادہ ثواب ہے۔ بلا وضو بستر پر لیٹ کر حفظ سے قرآن پڑھنے میں بھی ثواب ہے مگر کم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (آل عمران ۱۹۱)

وہ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے، بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی تخلیق پر غور و فکر کرتے ہیں۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے تینوں حالتوں میں ذکر کرنے والوں کی مدح فرمائی ہے مگر کھڑے ہو کر ذکر کرنے والوں کو سب پر مقدم کیا ہے پھر بیٹھ اور سو کر ذکر کرنے

---

[۱] الاتقان صفحہ ۱۲۰ ج ۱۔

والوں کا تذکرہ کیا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھتا ہے۔ اس کے لئے ہر حرف پر سَو نیکیاں ہیں۔ اور جو شخص نماز میں بیٹھ کر پڑھتا ہے اس کے لئے ہر حرف پر پچاس نیکیاں ہیں اور جو شخص نماز کے باہر با وضو پڑھتا ہے اس کے لئے پچیس نیکیاں اور جو شخص بغیر وضو پڑھتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں ہیں[1] قرآن دیکھ کر تلاوت کرنا حفظ سے تلاوت کرنے سے افضل ہے اس لئے کہ قرآن کا اٹھانا۔ چھونا اور اس کا دیکھنا یہ سب عبادت ہے قرآن دیکھ کر پڑھنے کے فضائل اپنے مقام پر آئیں گے یہاں صرف دو روایتوں پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

طبرانی نے "معجم" میں اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں حضرت اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "قرآن حفظ سے پڑھنا ایک ہزار درجہ (ثواب) رکھتا ہے اور قرآن دیکھ کر پڑھنا دو ہزار درجہ رکھتا ہے" ایک اور حدیث میں ہے "قرآن دیکھ کر پڑھنا بن دیکھے پڑھنے پر وہی فضیلت رکھتا ہے جو فضیلت فرض کو نفل پر حاصل ہے"[2]

(۲) تلاوت کس مقدار میں کرنی چاہئے، صحابہ کرام اور اسلاف عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ اس میں مختلف رہا ہے، بعض حضرات رات دن میں ایک ختم تلاوت کرتے، بعض دو ختم اور بعض تین ختم تک تلاوت کرتے اور بعض ایک ماہ میں ایک ختم کرتے۔ لیکن عام لوگوں کے لئے تین دن سے کم میں ختم کرنا خلاف اولیٰ ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لَمْ یَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِیْ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثٍ[3] — جس نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کیا اس نے اس کو سمجھا نہیں۔

اس حدیث کا محمل یہی ہے کہ عام طور پر ذہن کی جو کیفیت ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ تین دن سے کم میں پڑھنے والا قرآن سمجھ نہ سکیگا اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا گویا اس میں عام حال کی خبر دی گئی ہے لیکن اگر کوئی تین دن سے کم میں

---

[1] الاتقان ص۱۰۵ ج۱ [2] حاشیہ احیاء العلوم ص ۲۸۲ ج۱ [3] ابن ماجہ ص ۹۷ و ابوداؤد ۱۹۶ ج۱ ترمذی ص ۱۱۹ ج۲ و نسائی۔

پڑھے تو کوئی حرج نہیں اور وہ بلاشبہ تلاوتِ قرآن کا ثواب پائے گا جیسا کہ مروی ہے کہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر رات ایک ختم قرآن مجید پڑھتے[1] بعض حضرات دس دن میں ختم کرتے اور بعض سات دن میں اکثر صحابہ اور اسلاف کا اسی پر عمل رہا ہے، بخاری و مسلم کی روایت ہے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

اِقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلٰى ذَالِكَ[2] — ختم قرآن سات دن میں پڑھو اس سے زیادہ نہ کرنا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت ہر جمعہ کو قرآن ختم کرتی ان میں حضرت عثمان، حضرت زید بن ثابت، ابن مسعود اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں[3] علامہ نووی نے ذکر کیا ہے کہ سید جلیل بن کاتب صوفی دن میں چار ختم اور رات میں بھی چار ختم فرماتے[4] علامہ عینی تحریر فرماتے ہیں حضرت اسود چھ دن میں اور حضرت علقمہ پانچ دن میں ختم کرتے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گروہ پورا قرآن ایک رات میں یا ایک رکعت میں ختم کرتا۔ علامہ ملا علی قاری نے بھی لکھا ہے ایک رکعت میں قرآن ختم کرنے والوں کا شمار نہیں کیا جا سکتا[5] علامہ عینی مزید لکھتے ہیں سلیم ایک شب میں تین ختم کرتے ابوعبیدہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے صاحب "توضیح" نے فرمایا ہے شب و روز کے زیادہ سے زیادہ آٹھ ختم کی ہم کو اطلاع ملی ہے[6]

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ مختار مذہب یہ ہے کہ مقدار تلاوت جیسے لوگ ہوں انہیں کے لحاظ سے ہوگی جو شخص گہری نظر سے تلاوت کرتا ہے جس سے قرآن کی باریکیاں اور معارف کھلتے ہیں ایسے شخص کو اتنی ہی تلاوت کرنی چاہئے کہ جسے وہ پڑھ رہا ہے اسے خوب سمجھ سکے اور جو تعلیم یا مسلمانوں کے اہم مسائل اور مقدمات کے فیصلوں میں مصروف

---

[1] انتصار الحق ص ۹۴، ۵۰ — [2] ابوداؤد ص ۱۹۷ ج ۱ و مرقاۃ ص ۶۱۵ ج ۲
[3] احیاء العلوم ص ۲۸۳ ج ۱ — [4] مرقاۃ ص ۶۱۶ ج ۲۔
[5] مرقاۃ ص ۶۱۵ ج ۲ — [6] عمدۃ القاری ص ۶۰ ج ۲۰۔

ہو۔ اتنی ہی تلاوت کرے کہ ان مسائل اور مقدمات میں کوئی خلل واقع نہ ہو اور جو اس طرح کے لوگ نہ ہوں ان کو جتنا ممکن ہو تلاوت کریں۔ ہاں ادب جانے اور جلد بازی کی تلاوت کی حد میں وہ داخل نہ ہوں[1] ان سب کا حاصل یہ نکلا کہ بغیر نکات داکتاہٹ حضور قلب کے ساتھ زیادہ سے زیادہ کم سے کم جتنا بھی قرآن مجید پڑھا جائے وہ بہرحال باعث ثواب ہے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا جو قرآن سمجھ کر پڑھے اسے بھی ثواب ملے گا اور جو بے سمجھے پڑھے اسے بھی ثواب ملے گا[1]

(۳) حصوں میں بانٹ کر تلاوت کرنا۔

جو ہفتہ میں ایک بار ختم کر سکے وہ قرآن سات حصوں میں تقسیم کرے یہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے۔ مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کی شب میں سورۂ بقرہ سے شروع کرکے سورۂ مائدہ تک پڑھتے اور سنیچر کی شب میں سورۂ انعام سے سورۂ ہود تک اور اتوار کی شب میں سورۂ یوسف سے سورہ مریم تک اور پیر کی شب میں سورۂ طٰہٰ سے طسٓم موسیٰ و فرعون (قصص) تک اور منگل کی شب میں سورہ عنکبوت سے سورۂ ص تک اور بدھ کی شب میں سورۂ تنزیل سے سورۂ رحمٰن تک اور جمعرات کو ختم فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی قرآن حصوں میں تقسیم فرماتے مگر اس ترتیب سے نہیں اسی طرح دوسرے صحابہ بھی قرآن حصوں میں تقسیم کرتے ان حصوں کو احزاب قرآن (قرآن کی منزلیں) کہا جاتا ہے[2]

(۴) کتابت قرآن

حسین اور دلفریب انداز میں قرآن لکھنا مستحب ہے اس زمانہ میں قرآنی نسخوں کی بہتات اور فراوانی کی وجہ سے یہ عمل نادر ہے۔

(۵) ترتیل کے ساتھ تلاوت کرنا۔

امام غزالی نے ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھنے کو مستحب بتایا ہے، احناف کے

---

[1] مرقاۃ ص ۲۱۶ ج ۲۔ [2] انتصار الحق ص ۵۰۔

[3] احیاء العلوم ص ۲۸۳ ج ۱۔

نزدیک واجب ہے۔ قرآن پڑھنے سے مقصود غور و خوض ہے۔ اور ترتیل اس کے لئے معاون ہے اسی لئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرز قرارت بیان کرتیں تو فرماتیں کہ حضور کی قرارت میں ہر حرف الگ الگ اور واضح ہوتا[1]

(۶) دوران تلاوت رونا۔

تلاوت کے ساتھ رونا مستحب ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم قرآن کی تلاوت کرو اور اس کے ساتھ رویا کرو اور اگر نہ روسکو تو رونے کا سا انداز ہی اختیار کرلو[2]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ — وہ (اہل ایمان) روتے ہوئے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

(بنی اسرائیل ۱۰۹)

بخاری و مسلم کی حدیث ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں قرارت کر رہے تھے اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار تھیں[3]

(۷) حقوق آیات کا لحاظ رکھنا۔

سجدہ کی آیت آئے تو تلاوت کرنے والا سجدہ کرے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا الگ ہو جاتا ہے اور ہائے ہلاکت کہتا ہے! ایک روایت میں ہے کہ وہ کہتا ہے ہائے میری ہلاکت ابن آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو وہ سجدہ ریز ہو گیا۔ اور اس کو جنت مل گئی اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کیا اس لئے میرے حصہ میں جہنم ہے[4]

حسب ذیل قرآنی سورتوں میں کل چودہ سجدے ہیں۔

---

[1] احیاء العلوم ص ۲۸۴ ج ۱ [2] احیاء العلوم ص ۲۸۴ ج ۱ - ابن ماجہ۔
[3] الاتقان ص ۱۰۷ ج ۱ [4] الترغیب والترہیب ص۱۲۳ ج ۲ - مسلم ابن ماجہ۔ بزار بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱) اعراف (۲) رعد (۳) نحل (۴) بنی اسرائیل (۵) مریم (۶) حج
(۷) فرقان (۸) نمل (۹) الم تنزیل (۱۰) ص (۱۱) حٰم سجدہ (۱۲) نجم
(۱۳) واذا السماء انشقت۔ (۱۴) اقرأ (علق)

آیت سجدہ آئے تو تلاوت کرنے والے اور آواز سے سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہوتا ہے خواہ سننے والے نے سننے کا ارادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ حدیث میں ہے تلاوت کرنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ ہے[1] شرائط سجدہ شرائط نماز ہی کی طرح ہیں ستر عورت، استقبالِ قبلہ۔ بدن اور کپڑے کا نجاست اور حدث سے پاک ہونا نیت کرنا۔ کھڑے ہوکر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں جانا اور تکبیر کہتے ہوئے اٹھنا مستحب ہے۔

۸ ـ تلاوت کی ابتداء اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ سے کرے اس کے بعد بسم اللہ پڑھنا بھی مسنون ہے۔ تلاوت سے فارغ ہونے کے وقت یہ کلمات کہنے چاہئیں۔

صَدَقَ اللّٰهُ وَبَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِهٖ وَبَارِكْ لَنَا فِيْهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْحَيَّ الْقَيُّوْمَ۔

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی تبلیغ فرمائی اے اللہ ہمیں اس سے نفع دے اور ہمارے لئے اس میں برکت دے تمام حمد وستائش اللہ کیلئے جو سارے عالم کا رب ہے میں اللہ حی قیوم سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں

دورانِ تلاوت جب آیت تسبیح آئے تو تسبیح و تکبیر کہے اور جب آیت دعا واستغفار آئے تو دعا واستغفار کرے اور جب امید د توقع کی آیت آئے تو مانگے۔

اور جب خوف کی آیت آئے تو پناہ مانگے یہ سب کچھ چاہے زبان سے کہے یا دل ہی میں کہہ لے۔ سبحان اللہ، نعوذ باللہ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا۔ یہ کلمات حسب موقع کہہ لیا کرے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی حضور نے سورۂ بقرہ شروع فرمائی جب بھی رحمت کی آیت آئی حضور نے سوال کیا اور جب بھی آیت عذاب آئی حضور نے پناہ

---

[1] ہدایہ ص ۱۴۶ ج ۱

مانگی اور جب بھی آیت تسبیح و تقدیس آئی حضور نے تسبیح پڑھی۔

۹۔ آواز کے ساتھ تلاوت کرنا۔

اتنی آواز سے پڑھنا کہ خود سن سکے واجب ہے۔ سرّی نمازوں میں بھی اس طرح پڑھنا واجب ہے کہ خود سن سکے اور اگر اس طرح نہ پڑھے گا تو نماز صحیح نہ ہوگی۔

اتنی بلند آواز سے قرآن پڑھنا کہ دوسرا سن سکے ایک صورت میں پسندیدہ اور دوسری صورت میں ناپسندیدہ ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "آہستہ پڑھنا زور سے پڑھنے پر وہی فضیلت رکھتا ہے جو خفیہ صدقہ کو علانیہ صدقہ پر حاصل ہے"۔ دوسری حدیث ہے "بلند آواز کے ساتھ تلاوت کرنے والا کھلے طور سے صدقہ دینے والے کی مانند ہے"۔ ایک اور حدیث میں حضور نے فرمایا: "خفیہ عمل علانیہ عمل پر ستر درجہ فضیلت رکھتا ہے"[1]

آواز کے ساتھ پڑھنا بھی مستحب ہے، مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت سے آواز کے ساتھ قرآن پڑھتے سنا اور اسے صحیح قرار دیا۔ دوسری حدیث میں حضور نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی رات میں نماز پڑھنے کے لئے اٹھے تو اسے آواز کے ساتھ قرآن پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ فرشتے اور گھر آباد کرنے والے اس کی قراءت سنتے اور اس کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں"[2]

غرض روایتیں دونوں طرح سے قرآن پڑھنے کے حق میں ہیں، ہاں موقع اور محل الگ الگ ہے، بلا آواز پڑھنے میں ریا اور تصنع کا امکان بہت کم ہوتا ہے جس شخص کو آواز کے ساتھ پڑھنے میں ریا کا اندیشہ ہو اس کے لئے بلا آواز پڑھنا افضل ہے۔ اور جس کو اس کا اندیشہ نہ ہو اور آواز سے پڑھنے میں کسی نمازی کو اذیت نہ ہو تو آواز سے پڑھنا افضل ہے۔ اس لئے کہ اس میں محنت اور عمل زیادہ ہوتا ہے اور اس کا فائدہ دوسروں کو بھی پہونچ سکتا ہے اس لئے کہ ایسا کار خیر جس کا فائدہ دوسروں کو بھی پہونچتا ہے اس کار خیر سے افضل ہوتا ہے جس کا نفع دوسروں کو نہیں پہونچتا[3]

۱۰۔ خوش آوازی سے تلاوت کرنا۔

---

[1] احیاء العلوم ص۲۸۵ ج۱۔ [2] ایضاً

[3] احیاء العلوم ص۲۸۶ ج۱۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

زَیِّنُوْا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ ۔ تم اپنی (اچھی) آوازوں سے قرآن کو مزین کرو۔

مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک شب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتظار فرما رہے تھے حضرت عائشہ تاخیر سے حاضر ہوئیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیسے تاخیر ہوگئی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک شخص کی قرأت سن رہی تھی۔ میں نے اس سے اچھی آواز سنی نہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اٹھ کر تشریف لے گئے اور (اس شخص سے) بہت دیر تک سنتے رہے پھر واپس تشریف لائے اور فرمایا: یہ ابوحذیفہ کے مولیٰ سالم ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد وستائش جس نے میری امت میں ایسے شخص کو بھی بنایا ہے۔

اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرأت سنی تو فرمایا ان کو آل داؤد کی خوش آوازی کا ایک حصہ ملا ہے۔[1] جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور کے یہ تعریفی کلمات پہونچے تو انہوں نے (حاضر ہوکر) عرض کیا اگر مجھے معلوم رہا ہوتا کہ حضور سن رہے ہیں تو اور حسین وجمیل انداز میں پڑھتا۔[2]

## آدابِ باطنی

(۱) دل سے قرآن کی تعظیم وتوقیر۔

کلام کی عظمت اور اس کی رفعت کا خیال جمانا اور اس بات کا تصور رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے کتنا عظیم فضل وکرم فرمایا ہے کہ اپنے عرشِ جلال سے اپنی مخلوق کے دلوں میں اپنا جلوہ نازل فرمادیا ہے اور اس پر نظر وفکر کرنا کہ اس نے کس قدر مہربانی فرمائی ہے کہ اپنے اس کلام کے معانی کو جو قائم بذاتہ اور اس کی قدیم صفت ہے اپنی مخلوق کے دماغوں میں جگہ دی ہے۔

۲۔ متکلم کی تعظیم

قرآن کی تلاوت کا آغاز کرتے وقت تلاوت کرنے والے کو اپنے دل میں متکلم اللہ تعالیٰ کی عظمت جمائے رکھنا چاہئے اور یہ یقین رکھنا چاہئے کہ جسے وہ پڑھ رہا ہے وہ انسان کا کلام نہیں۔

---

[1] بخاری ومسلم [2] احیاء العلوم ص ۲۸۷ ج ۱

۳ ۔ حضور قلب ، دل کا حاضر رہنا اور سخن نفس کا ترک کرنا

یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ (مریم ۱۲) کی تفسیر یہ بتائی گئی ہے کہ محنت اور کوشش کے ساتھ کتاب کو تھامو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تلاوت کے وقت اسی کے ہو کر رہ جاؤ کسی اور طرف بالکل توجہ نہ ہو۔

۴ ۔ قرآن کے معانی پر غور و فکر کرنا ۔

تلاوت کرنے والے کو قرآن کے معانی و مفاہیم پر غور و خوض کرنا چاہیے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ اس عبادت میں کوئی خوبی نہیں جس کو سمجھا نہ جائے اور اس تلاوت میں کوئی خوبی نہیں جس میں قرآن پر غور و فکر نہ کیا جائے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک رات ہمارے ساتھ قیام فرمایا اس قیام لیل میں ایک ہی آیت پڑھتے اور دہراتے رہے۔

آیت کریمہ یہ تھی۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ (مائدہ ۱۱۷)

(اے رب) اگر تو ان کو عذاب دے گا تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے گا تو تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ پوری رات یہ آیت پڑھتے رہ گئے۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۔ (یٰس ۵۹)

اے مجرمو آج (قیامت کے دن) تم الگ ہو جاؤ۔

۵ ۔ سمجھ کر تلاوت کرنا ۔

ہر آیت کو سمجھ سمجھ کر پڑھنا چاہیے۔ اس لئے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی صفات، اس کے افعال انبیاء علیہم السلام کے واقعات و قصص، ان کی تکذیب کرنے والوں کی مذمت ان کی ہلاکت و تباہی اور جنت و دوزخ کے ذکر پر مشتمل ہے۔ اس طرح سمجھ کر پڑھنے میں ایمان و عمل میں استحکام پیدا ہوگا۔

۶ ۔ قرآن فہمی کی رکاوٹوں سے بچنا۔

اکثر لوگ قرآن کے معانی سمجھنے سے محروم رہ جاتے ہیں اس کی وجہ وہ پردے ہوتے ہیں جنہیں شیطان ان کے دلوں پر لٹکا دیتا ہے۔ اس طرح ان پر قرآن کے عجیب و غریب اسرار و رموز کھل نہیں پاتے۔ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

لَوْلَا اَنَّ الشَّیَاطِیْنَ یَحُوْمُوْنَ عَلٰی قُلُوْبِ بَنِیْ اٰدَمَ لَنَظَرُوْا اِلَی الْمَلَکُوْتِ[1]

اگر شیطان انسانوں کے دلوں پر گھیرے نہ ڈالتا تو وہ ملکوت دیکھ لیتے۔

ملکوت کی تفسیر میں امام غزالی لکھتے ہیں: جو حواس (دیکھنے سننے وغیرہ) سے اوجھل ہو اور نور بصیرت سے جس کا ادراک نہ ہو سکے وہ ملکوت سے ہے۔

۷ ۔ قرآن کے مضامین کو اپنے لئے سمجھنا۔

تلاوت کرنے والا یہ خیال رکھے کہ قرآن کے ہر خطاب سے وہی مراد لیا گیا ہے اگر وہ امر و نہی سنے تو خیال کرے کہ اسے ہی حکم دیا گیا یا منع کیا گیا ہے۔ اگر وعدہ و وعید سنے تو اس وقت بھی اس کا اعتقاد یہی ہو کہ اسی سے وعدہ و عید کی گئی ہے۔ اگر وہ گذشتہ اقوام اور انبیاء علیہم السلام کے واقعات پڑھے تو یقین رکھے کہ واقعات مقصود نہیں ہیں بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ اس سے سبق اور عبرت حاصل کی جائے۔ غرض اس طرح کے ہر خطاب سے تلاوت کرنے والا یہی سمجھے کہ اسے ہی مخاطب کیا گیا ہے

۸ ۔ متاثر ہونا

تلاوت کرنے والے کے دل پر اسی طرح کے اثرات مرتب ہونے چاہئیں جس طرح کی آیتیں آئیں۔ جس مفہوم کی آیت آئے اس طرح کا اس پر اثر ظاہر ہو اس کے دل پر غم و خوف اور امید وغیرہ کی کیفیتیں پیدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۔ (الانفال ۲)

ایمان والے وہی ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے ان کا ایمان ترقی پاجاتا ہے اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

---

[1] احیاء العلوم صفحہ ۲۹۱ ج ۱

قرآن کی معرفت جس قدر کامل ہو گی اسی قدر خشیت اور غم کا دل پر غلبہ ہو گا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم آج جو بندہ بھی قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے اس پر ایمان رکھتے ہوئے صبح کرتا ہے اس کا غم زیادہ ہوتا ہے اور اس کی خوشی و مسرت کم ہو جاتی ہے۔ رونا زیادہ ہوتا ہے اور ہنسنا کم ہو جاتا ہے۔ اس کی محنت و جانفشانی اور مشقت زیادہ ہوتی ہے اور اس کا آرام و چین اور دلیری و شجاعت کم ہو جاتی ہے[1]

قرآن کی تلاوت کا حق اس صورت میں ادا ہو سکتا ہے کہ تلاوت میں زبان کے ساتھ عقل و دل بھی شریک رہیں۔ زبان کا حصہ حروف کو صحیح طریقے سے ادا کرنا عقل کا حصہ معانی کو سمجھنا اور دل کا حصہ نصیحت پذیر ہونا اور اثر قبول کرنا۔ گویا زبان صحیح طریقے سے کلمات ادا کرے، عقل ترجمہ کرے۔ اور دل نصیحت و عبرت حاصل کرے۔

## ۹ ۔ ترقی کرنا

تلاوت کرنے والا اس حد تک ترقی کرے کہ قرآنی الفاظ جو اس کے کانوں سے ٹکرا رہے ہوں انہیں خود سے سننے کے بجائے گویا وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے سن رہا ہو۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے۔

| | |
|---|---|
| اِذَا اَحَبَّ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّحَدِّثَ رَبَّهٗ فَلْیَقْرَأِ الْقُرْاٰنَ[2] | جب تم میں کوئی پسند کرے کہ اپنے رب سے ہم کلام ہو تو اسے قرآن پڑھنا چاہیئے۔ |

گویا قرآن رب تعالیٰ سے براہ راست ہم کلامی کا ذریعہ ہے۔ حضرت عثمان اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے اگر دل پاک اور ستھرے ہوں۔ تو وہ قرآن کی تلاوت سے آسودہ نہیں ہو سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دل صفائی اور پاکیزگی سے اس حد تک ترقی کر جاتے ہیں کہ قرآن میں متکلم یعنی اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرنے لگتے ہیں۔[3]

---

[1] احیاء العلوم ص۲۹۲ ج ۱

[2] کنز العمال ص۳۰۶ ج ۱ مسند الفردوس از دیلمی اور خطیب بروایت حضرت انس۔

[3] احیاء العلوم ص ۲۹۵ ج ۱ ۔

۱۰۔ خود بینی سے پرہیز کرنا۔
اپنی توانائی و طاقت وغیرہ سے خود کو بری اور الگ خیال کرنا اس سے مراد یہ ہے
کہ تلاوت کرنے والا اپنی طاقت و قوت اور خود کو پاکیزہ اور ستھرا سمجھنے سے بہت دور
رہے اور اس کو اپنی کمزوری کا اعتراف اور احساس رہے۔ جب نیکوں کی تعریف اور
وعدہ کی آیتیں پڑھے۔ تو خود کو ان سے کمتر سمجھے۔ اور تضرع اور آرزو کرے کہ اللہ تعالیٰ
اس کو انہیں میں شامل کردے۔ اور جب غضب کی آیات اور گنہگاروں اور کوتاہ
کاروں کی مذمت پر مشتمل آیتیں پڑھے تو اپنے اندر خوف و خشیت پیدا کرنے کیلئے خیال
کرے کہ کہیں یہ انہیں میں نہ ہو جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کیا۔
اَللّٰھُمَّ انی استغفر لظلمی وکفری[۱]۔ اے اللہ میں اپنے ظلم اور اپنے کفر (ناشکری)
سے مغفرت کی درخواست کرتا ہوں۔
ان سے کہا گیا ظلم تو ہو سکتا ہے لیکن کفر کیسے ہو سکتا ہے اس وقت انہوں
نے تلاوت کی۔ ان الانسان لظلوم کفار۔ بلاشبہ انسان بہت زیادتی کرنے والا
بڑا ناشکرا ہے۔ (ابراہیم آیت ۳۴)

## اوقات تلاوت

شب و روز کے سبھی اوقات میں تلاوت کرنا جائز ہے علامہ نووی نے فرمایا ہے۔ تلاوت کے منتخب اوقات میں سب
سے بہتر اندرون نماز کا وقت ہے۔ پھر رات، اس کے بعد رات کا نصف اخیر اور
مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت بھی بہتر ہے۔ دن کا سب سے اچھا وقت صبح کا ہے
تلاوت کے منتخب ایام یہ ہیں۔ یوم عرفہ، جمعہ، دوشنبہ، جمعرات، رمضان المبارک
کا آخری عشرہ اور ذوالحجہ کا پہلا عشرہ اور مہینوں میں منتخب رمضان المبارک ہے۔
تلاوت قرآن کا آغاز جمعہ کی شب میں اور جمعرات کی شب میں ختم کرنا بہتر ہے۔
ابن ابوداؤد نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے
کہ آپ کا یہی معمول تھا۔ ختم قرآن رات و دن کے ابتدائی حصے میں افضل ہے۔ دارمی
نے حضرت سعد بن ابووقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ جب اول شب میں ختم
قرآن کیا جاتا ہے۔ تو ختم کرنے والے کی صبح تک فرشتے استغفار کرتے رہتے ہیں اور

---

[۱] احیاء العلوم ص۲۹۵ ج۱

اگر دن کے ابتدائی حصے میں کیا جاتا ہے تو شام تک فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔[1]

امام غزالی نے فرمایا اول دن کا ختم فجر کی دو رکعتوں میں اور اول شب کا سنت مغرب کی دو رکعتوں میں ہونا چاہیئے۔ تاکہ اول دن اور اول شب دونوں اس کے لئے ختم میں آجائیں اور اس طرح رات و دن کے تمامی لمحات میں ختم قرآن کی برکتیں پھیل جائیں۔[2]

ابن مبارک سے روایت ہے کہ جاڑے میں اول شب اور گرمیوں میں اول دن میں ختم قرآن مستحب ہے۔[3]

حضرت مجاہد سے روایت ہے لوگ ختم قرآن کے وقت جمع ہوتے تھے۔ آپ فرماتے تھے ختم قرآن کے وقت رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اسی طرح آپ اور حضرت ابن ابو امامہ سے یہ بھی منقول ہے۔ ختم قرآن کے وقت دعا مقبول ہوتی ہے۔

ان حقوق و آداب کی رعایت کے ساتھ جو لوگ تلاوت کریں گے۔ وہی تلاوت کا حق ادا کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی منشا یہی ہے کہ شب و روز کے اوقات میں تلاوت کے حقوق و آداب کی رعایت کے ساتھ قرآن کی تلاوت کی جائے۔

اس حدیث میں مزید فرمایا۔ تم قرآن کو پھیلاؤ۔ شیخ محقق دہلوی اس کی شرح فرماتے ہیں تم اس طرح قرآن پڑھو کہ دوسرے سن سکیں۔ اس کی تعلیم دو۔ درس و تفسیر اور تحریر کے ذریعہ اسے عام کرو۔[4]

علامہ ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں۔ ان ذرائع اشاعت کے ساتھ ہی اس کے مطابق تم عمل کرو۔ تم خود اس کی تعظیم کرو اور دوسروں کے دلوں میں بھی اس کی عظمت بٹھاؤ۔[5]

غرض یہ کہ قرآن کی اشاعت کے جو بھی ذرائع ہوں۔ انہیں استعمال کیا جائے۔ اس کو ہر طرح رواج و فروغ دیا جائے۔ اس کے احکام اس کی تعلیمات اور ہدایات پر خود بھی عمل کیا جائے اور دوسروں کو بھی اس کی طرف متوجہ کیا جائے۔ اور یہ جو قرآن نے ہم پر فریضہ عائد کیا ہے۔

---

۱ الاتقان صفحہ ۱۱۹ ج ۱۔ ۲ احیاء العلوم صفحہ ۲۸۲ ج ۱۔ ۳ الاتقان صفحہ ۱۱۰ ج ۱۔
۴ اشعۃ اللمعات صفحہ ۱۹۶ ج ۲۔ ۵ مرقاۃ ص ۶۱۹ ج ۲۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر (آل عمران ع۲ پ۴ -۱۱۰) تم بہترین امت ہو تم لوگوں کے لئے ظاہر کئے گئے ہو (تمہاری شان یہ ہے کہ) تم اچھائیوں کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے ہو۔ اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے اچھی باتوں کا حکم اور غلط چیزوں سے روکنے کی اپنی ذمہ داری ادا کی جائے۔ اس کی تعلیم خود بھی حاصل کی جائے اور دوسروں کو بھی دی جائے۔ قرآنی علوم میں خود بھی دستگاہ اور مہارت پیدا کی جائے۔ اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دی جائے اور یہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ[۱] تم میں کا سب سے بہتر وہ ہے کہ جو قرآن کی تعلیم حاصل کرے۔ اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔

اس کے پیش نظر زبردست فضیلت کا حامل بنا جائے اور اسکے قوانین و ضوابط کو اپنے معاشرہ اور اپنے ملک میں نافذ کرنے کے لئے بھرپور کوشش کی جائے آپ خیال کیجئے ہمارے اسلاف نے یہ سب کچھ پوری محنت، جانفشانی، لگن، دلچسپی اور ایثار و اخلاص کے ساتھ نہ کیا ہوتا تو کیا آج پوری دنیا میں قرآن کا پھیلاؤ ویسا ہوتا۔ جو آج ہے دین و دنیا کی کوئی بھی تو ایسی کتاب نہیں جس کو یہ اشاعت یہ مقبولیت یہ دوام اور یہ استحکام حاصل ہو سکا ہو یا جس کو تحریف و تبدل سے مکمل حفاظت و صیانت کی گارنٹی مل سکی ہو۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (حجر ع۱ پ۱۴) ہمیں نے قرآن نازل کیا اور ہمیں ہیں اس کی حفاظت کرنے والے۔

حضور نے آگے ارشاد فرمایا: تم قرآن کے ساتھ تغنی کرو۔ اس کا ایک مفہوم تو وہ ہے جو ترجمہ سے ظاہر ہے۔ یعنی تم خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھو۔ اس کے علاوہ علامہ ملا علی قاری نے یہ مفاہیم بھی لکھے ہیں۔ (۱) تم آواز سے قرآن پڑھو (۲) تم قرآن لے کر دوسری کسی کتاب سے بے نیاز اور مستغنی ہو جاؤ۔ (۳) تم قرآن ترنم کے ساتھ پڑھو۔ (۴) تم قرآن کے ساتھ غم و حزن میں مبتلا ہو جاؤ۔ (۵) تم قرآن کے ذریعہ نفس کی بے نیازی اور عدم احتیاجی کے خواستگار ہو جاؤ۔ (۶) تم قرآن کے ذریعہ مال و دولت کے امیدوار ہو جاؤ۔

---

[۱] بخاری ص ۷۵۲ ج ۲

ان معانی میں کون راجح اور مختار ہے۔ اس کی تفصیل آگے آئیگی۔ حضور نے مزید فرمایا قرآن میں جو کچھ ہے۔ اس پر تم غور وفکر کرو۔ قرآن کے اندر واضح نشانیاں منع کرنے والی مؤثر آیتیں اور مکمل وعدے و وعیدان سب پر غور وفکر کرو۔ تلاوت قرآن کا مقصد ہی یہ ہے کہ قرآنی مضامین پر غور وفکر اور تدبر کیا جائے۔ اسی لئے ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھنا سنت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ لَا خَيْرَ فِي عِبَادَةٍ لَا فِقْهَ فِيهَا وَلَا فِي قِرَاءَةٍ لَا تَدَبُّرَ فِيهَا[1] اس عبادت میں کوئی خوبی نہیں جس کو جانا اور سمجھا نہ جائے۔ اور اس تلاوت میں کوئی خوبی نہیں جس میں تدبر نہ ہو۔

امام غزالی فرماتے ہیں کسی آیت کو بار بار پڑھنے ہی سے اگر تدبر حاصل ہو تو اس آیت کو بار بار دہرانا چاہیئے۔ جیسا کہ مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا۔ اور اس کو بیس مرتبہ دہرایا۔ حضور کے دہرانے کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ بسم اللہ کے وسیع مفاہیم پر تدبر و تفکر فرما رہے تھے[2]

ابو سلیمان دارانی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں میں ایک آیت کی تلاوت کرتا ہوں اور چار پانچ رات اسی پر غور کرتا رہ جاتا ہوں اگر میں اس پر تدبر اور غور وفکر کا سلسلہ نہ توڑوں تو اس کے آگے بڑھ نہیں سکتا[3]

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہی مقصد ہے کہ اس طرح قرآن پر غور وفکر اور تدبر کیا جائے تو توقع ہے فلاح و کامرانی ملے گی۔

آگے حضور نے فرمایا: "تم قرآن کے اجر و ثواب میں جلدی نہ کرو" یعنی دنیا میں قرآن کا معاوضہ نہ لینا۔ دنیا میں قرآن کا معاوضہ اور اس کی اجرت لینا سخت گناہ اور مذمت کا باعث ہے۔ ابوداؤد اور بیہقی کی روایت ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يُقِيمُونَهُ كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ يَتَعَجَّلُونَهُ وَلَا يَتَأَجَّلُونَهُ[4]

بہت سے لوگ ایسے آئیں گے جو قرآن کو اس طرح درست کریں گے جیسے تیر سیدھا کیا جاتا ہے اس کا معاوضہ و اجرت دنیا کے

---

[1] احیاء العلوم صـ۲۸۹ ج ۱

[2] احیاء العلوم صـ۲۸۹ ج ۱

[3] ایضاً

[4] مشکوٰۃ صـ۱۹۱

اندر حاصل کرنے کی جلدی کریں گے وقت موعود
آخرت کے لئے ثواب کی امید نہیں رکھیں گے۔

قرآن کے الفاظ وکلمات اور حروف کے مخارج وصفات کی رعایت کی بھرپور زحمت کریں گے۔ ریا، شہرت اور فخر ومباہات کی غرض سے فن قرارت کا بھرپور مظاہرہ کریں گے[1]

اور وہ دار آخرت میں اس کا ثواب پانے کے لئے راضی نہ ہوں گے۔ جلدی کے فائدہ کو دیر کے دائمی اور ابدی فائدہ پر ترجیح دیں گے۔ وہ محض دنیاوی فائدہ کے لئے اپنے فن قرارت کا مظاہرہ کریں گے اور قرآن کے زبردست دائمی اور ابدی ثواب کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہ ہوگی۔ نہ آخرت کا ثواب ان کا مقصود ہوگا۔ نہ اس کا خیال لے دے کر دنیاوی مفاد وابستہ ہوگا حضور نے آگاہ فرمادیا کہ لوگو تم اس کا معاوضہ لینے کا خیال نہ کرنا۔ قرآن کا بہر حال معاوضہ اور ثواب ہے۔ اگر ان حقوق وآداب کے ساتھ تلاوت کی جائے اور اخلاص کے ساتھ اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ تو اس کا اجر مل کر رہے گا اس کا کس قدر ثواب اور اس کے فضائل ہیں۔ اس کو اگلی حدیثوں میں ملاحظہ کیجئے۔

دوسری حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ يَتَاكَّلُ بِهِ النَّاسَ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهُ عَظْمٌ لَيْسَ عَلَيْهِ لَحْمٌ[1]

جو قرآن پڑھے اور اس کا عوض لوگوں سے کھانا مانگے وہ قیامت کے دن اس طرح ہوگا کہ اس کا چہرہ ہڈی ہوکر رہ جائیگا اس پر گوشت نہ ہوگا۔

رب تعالیٰ ہم سب کو قرآن کی اجرت وعوض لینے سے بچائے اور اس بھیانک انجام سے محفوظ رکھے۔

---

[1] مرقات ص۱۱۷ ج۲۔

# دوسرا باب

## فضائل

## تلاوت قرآن سب سے افضل عبادت ہے

(۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَفْضَلُ عِبَادَۃِ اُمَّتِیْ تِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ [۱]

میری امت کی سب سے بہتر عبادت قرآن کی تلاوت ہے۔

انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ عزوجل کی عبادت ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات ۵۶)

میں نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔

عبادت کی مختلف قسمیں ہیں ان تمام اقسام میں تلاوت قرآن کو افضل بتایا گیا ہے اس طرح جس نے قرآن حکیم کی تلاوت کا حق ادا کیا اس نے اپنی تخلیق کا مقصد پورا کیا۔ ترمذی کی ایک روایت ہے۔

مَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْہُ یَعْنِی الْقُرْاٰنَ [۲]

اللہ تعالیٰ سے ظاہر ہونے والے قرآن کی طرح کسی اور عبادت کے ذریعہ بندے اللہ کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔

یعنی قرآن کی تلاوت، اس سے شغف اور اس کے مطابق عمل کے ذریعہ بندے جتنا اللہ تعالیٰ سے قریب ہو سکتے ہیں کسی اور عبادت سے یہ قرب حاصل نہیں کر سکتے اسی مفہوم کی حاکم کی صحیح حدیث ہے ابوداؤد نے بھی اپنی "مراسیل" میں اسے روایت کیا ہے۔

اِنَّکُمْ لَا تَرْجِعُوْنَ اِلَی اللّٰہِ بِشَیْءٍ اَفْضَلَ مِمَّا خَرَجَ مِنْہُ [۳]

بلاشبہ تم اللہ کی جناب میں اس سے ظاہر ہونے والے (قرآن) سے بہتر کسی بھی چیز کے ذریعہ نہیں پہونچ سکتے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور میں رسائی اور اس سے قرب کا سب سے بہتر ذریعہ اس کا کلام

---

[۱] احیاء العلوم ص ۲۸۰ ج ۱ - ابونعیم فی فضائل القرآن

[۲] ترمذی ص ۱۱۵ ج ۲ - الترغیب والترہیب ص ۱۶۰ ج ۳-۱ اس میں یعنی القرآن کے الفاظ حضرت ابوالنضر راوی کا قول ہے۔ [۳] الترغیب ص ۱۷۱ ج ۳

ہے اور تمام عبادات وطاعات کا مقصد قربِ الٰہی اور اس کی رضا اور خوشنودی ہے اور یہ بات قرآن سے شغف، اس سے غیر معمولی دلچسپی اور اس کے احکام پر عمل کرنے ہی سے حاصل ہو سکتی ہے اس لئے فرمایا گیا تلاوت قرآن سب سے بہتر عبادت ہے اس مفہوم کی اور بھی متعدد روایتیں ہیں۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَفْضَلُ عِبَادَةِ اُمَّتِیْ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ[1] — میری امت کی سب سے بہتر عبادت قرآن کا پڑھنا ہے۔

دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَعْبَدُ النَّاسِ اَكْثَرُهُمْ تِلَاوَةً لِلْقُرْآنِ[2] — لوگوں میں سب سے بڑا عبادت گذار وہ ہے جو سب سے زیادہ تلاوت قرآن کرنے والا ہے۔

حکیم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَفْضَلُ عِبَادَةِ اُمَّتِیْ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ نَظَرًا[3] — میری امت کی سب سے بہتر عبادت دیکھ کر قرآن پڑھنا ہے۔

اس حدیث میں قرآن دیکھ کر پڑھنا سب سے بہتر عبادت فرمایا گیا ہے اس کی وجہ جیسا کہ آداب تلاوت میں گذری کہ قرآن کا اٹھانا۔ اس کا چھونا اور اس کا دیکھنا بھی عبادت ہے اس کی مزید تفصیل آگے بھی آئے گی۔

## معلم قرآن سب سے افضل ہے

(۲) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ[4] — تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی۔

---

[1] الاتقان ص ۱۰۴ ج ۱ — [3] کنز العمال ص ۱۲۸ ج ۱

[2] کنز العمال ص ۱۲۸ ج ۱ — [4] البخاری ص ۷۵۲ ج ۲، الترغیب والترہیب ص ۳۴۳ ج ۲، مسلم، ابوداؤد ص ۲۲۹ ج ۱، ترمذی ص ۱۱۴ ج ۲، نسائی، ابن ماجہ ص ۱۹ وغیرہم

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کا کلام سب سے بلند سب سے اونچا اور سب سے بہتر ہے۔ ترمذی، دارمی اور بیہقی کی روایت میں ہے۔

وَفَضْلُ كَلَامِ اللهِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ[1]

اللہ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلام پر وہی ہے جو خود اللہ تعالیٰ کو اپنی تمام مخلوقات پر فضیلت و برتری ہے۔

اس لئے قرآن پڑھنا پڑھانا دوسری کسی بھی چیز کے پڑھنے پڑھانے سے افضل ہوگا علامہ ملا علی قاری نے افضل ہونے کی دلیل یہ حدیث بتائی ہے۔

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَقَدْ أَدْرَجَ النُّبُوَّةَ بَيْنَ جَنْبَيْهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُوحَى إِلَيْهِ

جس نے قرآن پڑھا اس نے گویا اپنے پہلوؤں کے بیچ نبوت رکھ لی ہاں اس کے پاس وحی نہیں آتی

دوسری صحیح حدیث ہے۔

هُمْ أَهْلُ الْقُرْآنِ أَهْلُ اللهِ وَخَاصَّتُهُ[2]

وہ قرآن والے اللہ والے اور اس کے خاص لوگ ہیں۔

جس کا حاصل یہ ہوگا کہ جب سب سے بہتر کلام کلام الٰہی ہے ٹھیک اسی طرح انبیا کے بعد سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرآن پڑھتے پڑھاتے ہیں لیکن پڑھنے پڑھانے میں اخلاص شرط ہے[3]

علامہ بدرالدین عینی حدیث "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ" کے تحت رقمطراز ہیں، اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ تلاوت قرآن تمام اعمال صالحہ میں افضل ہے[4] بخاری کی دوسری روایت ہے۔

إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ أَوْ عَلَّمَهُ[5]

بلاشبہ تم میں سب سے افضل وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی یا دوسرے کو اس کی تعلیم دی

---

[1] ترمذی ص ۱۱۶ ج ۲ — [2] ابن ماجہ ص ۱۹۔
[3] مرقاۃ ص ۵۷۳ ج ۲ — [4] عمدۃ القاری ص ۴۳ ج ۲۰۔
[5] ص ۷۵۲ ج ۲۔

اوپر کی روایت اور اس روایت میں دو فرق ہیں ایک تو یہ کہ اس میں تاکید اور زور ہے اور دوسرا فرق یہ ہے کہ اس میں " اَوْ " اور اس میں " وَاوْ " ہے۔ اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی وہ بھی سب سے بہتر اور جس نے قرآن کی تعلیم دی وہ بھی سب سے بہتر۔

امام غزالی تحریر فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا میں نے اللہ عزوجل کو خواب میں دیکھا میں نے عرض کیا اے میرے پالنہار تجھ سے قریب ہونے کا سب سے بہتر ذریعہ کیا ہے تو رب نے فرمایا۔ میرا کلام ہے اے احمد، میں نے عرض کیا سمجھ کر یا بلا سمجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا سمجھ کر یا بلا سمجھے[1]

## (۳) تلاوت قرآن کا ہر حرف دس نیکیوں کے برابر ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ[2]

جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے اس کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے میں نہیں کہتا الٓمٓ میں ایک حرف ہے (بلکہ) الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت کا ہر ہر جز ایک مستقل نیکی بلکہ ہر ہر حرف ایک نیکی ہے اور دوسرے اعمال کا حال یہ ہے کہ ہر عمل کو ایک نیکی شمار کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۔ (انعام ۱۶۱)

جس نے ایک نیکی کی اس کو دس نیکی کا اجر ملے گا۔

---

[1] احیاء العلوم ص ۲۸۰ ج ۱۔

[2] مشکوٰۃ ص ۱۸۶ ۔ ترمذی ص ۱۱۵ ج ۲ و دارمی، الترغیب والترہیب ص ۱۶۳ ج ۲۔

اور یہ دس گنا اجر کم سے کم ہے ورنہ

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۔ اللہ اور بھی جس کے لئے چاہتا ہے اضافہ فرماتا ہے۔

" الحمد " میں تین حروف ہیں اور ہر حرف مستقل ایک نیکی ہے اور نیکی کا ثواب کم سے کم دس گنا اس طرح " الم " کا اجر کم سے کم تیس نیکیوں کے برابر ہوگا۔ علامہ ملا علی قاری نے لکھا ہے " الم " سے مراد اگر سورۂ بقرہ کا پہلا لفظ ہے تو الف ولام اور میم کے تلفظ میں تین تین حروف ہیں کل نو حروف ہوئے اس طرح ان کا ثواب نوے ہوگا اور اگر الحمد کی ترکیب کا " الم " مراد ہے تو تیس نیکیوں کا اجر ملے گا۔[1]

ابن ابو شیبہ اور طبرانی کی روایت میں ہے " جس نے قرآن کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے اس کے عوض ایک نیکی لکھ دی گئی میں نہ کہونگا " الم ذلک الکتاب " لیکن " الف، لام، میم، ذال، لام اور کاف یعنی سب جداگانہ حروف ہیں اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی روایت میں بھی " الم " سے مراد سورہ بقرہ ہی کا ابتدائی لفظ ہے کیونکہ اس روایت میں الم کے بعد ذلک الکتاب موجود ہے اور ایک روایت دوسری روایت کی تفسیر ہوتی ہے۔ بیہقی کی روایت میں ہے " بسم اللہ کو ایک حرف نہ کہوں گا بلکہ " با، سین اور میم " اور الم کو ایک حرف نہ کہونگا بلکہ الف، لام اور میم سب الگ الگ حروف ہیں اور ان کا شمار ایک مستقل نیکی کا ہوگا۔[2]

حاکم کی ایک اور روایت ہے جس میں قرآن حکیم کے ایک جامع تعارف کے ساتھ یہ حقیقت بھی بیان کی گئی ہے کہ تلاوت قرآن کے ہر حرف پر دس نیکیوں کا اجر و ثواب ملے گا یہ حدیث بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے " بلا شبہ یہ قرآن اللہ کی دی ہوئی عمدہ غذا ہے تم اس کی عمدہ غذا کو طاقت بھر قبول کرلو بیشک یہ قرآن اللہ کی رسی ہے اور روشن نور ہے، نفع بخش علاج ہے جس نے اسے تھام لیا اس کے لئے بچاؤ کا سامان ہے اور

---

[1] مرقاۃ ص ۵۹۱ ج ۲
[2] مرقاۃ ص ۵۹۱ ج ۲

جس نے اس کی پیروی کی اس کے لیے وہ نجات ہے اس میں کجی نہیں کہ اسے درست کیا جائے وہ ٹیڑھا نہیں ہوتا کہ اسے سیدھا کیا جائے اس کے عجائب (علوم ومعارف) ختم نہیں ہو سکتے اور اس کو بار بار پڑھنے سے کہنگی نہیں آتی تم اس کی تلاوت کرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کی تلاوت پر ہر حرف کے عوض دس نیکیوں کا اجر و ثواب عطا کرے گا۔ سنو میں یہ نہیں کہتا کہ الٓم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے[1]

## قرآن ہر فتنے سے نجات کا سامان ہے

(۴) حضرت حارث اعور (تابعی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ایک بار مسجد سے گذرا اس وقت لوگ (بے مقصد) باتوں میں منہمک تھے۔ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو اس کی خبر دی انہوں نے (حیرت سے) کہا۔ کیا لوگوں نے واقعی ایسا کیا میں نے کہا۔ ہاں انہوں نے فرمایا۔

اَمَا اِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّہَا سَتَکُوْنُ فِتْنَۃٌ قُلْتُ مَا الْمَخْرَجُ مِنْہَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ نَبَأُ مَا قَبْلَکُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَکُمْ وَحُکْمُ مَا بَیْنَکُمْ ھُوَ الْفَصْلُ لَیْسَ بِالْھَزْلِ مَنْ تَرَکَہٗ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَہُ اللّٰہُ وَمَنِ ابْتَغَی الْھُدٰی فِیْ غَیْرِہٖ اَضَلَّہُ اللّٰہُ وَھُوَ حَبْلُ اللّٰہِ الْمَتِیْنُ وَھُوَ الذِّکْرُ الْحَکِیْمُ وَھُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ

سنو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے سنا ہے کہ (لوگوں کے غلط باتوں میں پڑنے کی وجہ سے) جلد ہی ایک فتنہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا اس سے نکلنے کی کیا صورت ہوگی حضور نے فرمایا اللہ کی کتاب اس میں تم سے پہلے کی خبریں بھی ہیں اور آنیوالے وقت کی پیشینگوئیاں بھی اور حال کیلئے سکل رہنمائی بھی۔ یہ کتاب فیصلہ کن سنجیدہ کتاب ہے کوئی مذاق کی چیز نہیں جو جبار و مغرور اسے چھوڑے گا اسے اللہ تعالیٰ پارہ پارہ تتر بتر کر دے گا اور جو اس سے ہٹ کر کہیں

---

[1] الترغیب والترھیب ص ۵۹۲ ج ۲، مکتبہ عربیہ جمہوریہ ہائر مصر

هُوَ الَّذِي لَا تَزِيغُ بِهِ الْأَهْوَاءُ وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْأَلْسِنَةُ وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا يَنْقَضِي عَجَائِبُهُ هُوَ الَّذِي لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ إِذْ سَمِعَتْهُ حَتَّى قَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهِ أُجِرَ وَمَنْ حَكَمَ بِهِ عَدَلَ وَمَنْ دَعَا إِلَيْهِ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔[1]

اور رشد و ہدایت چاہے گا اسے اللہ تعالیٰ صحیح راستے سے ہٹا دے گا (اور وہ گھٹا ٹوپ تیرگیوں میں بھٹکتا ہی رہے گا) یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی اور دانشمندانہ پند و نصیحت ہے اور یہی سیدھا راستہ ہے۔ یہ وہ ہے جس کے سبب خواہشات کو غلط رخوں پر لگنے سے روکا جا سکتا ہے (اور ان پر مکمل قابو پایا جا سکتا ہے) اور نہ زبانیں اس میں کسی طرح کا خلط ملط کر سکتی ہیں اور نہ اس سے علماء آسودہ ہو سکتے ہیں اور اسے کتنا ہی پڑھا جائے اس میں کہنگی نہیں آ سکتی اس کے عجائب (علوم و معارف) ختم نہیں ہو سکتے یہ وہ قرآن ہے کہ جب جنوں نے اسے سنا تو وہ بھی یہ کہے بغیر نہ رہ سکے "ہم نے قرآن سنا عجیب چیز ہے جو رشد و ہدایت کی رہنمائی کرتا ہے اس لئے ہم تو اس پر ایمان لائے" جو اس کے مطابق کہے گا وہ سچ کہے گا اور جو اس پر عمل کرے گا اسے اجر ملے گا اور جو اس سے فیصلہ کرے گا انصاف کا فیصلہ کرے گا اور جو لوگوں کو اس کی طرف بلائے گا وہ انہیں سیدھے راستے کی رہنمائی کرے گا۔

جہاں سے راوی کا گذر ہوا تھا وہاں لوگ مسجد کے اندر قرآن سے شغف اور

[1] مشکوٰۃ ص ۱۹۲۔ ترمذی ص ۱۱۴ ج ۲ و دارمی

اس کی تلاوت کے بجائے طرح طرح کے واقعات اور لایعنی باتوں میں مصروف تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس کی خبر ملی تو آپ لوگوں کے اس افسوس ناک حال سے متاثر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پیش کیا جس میں حضور نے ایک فتنہ ظاہر ہونے کی خبر دی حضرت رزین رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو خبر دی کہ عنقریب ایک فتنہ اٹھے گا حضور نے دریافت فرمایا اس سے بچنے کی کیا شکل ہوگی حضرت جبرئیل نے کہا اللہ کی کتاب۔

فتنہ کی شرح میں علامہ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ ابن ملک نے فرمایا اس سے صحابہ کے مشاجرات یا تاتار کا ظہور یا فتنہ دجال یا دابۃ الارض مراد ہے[ل۱]

ان تمام فتنوں سے نجات کی ضمانت اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے قرآن سے شغف اور پوری وابستگی ان سب سے بچائے گی اور مزید حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا اجمالی اور جامع تعارف بھی کرایا کہ اس میں گذشتہ قوموں کے صحیح واقعات بھی ہیں اور مستقبل میں ہونے والی باتیں بھی اور حال کے لئے مکمل راہبری بھی اس میں بہت سی لامتناہی خصوصیات اور عجائبات ہیں۔ انسانوں ہی نے نہیں جنوں نے بھی اسے قرآن سراپا عجب کہا ایک اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ وَالْتَمِسُوا غَرَائِبَهُ[ل۲]

تم قرآن پڑھو اور اس کے عجائب اور غرائب (علوم و معارف و رموز و اسرار) تلاش کرو

## (۵) تلاوت قرآن کا ثواب کم سمجھنے والے کو تنبیہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ ثُمَّ رَأَى أَنَّ أَحَدًا أُوتِيَ

جس نے قرآن پڑھا پھر اس نے یہ سمجھا کہ اس کو جو ثواب ملا ہے اس

---

ل۱ مرقاۃ ص ۵۹۱ ج ۲

ل۲ احیاء العلوم ص ۲۹۷ ج ۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ابو یعلیٰ موصلی و شعب الایمان از بیہقی۔

اَفْضَلَ مِمَّا اُوْتِیَ فَقَدِ اسْتَصْغَرَ مَا عَظَّمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی¹

سے بڑھ کر کسی کو ثواب ملا تو اس نے یقیناً اس کو معمولی سمجھا جس کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کیا ہے۔

تلاوت قرآن کا اتنا زبردست ثواب ہے کہ تلاوت کرنے والے نے اگر یہ سمجھا کہ اس کے جیسا ثواب کسی اور کو کسی عبادت پر ملا تو اس نے اسے معمولی سمجھا جس کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ تلاوت عظیم ترین عبادت ہے۔

اس حدیث میں سخت تنبیہ کی گئی ہے کہ تلاوت قرآن کے اجر و ثواب کو ہرگز ہرگز کوئی معمولی نہ سمجھے اللہ تعالیٰ نے اس کا زبردست ثواب مقرر کر رکھا ہے

## قرآن کی مشغولیت ذکر و دعا سے افضل ہے

(۶) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ شَغَلَہُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِکْرِیْ وَمَسْأَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِیَ السَّائِلِیْنَ وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰہِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ²

جس کو قرآن میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے کا موقع نہیں دیتا میں اس کو مانگنے والے سے زیادہ دیتا ہوں اللہ کے کلام کی فضیلت سارے ہی کلام پر وہی ہے جو اللہ کو تمام مخلوق پر فضیلت ہے۔

قرآن میں مشغول ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس کو یاد کرنا اس کے معانی پر غور و فکر کرنا اس کے علوم و معارف میں منہمک ہونا اس کے مطابق عمل کرنا۔

شیخ عارف ابو عبداللہ بن خفیف قدس اللہ سرہ سے منقول ہے "قرآن میں مشغول ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کے تقاضوں کا اہتمام کیا جائے اس کے فرائض پہ عمل کیا جائے اور اس کے محارم اور منہیات سے بچا جائے کیونکہ آدمی جب اللہ

---

¹ احیاء العلوم ص ۲۷۹ ج ۱۔ طبرانی۔

² مشکوٰۃ ص ۱۸۶ ترمذی ص ۱۱۶۔ دارمی وشعب الایمان از بیہقی۔

تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو وہ اس کو یاد کرتا ہے گو اس کی نماز و روزے کم ہی کیوں نہ ہوں اور جب وہ اس کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کی طرف توجہ نہیں فرماتا ہے اس کی نماز و روزے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں[۱]

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ حدیث کے تحت راقم ہیں: "دوسری حدیث میں ہے کہ جس شخص کو میرا ذکر مجھ سے سوال کرنے کا موقع نہیں دیتا میں اس کو سوال کرنے والے سے زیادہ عطا کرتا ہوں اس طرح ذکر دعا سے افضل ہوا اور قرآن ذکر و دعا دونوں سے افضل اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ ذکر و دعا قرآن کا جزء ہے اور قرآن کل کا کل اور سب کا سرچشمہ ہے[۲]

## صاحب قرآن کا اعزاز

(۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يَجِيءُ صَاحِبُ الْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ الْقُرْآنُ يَارَبِّ حَلِّهِ فَيُلْبَسُ تَاجَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُولُ يَارَبِّ زِدْهُ فَيُلْبَسُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُولُ يَارَبِّ ارْضَ عَنْهُ فَيَرْضَىٰ عَنْهُ فَيُقَالُ لَهُ اقْرَأْ وَارْقَ وَيُزَادُ بِكُلِّ آيَةٍ حَسَنَةً[۳]

صاحب قرآن قیامت کے دن آئے گا۔ قرآن کہے گا اے پالنہار اسے آراستہ فرمادے؛ چنانچہ اسے عزت و شرف کا تاج پہنایا جائے گا پھر وہ کہے گا اے پروردگار اسے اور نواز اس کے بعد اسے عزت و شرف کا جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا اے رب اس سے راضی ہوجا۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجائے گا پھر صاحب قرآن سے کہا جائیگا تم قرآن پڑھو اور اوپر چڑھو اور وہ ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ بڑھتا چلا جائے گا۔

-- -- -- --
-- -- -- --
-- -- -- --

[۱] مرقات ص ۵۹۰ ج ۲ - [۲] اشعۃ اللمعات ص ۱۴۱ ج ۲
[۳] الترغیب والترہیب ص ۵۰۵ ج ۲ ترمذی ص ۱۱۵ ابن خزیمہ و حاکم (۱) ۱۱۵ ج ۲ (۲) ۲۳۱ ج ۱ (۳) ۲۷۶ -

روز قیامت صاحب قرآن یعنی قرآن کا اہتمام کرنے والوں اس کی تلاوت اس کا مطالعہ اور اس کے معانی سمجھنے والوں کو یہ اعزاز حاصل ہوگا کہ قرآن کی سفارش سے ان کو عزت و شرف کے تاج اور اعزاز کے لباس سے آراستہ کیا جائے گا اور انہیں حکم دیا جائے گا کہ جنت کے بلند درجوں میں چڑھتے چلے جائیں دوسری روایت میں ہے کہ ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ بلند ہوں گے۔

ترمذی[1] ۔ ابوداؤد[2] ۔ ابن ماجہ[3] ۔ ابن حبان[4] ۔ ابن خزیمہ[5] اور حاکم[6] نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اِقْرَأْ وَارْقَ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُهَا[1]

صاحب قرآن سے کہا جائے گا پڑھو اور اوپر چڑھو اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو جیسا دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔ یقیناً تمہاری منزل اس آخری آیت کے پاس ہے جسے تم پڑھو گے۔

خطابی نے فرمایا روایت میں آیا ہے کہ قرآن کی آیات کا عدد جنت کے درجوں کے برابر ہے قرآن پڑھنے والے سے کہا جائے گا تم درجوں میں اس کے بقدر چڑھو جتنی تم قرآن کی آیتیں تلاوت کرتے تھے چنانچہ جو شخص پورا قرآن پڑھ لے گا وہ آخرت میں جنت کے آخری درجہ پر قابض ہوگا اور جو قرآن کا ایک حصہ پڑھے گا تو آیتوں کی تعداد کے لحاظ سے درجوں میں اس کی ترقی ہوگی جس کا حاصل یہ ہوا کہ جہاں پڑھنے کی انتہا ہوگی وہیں ثواب و جزا کی انتہا ہوگی جس درجہ پر اس کی تلاوت ختم ہوگی اسی درجہ پر وہ فائز ہوگا[2]

علامہ ملا علی قاری رقم طراز ہیں۔ دانی نے فرمایا ہے اس بات پر اجماع ہے کہ آیات قرآنی کی تعداد چھ ہزار ہے چھ ہزار سے زائد کتنی ہیں اس میں اختلاف ہے اور یہ سب اقوال ہیں (۱) دو سو چار آیتیں (۲) چودہ آیتیں (۳) انیس آیتیں

---

[1] الترغیب والترھیب ص ۵۸۵ ج ۲

[2] الترغیب والترھیب ص ۱۲۷ ج ۳

(۴) پچیس آیتیں (۵) چھتیس آیتیں۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں بعض نے یہ کہا ہے کہ صاحب قرآن کی پیہم اور مسلسل ترقی ہوتی ہی رہے گی جس طرح تلاوت ختم ہوتے وقت تلاوت یہ چاہتی ہے کہ اسے پھر اس طرح شروع کیا جائے کہ سلسلہ ٹوٹنے نہیں اسی طرح تلاوت ہوگی اور نہ ختم ہونے والے درجوں میں ترقی ہوگی یہ تلاوت اہل قرآن کے لئے اس طرح ہوگی جیسے فرشتوں کے لئے تسبیح یہ تلاوت لطف اندوزی میں دخل انداز نہ ہوگی بلکہ اس میں سب سے زیادہ لذت محسوس ہوگی۔

رام ہرمزی کی حدیث میں ہے کہ صاحب قرآن رات دن کے اوقات میں اس کی تلاوت کا التزام کرے گا تو قرآن اسے یاد رہے گا اور اگر التزام نہ کرے گا تو بھول جائے گا۔ بخاری وغیرہ نے روایت کی ہے جو قرآن یاد کرنا چاہتا ہے پھر اسے حفظ کرنے سے پہلے ہی وفات پا جاتا ہے اس کے پاس قبر میں ایک فرشتہ آتا ہے وہ اسے قرآن سکھاتا ہے اور وہ اللہ سے اس حال میں ملتا ہے کہ قرآن اسے یاد ہو چکا ہوتا ہے۔ طبرانی اور بیہقی کی روایت میں ہے۔ جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس سے نکل جانا چاہتا ہے مگر یہ اسے چھوڑتا نہیں یعنی جو قرآن یاد رکھنا چاہتا ہے مگر بھول بھول جاتا ہے پھر یہ شخص کوشش کرتا ہے کہ بھولنے نہ پائے اس کے لئے دو اجر ہے۔ اور جو اس کا بہت شوق رکھتا ہے اور وہ اس پر قابو نہ پاتا ہو اس پر اس کو قدرت حاصل نہ ہوتی ہو مگر یہ اسے چھوڑتا بھی نہ ہو۔ اللہ ایسے شخص کو قیامت کے دن شرفاء اہل قرآن سے اٹھائے گا۔ حاکم وغیرہ نے روایت کی ہے جو قرآن پڑھتا ہے گویا وہ اپنے پہلوؤں کے بیچ نبوت رکھ لیتا ہے مگر اس کے پاس وحی نہیں آسکتی۔ صاحب قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ نادانی کرنے والوں کے ساتھ نادانی سے پیش آئے جبکہ اس کے سینے میں اللہ کا کلام ہے۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں حدیث میں جو لفظ منزل آیا ہے اس سے مراد یہی ہے کہ حفظ و تلاوت میں جو بندہ کا مرتبہ ہوگا اسی لحاظ سے اسے منصب و اعزاز ملے گا کیونکہ دین کی یہ ایک بنیادی بات ہے کہ کتاب اللہ پر عمل کرنیوالا اس پر تدبر اور غور و فکر کرنے والا حافظ اس تلاوت کرنے والے سے افضل ہے جو عمل اور تدبر سے عاری ہوتا ہے اس میں کیا شبہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے بڑے حافظ اور ان سے زیادہ تلاوت کرنے والے حضرات موجود تھے مگر آپ ان سب سے مطلقاً افضل تھے اس لئے کہ آپ اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب کی معرفت اس پر تدبر اور اس پر عمل کرنے میں آگے تھے اگر ہم اسی صورت کو راجح اور صحیح قرار دیں اور یہی دونوں شکلوں میں بہتر اور کامل تر ہے تو وہ درجے جن کا تلاوت کرنے والا مستحق ہوگا ان سے مراد ان درجوں پر چڑھنے والا ہوگا اس وقت آیتیں تلاوت کا اندازہ اس کے عمل کے اندازہ سے ہوگا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مکمل اور بھرپور ہے پھر آپ کے بعد آپ کے امتیوں کو ان کے دین اور معرفت الیقین کے مرتبہ کے لحاظ سے یہ حاصل ہوگا اس طرح جو جس قدر اس پر تدبر اور عمل کرے گا اتنا ہی گویا وہ قرآن پڑھ سکے گا۔

علامہ طیبی کے اس بیان کئے ہوئے معنی ومفہوم کے بارے میں علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ بہتر، بہت عمدہ زیادہ واضح اور روشن تر معنی ہے اس لئے کہ اس کا ثبوت اس حدیث سے فراہم ہوتا ہے کہ جو قرآن پر عمل کرتا ہے گویا وہ اسے ہمیشہ پڑھ رہا ہے گو وہ بظاہر تلاوت نہ کر رہا ہو اور جو قرآن پر عمل نہیں کرتا گویا وہ اسے نہیں پڑھتا خواہ وہ اسے ہمیشہ پڑھتا ہو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (ص ۲۹)

ہم نے آپ کی طرف مبارک کتاب نازل کی تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور عقل و دماغ والے نصیحت پذیر ہوں۔

اس لئے محض تلاوت اور حفظ کی وہ حیثیت نہ ہوتی جس پر جنت کے ان اونچے درجوں کا دار و مدار ہے[1]

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بے سمجھے بے غور کئے تلاوت کا کچھ ثواب نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ صرف تلاوت کا بھی عظیم ثواب ہے۔

## تعلیم قرآن مرغوب ترین مال سے بہتر ہے

(۸) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

[1] مرقات ص ۵۸۹ ج ۲

ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اس وقت ہم صفہ میں تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَیُّکُمْ یُحِبُّ اَنْ یَّغْدُوَ کُلَّ یَوْمٍ اِلٰی بُطْحَانَ اَوِ الْعَقِیْقِ فَیَاْتِیَ بِنَاقَتَیْنِ کَوْمَاوَیْنِ فِیْ غَیْرِ اِثْمٍ وَّلَا قَطْعِ رَحِمٍ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کُلُّنَا نُحِبُّ ذٰلِکَ۔ قَالَ اَفَلَا یَغْدُوْ اَحَدُکُمْ اِلَی الْمَسْجِدِ فَیَعْلَمُ اَوْ یَقْرَاُ اٰیَتَیْنِ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ نَاقَتَیْنِ وَثَلٰثٌ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ ثَلٰثٍ وَّاَرْبَعٌ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَرْبَعٍ وَّمِنْ اَعْدَادِھِنَّ مِنَ الْاِبِلِ۔[1]

تم میں کا کون چاہتا ہے کہ صبح کو بطحان یا عقیق جائے پھر بلا کسی گناہ (چوری یا غصب وغیرہ) کا ارتکاب کئے یا رشتہ توڑے بغیر دو بڑے کوہان والی اونٹنیاں لیتا آئے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سبھی یہ چاہیں گے آپ نے فرمایا تو کیوں نہیں تم میں سے کوئی مسجد جاتا اور کتاب اللہ کی دو آیتوں کی تعلیم دیتا یا انہیں پڑھتا یہ دو آیتیں اس کے لئے دو بڑے کوہان والی اونٹنیوں سے بہتر ہوں گی اور تین (آیتیں) اس کے لئے تین (اونٹنیوں) سے بہتر اور چار آیتیں اس کے لئے چار اونٹنیوں سے بہتر ہونگی اسی طرح جتنی آیتیں سکھائے یا پڑھے اتنی اونٹنیوں اور اونٹوں سے بہتر ہونگی۔

اصحاب صفہ مہاجرین کے فقراء تھے انہوں نے مسجد کی ایک سایہ دار جگہ میں مستقل اقامت اختیار کر رکھی تھی قاموس میں ہے اصحاب صفہ اسلام کے مہمان تھے یہ حضرات مسجد نبوی کے چبوترہ پر رات گزارتے تھے ابو نعیم نے "حلیہ" میں ان کی تعداد سو سے بھی زیادہ بتائی ہے ان کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی کبھی کبھی تو دو سو تک رہی ہے۔ صفہ مسجد کے پچھلے حصے میں ایک چبوترہ تھا یہ مسافرین کے لئے بنایا گیا تھا۔ بعض کا کہنا ہے کہ صفہ مسجد نبوی کے اندر ایک خاص جگہ کا نام ہے۔

---

[1] الترغیب والترہیب ص ۱۶۴ ج ۳۔ مشکوٰۃ ص ۱۸۳ ابو داؤد ص ۱۹۹،۱ مسلم ص ۲۷۰ ج ۱۔

شیخ محقق دہلوی نے لکھا ہے صفہ سے مراد مسجد کے سامنے کی چھت والی جگہ ہے۔[۱]
بطحان و عقیق مدینہ منورہ میں دو جگہوں کے نام ہیں وہاں اونٹوں کا بازار لگتا تھا حدیث میں اونٹ اور اونٹنی کا ذکر اس لئے فرمایا گیا ہے کہ عربوں کا یہ محبوب ترین مال ہے۔

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو باقی رہنے والی چیزوں کی ترغیب دے رہے ہیں اور فنا ہونے والی چیزوں سے ان کی توجہ اور رغبت ہٹا رہے ہیں۔ اس مفہوم کو آسانی سے ذہنوں میں اتارنے کے لئے تمثیل کا انداز اختیار کیا گیا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ پوری دنیا کتاب اللہ کی ایک آیت کے علم یا اس کے ثواب کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی اس لئے کہ دنیا کی قیمتی سے قیمتی چیز یا خود پوری دنیا فنا ہونے والی ہے لیکن ایک آیت کا علم یا اس کے پڑھنے کا ثواب دائمی ہے وہ فنا ہونے والا نہیں۔

علامہ ملا علی قاری نے اس حدیث کی شرح میں شیخ ابوالحسن بکری قدس سرہ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے آپ مکہ تشریف لے جا رہے تھے جہاز سے اترے تو ان سے ان کے ارادتمندوں نے جدہ میں تھوڑے سے قیام کے لئے درخواست کی یہ لوگ تجارت پیشہ تھے ان کا مقصد یہ تھا کہ شیخ کے قیام سے ان کی تجارت میں برکت ہو اور یہ مقصد انہوں نے چھپا رکھا تھا حضرت شیخ نے قیام کرنے سے انکار فرمایا اور ایسا عذر پیش کیا جس سے اصل راز کھل نہ سکا انہوں نے سمجھا نہیں اور اصرار کیا۔ اور اڑ کر درخواست کی تب شیخ نے فرمایا اس سفر میں تمہیں کیا نفع ہوا اور زیادہ سے زیادہ کتنا نفع حاصل ہوتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا اس کا مدار حالات اور مال پر ہے اور سب سے زیادہ نفع یہ ہے کہ ایک درہم کا دو درہم ہو جائے اس وقت شیخ مسکرائے اور فرمایا تم اتنے معمولی سے نفع کے لئے اتنی محنت و جانفشانی کرتے ہو تو ہم حرم شریف میں نیکیوں کا ہزار گونہ اور لاکھ گونہ اجر کیسے چھوڑ سکتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک نیکی حرم مکہ میں ایک لاکھ کے برابر ہے[۲]

اس واقعہ میں وقتی اور دائمی نفع، مادی اور حقیقی نفع کا فرق واضح ہے۔

حدیث شریف میں یہی بات کہی گئی ہے کہ دنیا کی مرغوب سے مرغوب ترین چیز کی ایک آیت کے علم یا اس کی تلاوت کے دائمی اور ابدی نفع و ثواب کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں

---

[۱] اشعۃ اللمعات ص ۱۳۰ ج ۲ [۲] مرقاۃ ص ۵۷۰ ج ۲

مسلم کی دوسری روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهِ اَنْ يَجِدَ فِيْهِ ثَلٰثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَثَلٰثُ اٰيَاتٍ يَقْرَأُ بِهِنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلٰثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ[1]

کیا تم میں کا کوئی یہ پسند کرتا ہے ک[ہ] جب وہ اپنے اہل و عیال میں پہونچے تو تین حاملہ فربہ بھاری بھر کم اونٹنیاں پا[ئے] ہم نے عرض کیا ہاں (یا رسول اللہ صلی اللہ [تعالیٰ] علیہ وسلم) حضور نے فرمایا تو سنو تم میں سے کوئی تین آیتیں نماز میں پڑھے یہ تینوں آیتیں اس کے لئے تین حاملہ فربہ بھاری بھر[کم] اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔

عربوں میں حاملہ اونٹنیاں سب سے عمدہ اور مرغوب اونٹنیاں سمجھی جاتی تھیں حضور نے فرمایا نماز کے اندر قرآن کی تین آیتوں کا پڑھنا اس قسم کی تین اونٹنیوں سے بہتر ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں قرآن پڑھنا خارج نماز قرآن پڑھنے سے افضل ہے۔ کیونکہ پہلی حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ تین آیتوں کا پڑھنا تین بڑے کوہان کی اونٹنیوں سے بہتر ہے اور اس حدیث میں فرمایا گیا کہ تین آیتوں کا پڑھنا تین حاملہ فربہ بھاری بھر کم اونٹنیوں سے بہتر ہے اور عربوں میں حاملہ اونٹنی غیر حاملہ اونٹنی سے کہیں زیادہ مرغوب اور محبوب ہوتی ہے نماز میں تلاوت کا کس قدر ثواب ہے۔ اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

## مومن اور منافق کی تلاوت کا فرق ایک اچھی مثال سے

(۹) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ

اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاو[ت] کرتا ہے اترجہ میوہ کی طرح ہے۔ جس کی خوشبو پاکیزہ اور مزہ عمدہ ہوتا ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاو[ت]

---

[1] مسلم ۲۷۰، ۱۲۰

الْقُرْاٰنَ مِثْلُ التَّمْرَةِ لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مِثْلُ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ[1]

نہیں کرتا کھجور کی طرح ہے جس کی کوئی خوشبو نہیں ہوتی اور مزہ شیریں ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے پھول کی طرح ہے جس کی خوشبو پاکیزہ اور مزہ تلخ ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا حنظل (اندرائن) کی طرح ہے جس میں خوشبو بھی نہیں ہوتی اور اس کا مزہ بھی تلخ ہوتا ہے۔

اترجہ ایک بہت عمدہ قسم کا میوہ ہے، اس حدیث میں تلاوت کرنے والے مومن کو اترجہ کی طرح بتایا گیا ہے، علامہ عینی اس کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ یہ تمام ممالک کے پھلوں میں سب سے بہتر اور عمدہ پھل ہے۔ اس کے بہت سے اسباب ہیں یہ پسندیدہ اوصاف کا جامع ہوتا ہے اس کی بہت سی خصوصیات ہیں مثلاً یہ بڑا اور خوبصورت ہوتا ہے، مزہ پاکیزہ، چھونے میں نرم و ملائم رنگ باعث کشش دیکھنے والے خوش ہو جائیں، کھانے سے پہلے طبیعت اس کی خواہش مند ہوتی ہے کھانے والے کو کھاتے کی لذت سے محظوظ کرنے کے ساتھ ساتھ عمدہ خوشبو، معدہ کی نرمی اور ہضم کی قوت فراہم کرتا ہے بیک وقت یہ میوہ چار حواس دیکھنے، چکھنے، سونگھنے اور چھونے کے فائدے دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تاثیری خصوصیات اور فوائد طب کی کتابوں میں دیکھے جا سکتے ہیں[2]

حدیث میں قرآن کی تلاوت کرنے والے کو جو حصہ ملتا ہے اس کو ایک محسوس چیز کے ساتھ مثال دے کر سمجھایا گیا ہے جس سے قرآن کی تلاوت کرنے والے اور نہ کرنے والے کے درمیان جو فرق ہے وہ خوب اچھی طرح ذہن نشین ہو سکتا ہے۔ ورنہ ظاہر ہے

---

[1] مسلم ص ۲۶۹ ج ۱ الترغیب والترہیب ص ۱۶۵ ج ۳ مشکوٰۃ ص ۱۸۴
بخاری ص ۷۵۷ ج ۲ نسائی ص ۲۷۳ ج ۲ و ابن ماجہ ص ۱۹

[2] عمدۃ القاری ص ۳۸ ج ۲۰

کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی شیرینی، لطافت اور پاکیزگی کو اترجہ اور کھجور کی شیرینی سے کیا نسبت ہوسکتی ہے قرآن پڑھنے سے جو حصہ ملتا ہے اس کے مقابلہ میں اترجہ کیا اس سے بھی عمدہ کوئی میوہ دنیا کے کسی گوشے میں پایا جاتا ہو اس کو بھی قرآنی لطف ولذت سے کیا تقابل۔

ابوداؤد کی روایت کا یہ اخیر حصہ مفہوم کی وضاحت میں کافی معاون ہے اچھے ہمنشین کی مثال مشک والے شخص کی طرح ہے اگر تم کو اس کا کچھ حصہ نہ ملے گا تو اس کی خوشبو ملے گی اور برے ہمنشین کی مثال بھٹی والے کی طرح ہے اگر اس کی تم کو کچھ سیاہی نہ پہونچے گی تو اس کا دھواں ہی تم کو لگے گا[1]

## قرآن کی حامل امت کو فرشتوں کی بشارت

(۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَرَأَ طٰهٰ وَيٰسٓ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ الْقُرْاٰنَ قَالَتْ طُوْبٰى لِأُمَّةٍ يَنْزِلُ هٰذَا عَلَيْهَا وَطُوْبٰى لِأَجْوَافٍ تَحْمِلُ هٰذَا وَطُوْبٰى لِأَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ بِهٰذَا[2]

بلاشبہ اللہ عزوجل نے آسمان وزمین کو پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے سورہ طٰہٰ ویٰس پڑھی جب فرشتوں نے قرآن سنا تو انہوں نے کہا اس امت کو بشارت ہو جس پر یہ قرآن نازل ہوگا اور ان سینوں کے لئے خیر وخوبی ہو جو اسے اپنے اندر محفوظ کریں گے اور ان زبانوں کے لئے خوشخبری ہو جن سے قرآنی الفاظ ادا ہوں گے۔

علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے قرآن پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس

---

[1] الترغیب والترہیب ص ۱۲۵ ج ۳

[2] احیاء العلوم ص ۲۸۰ ج ۱

نے اسے ظاہر فرمایا اور اس کی تلاوت کا ثواب بیان کیا۔ ابن ملک فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو قرآن سمجھایا اور اس کے معانی کا الہام کیا۔ علامہ ابن حجر نے اس کا یہ مفہوم بتایا اللہ تعالیٰ نے سورہ یٰسٓ وطٰہٰ کی عظمت بتانے کے لئے بعض فرشتوں کو حکم دیا کہ فرشتوں کے سامنے ان دونوں سورتوں کو پڑھیں لہ

اس حدیث سے جہاں قرآن کی عظمت ثابت ہوتی ہے وہیں امت محمدیہ کی زبردست فضیلت بھی۔ فرشتوں نے آسمان وزمین کی تخلیق سے ایک ہزار سال پہلے اس قرآن کی حامل امت کو مبارکباد پیش کی حافظ قرآن کو بشارت دی اور جن زبانوں سے قرآنی الفاظ نکلتے ہیں انہیں بھی خوشخبری دی۔

## قرآن پڑھنے والے کے والدین کو نہایت روشن تاج پہنایا جائیگا

(۱۱) حضرت معاذ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا۔ ؎۲

جو قرآن پڑھے گا اور اس کے مطابق عمل کرے گا۔ قیامت کے دن اس کے والدین کو ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی بہتر ہوگی اگر وہ سورج دنیا کے گھروں میں اتر آئے پھر تمہارا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جس نے خود قرآن پڑھ کر اس کے مطابق عمل کیا ہو

قرآن کی تلاوت اور اس کے مطابق عمل کرنے والے کا صدقہ اور فیض یہ ہوگا کہ روز قیامت اس کے والدین کو ایسا روشن چمکتا دمکتا تاج پہنایا جائے گا جس کی

لہ مرقاۃ ص ۷۹۵ ج ۲

؎۲ الترغیب والترہیب ص ۳۶۲،۱۶۶ ابوداؤد بروایت سہل بن معاذ جہنی احمد وحاکم۔

روشنی گھر کے اندر کے آفتاب کی روشنی سے بڑھ کر ہوگی جب آفتاب کروڑوں میل دوری پر طلوع ہوتا ہے۔ اور اپنی ضیاء بار کرنوں سے مشرق ومغرب کے ذرہ ذرہ کو منور کر دیتا ہے اگر وہی سورج گھر کے اندر اتر آئے تو پھر اس کی روشنی کی طاقت اس کی تابانی اور اس کی ضیاء باری کا عالم کیا ہوگا ایسے آفتاب کی روشنی سے بہتر والدین کے تاج کی روشنی ہوگی جب قرآن پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے کے والدین کو یہ اعزاز ملے گا تو پھر خود پڑھنے اور عمل کرنے والے کے اعزاز کا کیا حال ہوگا اس کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے۔

حاکم کی دوسری حدیث ہے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو قرآن پڑھے گا اس کی تعلیم حاصل کرے گا اور اس کے مطابق عمل کرے گا اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک نور کا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی کی طرح ہوگی اور اس کے والدین کو دو ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے جن کی قیمت پوری دنیا نہ ہوسکے گی تو وہ دونوں کہیں گے ہمیں کیوں یہ پہنایا گیا تو کہا جائے گا تمہارے لڑکے کے قرآن پڑھنے کی وجہ سے[1]۔

کتنے خوش نصیب ہیں وہ والدین جن کی اولاد قرآن پڑھتی اور اس کے مطابق عمل کرتی ہے جس کی وجہ سے انہیں قیامت کے دن یہ عظیم الشان اعزاز ملے گا۔

طبرانی نے بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "جو اپنے لڑکے کو قرآن کی تعلیم دے گا کہ وہ اس میں غور وفکر کرے اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے گا اور جو اپنے لڑکے کو کھلی ہوئی آیتوں کی تعلیم دے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن چودہویں کے چاند کی شکل میں اٹھائے گا اور اس کے لڑکے سے کہا جائے گا پڑھو۔ چنانچہ جیسے جیسے وہ ایک آیت پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے والد کو ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ بلند فرمائے گا اور وہ وہاں تک پہنچے گا جہاں تک قرآن کا حصہ اس کا ساتھ دے گا[2]۔

جن کی اولاد قرآن کی تعلیم حاصل کرتی اور اس کے مطابق عمل کرتی ہے ان کو

---

[1] الترغیب والترہیب ص ۱۷۲ ج ۳ ـ ۲ مجمع الفوائد۔

قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ وہ تاج آج اگر دنیا میں نمودار ہو جائے تو ہماری آنکھیں اس کی تاب نہ لاسکیں اور ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے جو قیمت میں پوری دنیا سے بھی بڑھ کر ہوں گے ان کے اگلے پچھلے گناہ بھی بخش دیئے جائیں گے اور وہ کل قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی شکل میں اٹھائے جائیں گے اور ہر آیت کے ساتھ ان کے درجے بلند ہوں گے۔

لیکن یہاں تصویر کا دوسرا رخ بھی ہے جن لوگوں کی اولاد اس عظیم سعادت سے محروم رہی وہ خود بھی اس بڑے اعزاز سے محروم ہونگے لیکن بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ دنیاوی مال و جاہ کے حصول کے لئے جو لوگ اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم سے ہٹا کر دوسری لائنوں پہ لگاتے ہیں وہ خود بھی اس محرومی کے شکار ہوتے ہیں اور اپنی اولاد کی محرومی کے ذمہ دار بھی بخاری کی روایت میں ہے۔

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ ۔ — تم میں کا ہر شخص ذمہ دار ہے اور جن کی ذمہ داری اس کے سر ہے ان کے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔

ہر شخص پہ اولاد کی تعلیم اور اصلاح کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جن لوگوں نے اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم اور علوم دینیہ کی طرف متوجہ کیا ان کے سروں سے ذمہ داری بھی جاتی رہی اور ان کی تربیت اور اصلاح بھی ہو گئی لیکن جن لوگوں نے اپنی اولاد کو غلط لائنوں پہ لگایا اور ان کو بہت ساری فتمندیاں بھی حاصل ہو گئیں دنیاوی اعزازات بھی انہیں مل گئے۔ لیکن اگر ان میں اسلامی تعلیمات کی روح باقی نہ رہی اور وہ بے راہ روی کے شکار ہو گئے تو ان کا خمیازہ خود والدین کو بھی بھگتنا ہوگا یہ احادیث طیبہ ہم سبھی کو لمحۂ فکریہ دے رہی ہیں آیا ہم اپنی اولاد کو وقتی خوشحالی کی راہ پر گامزن کرتے ہیں یا دائمی سعادت کے راستہ پہ چلاتے ہیں۔

## ماہر قرآن کے لئے ملائکہ وانبیاء کی رفاقت اور اٹک کر قرآن پڑھنے والے کیلئے دوگنا اجر

(۱۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَ یَتَتَعْتَعُ فِیْهِ وَهُوَ عَلَیْهِ شَاقٌّ لَهُ اَجْرَانِ[1]

قرآن کا ماہر باعزت نیکوکار لکھنے والوں (فرشتوں، انبیاء یا صحابہ) کے ساتھ ہے اور جو قرآن پڑھتا ہے اس طرح کہ وہ اس کے لئے دشوار ہوتا ہے ایسے شخص کے لئے دو اجر ہے۔

علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ ماہر سے مراد اچھا حافظ ہے یا قرآنی کلمات کو بہترین تلفظ کے ساتھ ادا کرنے والا یا دونوں ہی مراد ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو بھی نہایت عمدگی کے ساتھ قرآن پڑھ سکے وہ ماہر قرآن ہے[2]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تحریر فرمایا ہے۔ لکھنے والے سے مراد ملائکہ ہیں جو آسمانی کتابوں کو لوح محفوظ سے لکھ کر لاتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان واسطہ بنتے ہیں[3]

علامہ ملا علی قاری رقمطراز ہیں لکھنے والے سے مراد وہ فرشتے ہیں جو لوح محفوظ کو اٹھائے ہوئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ کِرَامٍ بَرَرَةٍ۔ (عبس ۱۵)

اللہ کی کتاب لکھنے والے باعزت اعلیٰ شعار فرشتوں کے ہاتھوں میں ہے۔

انہیں سفرہ (لکھنے والے) اس لئے کہتے ہیں کہ وہ فرشتے خدائی کتابوں کو جو انبیاء پر نازل ہوتی ہیں، منتقل کرتے ہیں تو وہ گویا اسے لکھتے ہیں علامہ قاری آگے لکھتے ہیں لکھنے والے سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں۔ کیونکہ ان حضرات نے سب سے پہلے قرآن لکھا ہے بعض کا یہ بھی کہنا ہے کہ سفرہ سے بندوں کے اعمال لکھنے والے فرشتے مراد ہیں یا شیخ محقق دہلوی نے لکھا ہے۔ ملائکہ یا انبیاء مراد ہیں انبیاء اس طرح کہ وہ اللہ کی وحی کو

---

[1] بخاری و مسلم ص ۲۶۹ ج ۱ مشکوٰۃ ص ۱۸۴ ابن ماجہ ص ۲۷۶۔ ابوداؤد فی معناہ ص ۲۲۹ ج ۱۔

[2] مرقاۃ ص ۵۷۵ ج ۲

[3] اشعۃ اللمعات ص ۱۳۲ ج ۲

لکھواتے ہیں۔[1]

علامہ قاضی عیاض نے فرمایا حدیث میں ہے کہ ماہر قرآن فرشتوں کے ساتھ ہوگا اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ماہر قرآن آخرت میں فرشتوں کے رتبے پائے گا اس طرح ان کے ساتھ ہوگا کیونکہ اس کے اندر بھی انہیں فرشتوں کی صفت یعنی کتاب اللہ کا حامل ہونا پایا جاتا ہے اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ وہ ان کے جیسا کام اور ان کی سی راہ چل رہا ہے جس طرح وہ فرشتے اللہ کی کتاب یاد کرتے اور مومنین تک پہونچا دیتے ہیں اور غیر واضح مفہوم کو واضح کر دیتے ہیں ماہر قرآن بھی یہی کرتا ہے۔[2]

ان سب کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کا ماہر یا تو مقرب ملائکہ یا انبیاء کرام علیہم السلام یا صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتوں جیسا عمل کر رہا ہے جس کی وجہ سے ایسے بلند مراتب حاصل ہوں گے یا وہ ان حضرات کے ساتھ آخرت میں اونچے مقام پر فائز ہوگا۔

حدیث کے دوسرے ٹکڑے میں فرمایا گیا ہے کہ قرآن روانی کے ساتھ نہ پڑھنے والے رک رک کر تلاوت کرنے والے کے لئے دو اجر ہیں۔ ایک اجر تو قرآن پڑھنے کا۔ دوسرا اجر اس کی مشقت برداشت کرنے کا اس میں اچھی طرح قرآن پڑھنے کی ترغیب بھی ہے[3] اور معذور شخص کے لئے تسلی کا سامان بھی ہے[4]

اس کا یہ مطلب نہیں کہ مشکل و دشواری سے پڑھنے والا یہ شخص اجر و ثواب میں ماہر قرآن سے بڑھ جائے گا بلکہ ماہر قرآن افضل اور اجر و ثواب میں بہت بڑھا ہوا ہے اس کو ملائکہ مقربین یا انبیاء و مرسلین علیہم السلام یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رفاقت و معیت نصیب ہوگی۔[5]

طبرانی اور بیہقی کی روایت ہے جو قرآن پڑھتا ہے اس طرح کہ وہ اس سے نکل رہا ہو اس کا دوگنا اجر ہے اور جو قرآن کا خواہش مند ہو اور اسے پڑھنے کی قدرت نہ رکھتا ہو اور اس کو چھوڑتا بھی نہ ہو (قرآن میں لگا رہتا ہو) اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے

---

[1] اشعۃ اللمعات ص ۱۳۲ ج ۲
[2] مرقاۃ ص ۵۷۶ ج ۲ — [3] مرقاۃ ص ۵۷۶ ج ۲
[4] اشعۃ اللمعات ص ۱۳۲ ج ۲ — [5] مرقاۃ ص ۵۷۶ ج ۲

دن اس کے باعزت اہل کے ساتھ اٹھائے گا[۱]

## قرآن بہتوں کو بلند کرتا ہے اور بہتوں کو نیچا کر دیکھاتا ہے۔

(۱۳) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتٰبِ اَقْوَامًا وَّ یَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ[۲]

یقیناً اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ بہتوں کو بلند فرماتا ہے اور اس سے دوسرے بہت سے لوگوں کو نیچا کر دیکھاتا ہے۔

شیخ محقق دہلوی نے لکھا ہے جو لوگ اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر عمل کرتے اور اس کی تلاوت کرتے اور اس کے بارے میں خلوص رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بلند فرماتا ہے اور جو ایسا نہیں کرتے انہیں نیچا کر دیتا ہے[۳]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا۔ (البقرۃ ۲۶)

اس سے بہتوں کو بھٹکا دیتا ہے اور اس کے ذریعہ بہتوں کو راستہ دیکھا دیتا ہے

اور فرماتا ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا (بنی اسرائیل ۸۲)

ہم قرآن سے وہ نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے اور ظالمین کے خسارہ میں اضافہ ہی کرتا ہے۔

علامہ طیبی نے اس حدیث کے تحت تحریر فرمایا ہے جو اسے پڑھتا اور نجات کے مقصد سے اس کے مطابق عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتا ہے اور جو دکھاوے کے لئے بغیر عمل کئے اس کو پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو گرا دیتا ہے[۴]

---

۱ مرقاۃ　۲ مسلم ۲۷۲ ج ۱

۳ اشعۃ اللمعات ص ۱۲۳ ج ۲　۴ مرقاۃ ص ۵۷۷ ج ۲

علامہ بغوی نے "معالم" میں ذکر کیا ہے کہ نافع بن حارث نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عسفان میں ملاقات کی یہ وہ ہیں جن کو حضرت عمر نے اہل مکہ کا عامل بنایا تھا ان سے حضرت عمر نے فرمایا اہل وادی یعنی اہل مکہ پر اپنا نائب کس کو بنایا انہوں نے کہا میں نے ابن ابزی کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے اوپر نائب بنایا ہے حضرت عمر نے کہا۔ ابن ابزی کون ہیں حضرت نافع بن حارث نے کہا وہ ہم میں سے ایک غلام ہیں۔ حضرت عمر نے پوچھا تم نے ان کے اوپر ایک غلام کو نائب بنایا ہے۔ حضرت نافع نے کہا۔ امیر المومنین! ابن ابزی قرآن اور فرائض کا علم رکھتے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (حضرت نافع کی تائید کرتے ہوئے) فرمایا سنو تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو بلند فرماتا ہے اور بہت سے لوگوں کو پستی میں گرا دیتا ہے"[۱]

## قرآن والی کھال میں آگ اثر نہ کریگی

(۱۴) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ کَانَ الْقُرْآنُ فِیْ اِهَابٍ مَامَسَّتْهُ النَّارُ[۲]

اگر قرآن کچی کھال میں ہو اس کھال کو آگ نہ چھوئے گی۔

قرآن کی برکت سے جس کھال میں قرآن ہوتا ہے آگ اس میں اثر نہیں کرتی کیونکہ اس میں رحمت کے چشمے اور حکمت کے دریا رواں اور دواں ہیں جو آگ کو سرد کر دیتے ہیں[۳] معمولی کھال جس میں قرآن تھوڑی دیر کے لئے رہا ہے اس کے ساتھ قرآن کا یہ اعجاز ہو سکتا ہے تو جن سینوں میں قرآن ایک طویل مدت تک رہا ہو کیا انہیں جہنم کی آگ جلا سکتی ہے۔ شارحین عموماً اس حدیث کے دو مفہوم بتاتے ہیں۔

---

[۱] مرقاۃ۔ ص ۵۷۸ ج ۲۔

[۲] احیاء العلوم ص ۲۸۰ ج ۱۔ طبرانی، ابن حبان بروایت سہل بن سعد، احمد، دارمی، طبرانی بروایت عقبہ بن عامر وابن عدی، شعب الایمان از بیہقی بروایت عقبہ بن مالک والمعالم والمصابیح۔

[۳] مرقاۃ ص ۵۹۴ ج ۲۔

پہلا مفہوم یہ ہے کہ کھال سے مراد کسی بھی جانور کی (مباح) کھال ہے اور آگ سے دنیا کی آگ مراد ہے اس صورت میں قرآن کی کھال کا نہ جلنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ تک قرآن کا معجزہ تھا عہدِ رسالت میں یہ معجزہ رونما ہوا بھی تھا۔[۱]

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ کھال سے مراد انسان کی کھال اور آگ سے جہنم کی آگ مراد ہے اس کے مطابق کسی زمانہ یا کسی نسل کے ساتھ یہ حکم خاص نہ ہوگا بلکہ حدیث کا مفہوم یہ ہوگا کہ قرآن جس سینے میں محفوظ ہے وہ اگر بالفرض اپنے گناہوں کے سبب جہنم میں ڈالا بھی جائے گا تو آگ اثر نہ کرے گی۔ (اور اس کا بال بھی بیکا نہ ہوگا)۔

"شرح السنۃ" میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے "تم قرآن حفظ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس دل کو عذاب نہ دے گا جس نے قرآن حفظ کیا ہے"[۲]

امام طحاوی نے ایک مفہوم تو یہی بتایا ہے دوسرا معنیٰ یہ بیان فرمایا ہے حدیث میں کھال سے مراد وہ کھال ہے جس میں قرآن لکھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن کی مکمل حفاظت کے لئے آگ کو جلانے سے باز رکھتا ہے اور قرآن کو کھال سے نکال لیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ کھال قرآن سے خالی ہو جاتی ہے پھر آگ اس کھال کو جلاتی ہے جس میں اب قرآن مجید نہیں ہوتا۔[۳]

بعض کا یہ بھی خیال ہے اس سے مراد یہ ہے جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا وہ جہنم میں نہ جائے گا۔[۴]

بعض روایتوں میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

| | |
|---|---|
| لَوْ جُعِلَ الْقُرْاٰنُ فِیْ اِھَابٍ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ مَا احْتَرَقَ[۵] | اگر قرآن کسی کھال میں رکھ دیا جائے پھر وہ آگ میں ڈال دی جائے تو وہ کھال نہ جلے گی۔ |

---

[۱] اشعۃ اللمعات ص ۱۴۴ ج ۲

[۲] شرح السنۃ ص ۴۳۶، ۴۳۷ ج ۴ از محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی

[۳] مرقاۃ ص ۵۹۴ ج ۲ [۴] مشکل الآثار ص ۳۹۰، ۳۹۱ ج ۱

[۵] اشعۃ اللمعات ص ۱۴۴ ج ۲ [۶] مشکوٰۃ ص ۱۸۶ ۔ دارمی

طبرانی کی روایت میں اس طرح ہے۔

لَوْ كَانَ الْقُرْاٰنُ فِيْ اِهَابٍ مَا اَكَلَتْهُ النَّارُ ؎۱

اگر قرآن کچی کھال میں ہو تو اس کو آگ نہ کھائے گی۔

علامہ طیبی نے جس روایت میں "ماستہ النار" آیا ہے اس کو بہتر بتایا ہے ان کا مراد یہ ہے کہ جس کھال میں قرآن ہو اس کا جلانا تو درکنار آگ اسے چھو بھی نہیں سکتی ؎۲

## قیامت کے دن تین اہم چیزیں
## قرآن، امانت اور رشتہ داری

(۱۵) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثَلٰثَةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْقُرْاٰنُ يُحَاجُّ الْعِبَادَ لَهٗ ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَالْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ تُنَادِيْ اَلَا مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ ؎۳

تین چیزیں قیامت کے دن عرش کے نیچے ہونگی قرآن بندوں کے لئے حجت کرے گا (ان کے موافق یا ان کے مخالف) اس کا ایک ظاہر بھی ہے اور ایک باطن بھی اور دوسری چیز امانت اور تیسری چیز رشتہ یہ آواز دے رہا ہوگا سنو جس نے مجھے جوڑا اس کو اللہ تعالیٰ (اپنے فضل وکرم سے) جوڑے گا اور جس نے مجھے کاٹا اللہ تعالیٰ اسے کاٹے گا یعنی اسے اپنی رحمت سے کوئی حصہ نہ دے گا۔

حدیث میں تین چیزوں کے زیر عرش ہونے سے مراد یہ ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کا قرب خاص حاصل ہوگا ان کا اہتمام اور ان کی پابندی کرنے والوں کو اجر مرحمت فرمائے گا

---

؎۱ مرقاۃ ص ۵۹۴ ج ۲۔
؎۲ مرقاۃ ص ۵۹۴ ج ۲
؎۳ مشکوٰۃ ص ۱۸۶ شرح السنۃ

اوران سے بے اعتنائی اور روگردانی کرنے والوں کو اپنی رحمت سے حصہ نہ دے گا
قرآن کا ظاہر بھی ہے جسے اکثر لوگ سمجھ لیتے ہیں اور باطن بھی ہے یعنی دقیق
اشارے اور مفاہیم ہیں جن تک رسائی صرف علماء راسخین کو حاصل ہوتی ہے۔ بعض
یہ بھی کہنا ہے کہ اس کے ظاہر سے مراد اس کی تلاوت ہے اور باطن سے مراد اس کے معا
پر غور وفکر ہے قرآن کے حجت کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ قرآن سے شغف رکھتے ہیں
اس کی تلاوت اور مطالعہ سے دلچسپی رکھتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں ایسے
لوگوں کے حق میں قرآن جنگ کرے گا اور ان کی زوردار شفاعت کرے گا۔ ابو امامہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے سنا
قرآن پڑھو اس لئے کہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر
آئے گا۔ [۱]

بزار کی روایت ہے کہ قرآن کا پڑھنے والا جب انتقال کرجاتا ہے اور اس کے
اہل تجہیز وتکفین میں مصروف ہوتے ہیں اس وقت قرآن حسین وجمیل شکل میں آتا ہے اور اس
قرآن پڑھنے والے کے سر کے پاس اس وقت تک کھڑا رہتا ہے۔ جب تک وہ کفن میں لپیٹ
نہ دیا جائے پھر جب وہ کفن میں لپیٹ دیا جاتا ہے قرآن کفن کے قریب اس کے سینے پر
ہوتا ہے پھر جب وہ اپنے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور مٹی ڈال دی جاتی ہے اور اس سے
اس کے خویش واقارب رخصت ہوجاتے ہیں۔ اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں اور اس کو
قبر میں بٹھاتے ہیں اتنے میں قرآن آتا ہے اور اس میت اور ان فرشتوں کے درمیان
(حائل) ہوجاتا ہے وہ دونوں فرشتے قرآن سے کہتے ہیں۔ ہٹو۔ تاکہ ہم اس سے سوال
کریں تو قرآن کہتا ہے۔ کعبہ کے رب کی قسم یہ نہیں ہوسکتا۔ بلاشبہ یہ میرا ساتھی اور
دوست ہے۔ اور اس کی حمایت وحفاظت سے کسی حال میں باز نہیں آسکتا (اس کی پوری
حمایت کرتا رہوں گا) اگر تم کو کسی چیز کا حکم دیا گیا ہے تو تم اس حکم کی تعمیل کے لئے جاؤ اور
میری جگہ چھوڑ دو۔ کیونکہ میں جب تک اسے جنت میں داخل نہ کرلوں گا اس سے رخصت نہیں

---

[۱] مرقاۃ ص ۵۸۸ ج ۲۔
[۲] الترغیب والترہیب ص ۱۶۶ ج ۳

ہوسکتا اس کے بعد قرآن اپنے ساتھی کی طرف دیکھے گا اور کہے گا میں قرآن ہوں جسے تم آواز یا بلا آواز پڑھتے تھے۔ (مسند بزار)

لیکن اس کا دوسرا رخ بھی ہے۔ قرآن کی جس نے کما حقہٗ قدر کی اس سے شغف رکھا اس کا مطالعہ، اس کی تلاوت کی اور اخلاص کے ساتھ اس کے مطابق عمل کیا اس کا تو قرآن زبردست حمایتی اور زوردار سفارشی ہوگا لیکن قرآن پڑھنے والے ہیں اگر یہ باتیں نہ رہیں تو قرآن ان کے خلاف جنگ کرے گا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ

اَلْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَيْكَ [۱] — قرآن تیرے موافق جنگ ثابت ہوگا یا تیرے خلاف۔

جس نے قرآن کے حقوق ادا نہ کئے قرآن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کے خلاف جنگ کرے گا۔

قیامت کے دن دوسری زیر عرش کی چیز امانت ہے۔ شیخ محقق دہلوی تحریر فرماتے ہیں اس سے لوگوں کی جان و مال اور عزت و آبرو سے متعلق جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان کی حفاظت و رعایت مراد ہے یا اس سے ودیعت اور امانت میں رکھے جانے والے مال مراد ہیں۔ امانت سے یہی مفہوم متبادر ہوتا ہے ورنہ لفظ امانت جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (احزاب ۷۲) میں آیا ہے اس میں تمام تکالیف و احکام شامل ہیں۔ [۲]

علامہ ملا علی قاری رقم ہیں امانت تمام لوگوں کو عام ہے اس لئے کہ ان کے خون، ان کے مال، ان کی آبرو، اور تمام حقوق ان کے بیچ امانتیں ہیں اس لئے جو انہیں قائم کرے گا عدل و انصاف قائم کرے گا۔ [۳]

روز قیامت عرش کے نیچے کی تیسری چیز رشتہ داری ہے رشتہ داری کی اہمیت کوئی عاقل انکار نہیں کرسکتا اسی لئے قرآن حکیم نے صلہ رحمی پر کافی زور دیا ہے اور رشتہ توڑنے والے کو وعیدیں سنائی ہیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی متعدد حدیثوں میں

---

۱۔ مرقاۃ ص ۵۸۸ ج ۲ ۔ ۲۔ اشعۃ اللمعات ص ۱۴۰ ج ۲

۳۔ مرقاۃ ص ۵۸۸ ج ۲ ۔

صلہ رحمی کی اہمیت بیان فرمائی ہے اس حدیث میں بھی فرمایا۔ رشتہ کو روز قیامت اللہ
تعالیٰ کا قرب خاص حاصل ہوگا رشتہ پکارے گا جس نے مجھے جوڑا اسے اللہ تعالیٰ اپنے
فضل وکرم سے جوڑے گا اور جس نے مجھے کاٹا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور کردے گا
اور اس پہ اپنا قہر وغضب نازل فرمائے گا۔ جس نے رشتے جوڑے اور خوف وخطرے کی چیز
سے رشتہ داروں کو بچایا اور دین و دنیا کے معاملات میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور
ان کا لحاظ رکھا تو اس نے رشتہ داری کا حق ادا کیا[1]

اس حدیث میں سب سے پہلے قرآن کا ذکر آیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حقوق سب سے
زیادہ اہم اور عظیم ہیں اور اس لئے بھی کہ قرآن امانت اور صلہ رحمی پر مشتمل اور ان کے
حقوق کی ادائیگی کا مُبلّغ ہے قرآن کے بعد امانت کا تذکرہ کیا گیا کیونکہ امانت صلہ رحمی سے
بڑھ کر ہے اور اس لئے بھی کہ امانت رشتہ کے حق کی ادائیگی کو حاوی ہے اور پھر الگ سے
صلہ رحمی کی تصریح بھی کی گئی باوجودیکہ قرآن اور امانت رشتہ کی رعایت وحفاظت کو شامل
ہیں یہ آگاہی دینے کے لئے کہ بندوں کے حقوق میں رشتہ کی رعایت سب سے زیادہ اہم
حق ہے[2]

## قرآن اور روزہ کی شفاعت قبول ہوگی

(۱۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ
یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ
الصِّیَامُ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہٗ
الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ بِالنَّھَارِ
فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَ یَقُوْلُ
الْقُرْاٰنُ رَبِّ مَنَعْتُہٗ
النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ

روزہ اور قرآن بندہ کے لئے شفاعت
کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب
میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے
روک رکھا تھا اس لئے اس کے حق میں
میری شفاعت قبول فرما اور قرآن کہے گا
اے میرے پروردگار میں نے اس کو رات
میں نیند سے روک رکھا تھا اس لئے اس

---

[1] مرقاۃ ۵۸۸ ج ۲ ۔ [2] ایضاً

فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ[1] کے حق میں میری شفاعت قبول فرما چنانچہ دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

قیامت کا دن کتنا خوفناک اور ہولناک ہوگا اس کا آج صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا ہر شخص نفسی نفسی پکار رہا ہوگا ایسے نازک وقت میں دو قسم کے لوگوں کے لئے دو عبادتیں شفاعت کریں گی روزہ روزہ دار کے لئے اور قرآن تلاوت کرنے والے کے لئے۔

دربار الٰہی جس کا حال دنیا کے کسی سلطنت اور اس کے دربار الٰہی کا سا نہ ہوگا بلکہ الملک یومئذ للہ پورا کا پورا اقتدار بادشاہی اس دن صرف اللہ ہی کو ہوگی۔ کوئی بلا اذن الٰہی دم مارنے والا نہ ہوگا ایسے دربار میں روزہ دار کیلئے روزہ عرض کریگا اے رب میں نے اس کیلئے دن میں کھانے پینے وغیرہ پر پابندی لگا رکھی تھی اور وہ خندہ پیشانی کیساتھ ان کا پابند رہا تھا اسلئے اے میرے پروردگار اسے بخش دے اور جنت کا نام رحمت فرمادے اسی طرح قرآن تلاوت کرنیوالے کیلئے بارگاہ الٰہی میں عرض کریگا اے میرے رب میں رات کی میٹھی نیند اس کیلئے حرام کردی تھی یہ راتوں کو جاگ کر میری تلاوت میں مشغول رہتا اس لئے اسے درگذر فرما اور جنت الفردوس اس کا مستقر کردے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں دونوں کی سفارش قبول ہوگی اور وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اس حدیث میں رات ہی میں تلاوت کئے جانے کا ذکر ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ رات ہی میں جو تلاوت کرے گا اس کی شفاعت ہوگی بلکہ دن میں بھی تلاوت کرنے والے کو شفاعت نصیب ہوگی ہاں اس میں شب بیداری کرکے تلاوت کرنے کی ترغیب ضرور موجود ہے۔

## تلاوت قرآن زمین کا نور اور آخرت کا سرمایہ ہے

(۱۷) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے کچھ اچھی باتیں بتایئے حضور نے فرمایا۔

عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللهِ — اللہ کا تقویٰ اختیار کرلو کیونکہ وہی
فَإِنَّهُ رَأْسُ الْأَمْرِ كُلِّهِ — سارے معاملات کی اصل ہے میں نے
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ — عرض کیا یارسول اللہ مزید ارشاد فرمایئے

---

[1] الترغیب والترہیب ص ۱۷۰ ج ۲ احمد، کتاب الجوع از ابن ابو الدنیا، معجم کبیر از طبرانی وحاکم

| | |
|---|---|
| زِدْنِي قَالَ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ نُوْرٌ لَكَ فِي الْأَرْضِ وَذُخْرٌ لَكَ فِي السَّمَاءِ ۔[1] | حضور نے فرمایا قرآن کی تلاوت کا التزام کرو۔ یقیناً یہ تمہارے لئے زمین میں نور ہے اور آسمان میں تمہارے لئے ذخیرہ و سرمایہ ہے۔ |

تمام عبادات کا مقصود اللہ تعالیٰ کا تقویٰ پیدا کرنا ہے اگر انسان کے اندر اللہ کا تقویٰ پیدا ہو جائے تو اس کے تمام معاملات درست ہو سکتے ہیں، اس کی دنیا بھی سدھر سکتی ہے اور آخرت بھی سنور سکتی ہے تقویٰ کا معنی کیا ہے اس میں مفسرین اور شارحین کے بہت سے اقوال ہیں یہاں صرف ایک قول پر اکتفار کیا جاتا ہے۔

ہر آن اور ہر کام میں اللہ کا خوف دامن گیر رہے اسی کا نام تقویٰ ہے۔ تقویٰ کی اہمیت اور فضائل سے قرآن و احادیث بھرے پڑے ہیں۔ اس حدیث میں بھی فرمایا گیا کہ تقویٰ تمامی معاملات کی بنیاد اور اصل ہے حدیث کے دوسرے حصہ میں قرآن کے برکات و فضائل بیان کئے گئے ہیں کہ تلاوت قرآن ایک ایسی عبادت ہے کہ اس کا التزام کرنے والا جب تک اس دنیا میں سانس لے رہا ہے اس وقت تک کے لئے بھی یہ نور ہے اور جب دنیا سے رخصت ہو کر عالم آخرت میں پہونچے گا تو وہاں کے لئے یہ ایک سرمایہ ہوگا۔

حافظ منذری نے الترغیب والترہیب، کے باب فضائل القرآن میں حدیث کا اتنا ہی حصہ نقل کیا ہے یہ ایک لمبی حدیث ہے ابن حبان نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں پوری حدیث روایت کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے اس حدیث میں چند اہم افادی پہلو ہیں اس لئے پوری حدیث کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے (آسمانی) صحیفے کیا تھے حضور نے فرمایا وہ سب کے سب امثال تھے اس قسم کی اس میں تمثیلیں تھیں اے مغرور مبتلائے آزمائش تسلط والے بادشاہ میں نے تم کو اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ تم بعض دنیا کو بعض کے ساتھ سمیٹتے چلے جاؤ (قیمتی اموال، زر و سیم اور جواہر کو جمع

---

[1] الترغیب والترہیب ص ۱۶۶ ج ۲ ابن حبان۔

کرتے چلے جاؤ) لیکن میں نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تم مظلوم کی بد دعا مجھ تک نہ پہنچنے دو۔ کیونکہ میں اس کی بد دعا کو رد نہیں کرتا گو وہ کسی کافر ہی سے کیوں نہ ہو۔ عقلمند کی کی عقل و خرد اگر کام کر رہی ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اوقات کے تین حصے ہوں ایک میں اپنے رب سے مناجات کرے اس میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور ایک وقت میں اللہ تعالیٰ کی صنعت اور کاریگری پر غور و فکر کرے ایک وقت میں اپنے کھانے پینے وغیرہ کی ضروریات پوری کرے اور دانشمند کے لئے لازم ہے کہ تین ہی (مقاصد) کے لئے سفر کرے آخرت کے توشہ کے لئے یا معاش کے بندوبست کے لئے یا غیر محرم میں لذت (نکاح) کے لئے اور خردمند کے لئے ناگزیر ہے کہ اپنے زمانہ سے واقف و باخبر ہو اور اپنے حال پر متوجہ ہو اپنی زبان کی حفاظت کرنے والا ہو اور اپنی بات کا اپنے عمل سے محاسبہ کرنے والا ہو باتیں کم کرے لایعنی باتیں نہ کرے صرف مقصد کی باتیں کرے۔"

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تھا حضور نے فرمایا پورے صحیفے عبرت کے ذخیرہ تھے (مثلاً) مجھے اس شخص پر حیرت ہے جسے موت کا یقین ہے پھر خوش ہو رہا ہے مجھے اس شخص پر حیرت ہے جسے جہنم پر یقین ہو پھر ہنس رہا ہو مجھے اس شخص پر تعجب ہے جسے تقدیر کا یقین ہے پھر تھک رہا ہے مجھے اس شخص پر بھی تعجب ہے جس نے دنیا اور اس کا اہل دنیا کے ساتھ انقلاب اور تبدیلی دیکھی پھر اس دنیا سے مطمئن ہو گیا مجھے اس شخص پر حیرت ہے جس نے کل کے حساب کا یقین حاصل کیا پھر وہ عمل نہیں کر رہا ہے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ اچھی باتیں بتائیے حضور نے فرمایا۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرلو کیونکہ وہی تمام معاملات کی اصل ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزید ارشاد فرمائیے حضور نے فرمایا۔ تلاوت قرآن اور ذکر خدا کا التزام کرو اس لئے کہ یہ زمین میں نور اور آسمان کا ذخیرہ اور سرمایہ ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور فرمائیے حضور نے فرمایا زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ دل کو مردہ کرتا ہے اور چہرہ کے نور کو ختم کرتا ہے میں نے حضور سے مزید درخواست کی تو حضور نے فرمایا۔ فریضہ جہاد اختیار کرو اس لئے کہ یہ مری امت کی رہبانیت (تجرد برائے عبادت) ہے۔ میں نے عرض کیا

یارسول اللہ اور فرمایئے حضور نے فرمایا تم مسکینوں سے محبت کرو ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو میں نے عرض کیا یارسول اللہ اور فرمایئے حضور نے فرمایا اپنی حیثیت سے کم حیثیت والوں کو دیکھو اپنے سے اونچے طبقہ کو نہ دیکھو کیونکہ تمہارے لئے بہت مناسب یہ ہے کہ اللہ کی کوئی نعمت تمہاری نظر میں حقیر نہ ہو میں نے عرض کیا یارسول اللہ اور فرمایئے حضور نے فرمایا جو کمزوری تم اپنے اندر محسوس کرتے ہو اس پر دوسروں کو مطعون نہ کرو اور تم لوگوں سے اس بات پر ناراض نہ ہو جسے تم خود کرو اور تمہارا یہ بڑا عیب ہے کہ لوگوں کے عیوب پر تو تمہاری نظر ہو اور تم کو اپنا عیب نظر نہ آئے اور یہ بھی بڑے عیب کی بات ہے کہ تم لوگوں سے اس بات پر ناراض ہو جاؤ جس کے مرتکب تم خود ہوتے ہو پھر حضور نے اپنا دست مبارک میرے سینے پہ مارا اور فرمایا تدبیر سے بڑی کوئی عقل نہیں (غلط چیزوں سے باز آجانا ہی سب سے بڑا ورع و تقویٰ ہے خوش اخلاقی کی طرح کوئی فضل و کمال نہیں لہ

حدیث کو پھر پڑھ ڈالیں اور دیکھیں کہ حدیث کا ایک ایک ٹکڑا کتنا حکیمانہ، اہم اور راہبر ہے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کتنی مفید تعلیمات دی ہیں آج اگر ان کو اصول و رہنما بنا کر ان پہ عمل کیا جائے تو پھر کس قدر ہم دنیا و آخرت کو سدھا اور سنوار سکتے ہیں اور ہر طرح کی سعادتوں اور رفیع ترمنزلوں سے کس قدر بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔

## اندرونِ نماز تلاوت قرآن سب سے افضل ہے

(۱۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ فِی الصَّلٰوۃِ اَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ فِیْ غَیْرِ الصَّلٰوۃِ وَقِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ فِیْ غَیْرِ الصَّلٰوۃِ اَفْضَلُ مِنَ التَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ وَالتَّسْبِیْحُ اَفْضَلُ

نماز کے اندر قرآن پڑھنا نماز سے باہر قرآن پڑھنے سے افضل ہے اور نماز سے باہر قرآن پڑھنا تسبیح و تکبیر سے افضل ہے۔ اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ

---

لہ مرقاۃ ص ۲۰۷ ج ۲۔

| | |
|---|---|
| مِنَ الصَّدَاقَةِ وَالصَّدَقَةُ | روزہ سے افضل ہے۔ اور |
| اَفْضَلُ مِنَ الصَّوْمِ وَ | روزہ جہنم سے بچنے کی ڈھال |
| الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ ؎۱ | ہے۔ |

نماز میں قرآن پڑھنا خارج نماز قرآن پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ تلاوت دوسری عبادت سے مل جاتی ہے یا اس لئے کہ نماز میں تلاوت ادب سے قریب تر اور حضوری کے مناسب تر ہے ؎۲

اور خارج نماز تلاوت کرنا تسبیح و تکبیر سے افضل ہے گویہ نماز کے اندر ہی کیوں نہ ہوں اس لئے کہ تسبیح و تکبیر اور تہلیل سبھی قرآن کے جزء ہیں یہی وجہ ہے کہ علماء نے نماز کے قیام کو رکوع و سجود سے افضل بتایا ہے کیونکہ قیام ہی میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے ؎۳

تسبیح و تکبیر صدقہ اور راہ خدا میں مال خرچ کرنے سے بہتر ہے احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر راہ خدا میں سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے اس سلسلے میں احادیث بکثرت آئی ہیں انہیں میں سے یہ حدیث بھی ہے۔

علامہ ملا علی قاری دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ تمام عبادات اور بھلائیوں کا مقصد ذکر الٰہی ہے ؎۴

اور فرمایا گیا صدقہ روزہ سے افضل ہے علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں اس حدیث میں روزہ سے مراد روزۂ نفل ہے۔ صدقہ روزہ سے افضل اس طرح ہوا کہ صدقہ اور انفاق سے دوسروں کو بھی نفع پہونچتا ہے اور روزہ کا جتنا اجر و ثواب ہے وہ سب روزہ دار ہی کے لئے ہے۔ اسی لئے بعض نے کہا ہے کہ روزہ کا فائدہ صرف اسی صورت میں برآمد ہو سکتا ہے جب روزہ رکھنے سے جو غذا بچ سکی ہے اسے صدقہ کر دیا جائے ورنہ اس کا کیا فائدہ کہ کوئی خود ہی کھانے سے باز رہے اور وہی کھانا خود ہی کھا جائے ؎۵

---

؎۱ مشکوٰۃ ص ۱۸۸ شعب الایمان از بیہقی۔ ؎۲ مرقاۃ ص ۶۰۲ ج ۲۔

؎۳ اشعۃ اللمعات ص ۱۵۰ ج ۲۔ ؎۴ مرقاۃ ص ۶۰۲ ج ۲۔

؎۵ مرقاۃ ص ۶۰۳ ج ۲۔

روزہ کی فضیلت میں بخاری کی ایک حدیث قدسی ہے، انسان کے ہر عمل کا ثواب دس سے سات سو گنے تک بڑھایا جاتا ہے لیکن روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا ان دونوں روایتوں کے درمیان بظاہر تعارض و تصادم معلوم ہوتا ہے۔
علامہ طیبی نے دونوں کے درمیان مطابقت پیدا کی ہے وہ لکھتے ہیں جب نفس عبادت کو دیکھا جائے گا تو نماز صدقہ سے افضل اور صدقہ روزہ سے افضل ہوگا۔ اور جب ان کی خاصیت اور اثر پر نگاہ ڈالی جائے گی تو روزہ افضل ہوگا۔ روزہ دنیا کے اندر خواہشات اور مکر شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ ہے اور آخرت میں جہنم سے حفاظت کا سامان ہوگا۔
اب اس نقطۂ نظر سے دیکھئے کہ سب سے افضل نماز کے اندر تلاوت پھر نماز کے باہر تلاوت کا درجہ اس کے بعد تسبیح و تکبیر پھر صدقہ اور ان سب کے بعد روزہ اور روزہ کی فضیلت کا وہ حال ہے جو حدیث قدسی میں بیان کیا گیا تو پھر تلاوت قرآن کی فضیلت اور اس کا اجر و ثواب کیا کچھ ہوگا اس کا اندازہ کچھ اسی سے کیا جاسکتا ہے۔

## قرآن دیکھ کر تلاوت کرنا افضل ہے

(۱۹) حضرت عثمان بن عبداللہ بن اوس ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دادا سے روایت کی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةُ الرَّجُلِ الْقُرْاٰنَ فِيْ غَيْرِ الْمُصْحَفِ اَلْفُ دَرَجَةٍ وَقِرَاءَتُهٗ فِي الْمُصْحَفِ تُضَعَّفُ عَلٰى ذٰلِكَ اِلٰى اَلْفَيْ دَرَجَةٍ[۱]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کا قرآن دیکھے بغیر پڑھنا ایک ہزار درجہ رکھتا ہے اور اس کا قرآن دیکھ کر پڑھنا اس سے بڑھ کر دو ہزار تک پہونچ جاتا ہے۔

قرآن دیکھ کر پڑھنے میں دوگنا ثواب ہے۔ علامہ طیبی اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ قرآن کا دیکھنا اس کا اٹھانا، اس کا چھونا، قرآن پر غور و فکر کے موقع کا فراہم ہونا اور اس کے معنی و مفہوم کا سمجھنا ان سب کی وجہ سے اس کا دوگنا ثواب ہے[۲]

---

[۱] مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۹/۱۸۹ شعب الایمان از بیہقی۔ [۲] مرقاۃ صفحہ ۶۰۳ ج ۲

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ قرآن کا دیکھنا عبادت ہے[۱] حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ اتنی زیادہ تلاوت فرماتے تھے کہ آپ سے دو قرآن پھٹ گئے تھے[۲]

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جامع قرآن حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حافظ ہونے کے باوجود قرآن دیکھ کر پڑھنے کو ترجیح دیتے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی دو گنے ثواب کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ دیکھ کر پڑھنے میں دو عبادتیں جمع ہو جاتی ہیں ایک قرآن کا پڑھنا اور دوسرے قرآن کا دیکھنا[۳]

اسی وجہ سے ایک جماعت کا پسندیدہ مسلک یہ ہے کہ قرآن دیکھ کر پڑھنا مطلقاً افضل ہے، دوسرے لوگوں نے یہ کہا ہے کہ حفظ سے پڑھنا مطلقاً افضل ہے ان کی دلیل حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمل ہے۔ حضور حفظ سے قرآن پڑھتے تھے، علامہ نووی نے فرمایا ہے کہ یہ حکم مطلقاً نہیں ہے بلکہ اگر دیکھ کر پڑھنے کے مقابلہ میں حفظ سے پڑھنے والے کو غور و فکر اور اطمینان قلب زیادہ حاصل ہو تو حفظ سے پڑھنا ہی افضل ہے اور اگر دونوں صورتوں میں غور و فکر اور دل جمعی برابر رہتی ہو تو قرآن دیکھ کر پڑھنا افضل ہے[۴]

علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں اس بارے میں حق بیچ کی راہ ہے جس صورت میں خشوع و خضوع، تدبر اور اخلاص زیادہ پیدا ہو وہی افضل ہے ورنہ دیکھ کر پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ دیکھ کر پڑھنے میں غور و فکر کے مواقع نسبتاً زیادہ حاصل ہوتے ہیں[۵]

## تلاوتِ قرآن اور یادِ موت دلوں کے زنگ کا علاج ہے

(۲۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ — بیشک دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہے کو زنگ لگ

---

[۱] اشعۃ اللمعات صـ۱۵۱ ج ۲ [۲] اللمعات

[۳] فتح الباری۔ [۴] اشعۃ اللمعات صـ۱۵۱ ج ۲

[۵] مرقاۃ صـ۲۰۳ ج ۲۔

اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جِلَاءُهَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ[1]

جاتا ہے جب اسے پانی لگ جائے عرض کیا گیا ان کی صفائی کس سے ہوتی ہے فرمایا موت کا کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا۔

قرآن حکیم میں ہے۔

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ[2]

ان کے دلوں پر ان کے کرتوتوں نے زنگ چڑھا دی ہے۔

جب دل خواہشات میں ڈوب جاتے ہیں اور طرح طرح کے گناہ کرنے لگتے ہیں اور وہ اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں اور اپنا مقصد زندگی فراموش کر جاتے ہیں تو ان کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ ان پر تہہ بتہہ زنگ چڑھ جاتی ہے اور یہ زنگ پورے جسم کے فساد کا سبب بن جاتی ہے۔ جیسا کہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں فرمایا۔" جسم میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہوتا ہے تو پورا جسم درست ہوتا ہے۔ اور اگر وہ خراب ہو جاتا ہے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ سن لو یہ ٹکڑا دل ہے" ایک اور موقع پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔" بلاشبہ مؤمن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ ہو جاتا ہے۔ پھر اگر وہ توبہ و استغفار کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو اس کا دل قلعی کی طرح صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ گناہ اور زیادہ کرتا ہے تو وہ نقطہ بڑھ جاتا ہے۔ اس حد تک کہ اس کا دل اس سے ڈھک جاتا ہے اسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں" ران" کہا ہے۔ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ[3]

اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس زنگ کا علاج اور اس کی صفائی کی دوا دریافت کی کیونکہ انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ اگر دل زنگ آلود ہوں گے تو ان میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات اور انوار کا عکس کیسے آسکے گا انہوں نے عرض کیا حضور

---

[1] مشکوٰۃ صـ ۱۸۹ شعب الایمان از بیہقی۔ [2] مطففین ۱۴

[3] ترمذی۔ نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

ان دلوں کی صفائی اور شفافی کیسے ہوگی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا موت کو خوب خوب یاد کرنے سے ہوگی، موت ایک خاموش واعظ ہے، ہر قدم اور ہر موڑ پر رشد وصلاح کا درس دیتی ہے پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی تلقین کرتی ہے۔ غلط روی اور خواہشات نفسانی میں گرفتار ہونے سے روکتی ہے، دوسری مشہور حدیث میں حضور نے فرمایا اَکْثِرُوْا ذِکْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ[۱] تم لذتوں کو ختم کر دینے والی (موت) کو خوب یاد کرو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا[۲] | جس نے موت و زندگی پیدا کی تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کون عمل میں بہتر ہے۔ |

اس کی ایک تفسیر یہ کی گئی ہے "تم میں کا کون سب سے زیادہ موت کو یاد کرنے والا ہے[۳]۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ خالق کائنات نے موت و زندگی اس لئے پیدا کی کہ تم سے امتحان لے کہ تم میں سے کون لوگ موت کو زیادہ یاد کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے اچھے عمل کرنے اور برے عمل سے بچتے ہیں۔

حضور نے دل کی صفائی کے لئے دوسری دوا تلاوت قرآن تجویز فرمائی اس میں کیا شبہ کہ قرآن بولتا ہوا واعظ ہے۔ قرآن کا لفظ لفظ صحیح راستہ پر چلنے اور غلط روی سے باز رہنے کا سبق دیتا ہے۔ جگہ جگہ قرآن اچھائیوں کا حکم دیتا اور برائیوں سے روکتا ہے، دوسرے موقع پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم میں دو (ودو شر) منع کرنے والی چیزوں کو چھوڑا ایک بولنے والی اور دوسری خاموش رہ کر منع کرنے والی، بولنے والی چیز قرآن ہے اور خاموشی سے آگاہی دینے والی) چیز موت ہے یہ دونوں ایسے واعظ ہیں کہ ایک چپ چاپ رہ کر وعظ کہتا ہے دوسرا اپنے لفظ لفظ سے درس ونصیحت پیش کرتا ہے اور انہیں دونوں سے دل کا زنگ دور ہوتا اور وہ

---

۱؎ مرقاۃ ص ۲۰۳ ج ۲ - ۲؎ ملک آیت ۲ پ ۲۹

۳؎ مرقاۃ ص ۲۰۳ ج ۲ -

صاف وشفاف ہوتا ہے یہی دونوں انسان کے دل کو صاف شفاف نکھرا ہوا آئینہ بنا سکتے ہیں تاکہ ایک مؤمن کے دل میں انوار و تجلیات الٰہی کا عکس اتر سکے۔

## قرآن کی شفاعت قبول ہوگی

(۲۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَلْقُرْاٰنُ شَافِعٌ مُّشَفَّعٌ وَمَاحِلٌ مُّصَدَّقٌ مَنْ جَعَلَهٗ اَمَامَهٗ قَادَهٗ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهٗ خَلْفَ ظَهْرِهٖ سَاقَهٗ اِلَى النَّارِ ۔ لہ

قرآن شفاعت کرنے والا ہے اس کی شفاعت قبول ہوگی اور مخالفت بھی کرنے والا ہے اس کی مخالفت بھی سنی جائے گی جو شخص اسے اپنا پیشوا بنائیگا اس کو وہ جنت میں لے جائے گا اور جو اسے پس پشت ڈالے گا اس کو وہ جہنم میں پہونچائے گا۔

قرآن کی کماحقہ جس نے قدر کی اس کی تلاوت کی اس کے آداب ملحوظ رکھے عمل کے میدان میں اس نے اس کو اپنا راہبر بنایا اور اس کی تعلیمات واحکام پہ پورے طور سے عمل پیرا ہوا ایسے شخص کی قرآن شفاعت کرے گا نہ صرف یہ کہ شفاعت کرے گا بلکہ ایسی مؤثر شفاعت کرے گا کہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جس نے قرآن سے بے اعتنائی برتی، اسے پس پشت ڈال دیا، اس سے کوئی تعلق نہ رکھا نہ اس کی تلاوت سے دلچسپی رکھی نہ اس کی تعلیمات واحکام پر عمل کیا ایسے شخص کو قرآن چھوڑے گا نہیں اسے جہنم رسید کرے گا۔ جیسا کہ اس سے پہلے گذر چکا کہ قرآن بندہ کے حق میں جنگ کرے گا یا اس کے خلاف معرکہ آرا ہوگا۔

طبرانی کی روایت میں بھی ہے۔" اَلْقُرْاٰنُ شَافِعٌ مُّشَفَّعٌ " قرآن مقبول شفاعت کرنے والا ہے۔ مسلم کی یہ روایت گذر چکی کہ تم قرآن پڑھو اس لئے کہ یہ قیامت کے دن اپنی تلاوت کرنے والے کے لئے شفیع بن کر آئے گا۔

---

لہ الترغیب والترہیب ص۲۲۶ ج۲۔ حاکم وابن حبان۔

ان احادیث کی روشنی میں یہ بات بالکل آئینہ ہو گئی کہ قرآن ایک زبردست مؤثر اور قابل قبول شفاعت کرے گا۔

## حافظ قرآن اپنے گھر کے دس افراد کی شفاعت کرے گا

(۲۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَظْهَرَهٗ فَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهٗ فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُمُ النَّارُ ۔ؔ | جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کیا پھر اس کے حلال کو حلال سمجھا اور اس کے حرام کو حرام سمجھا اللہ اس کو اس کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائیگا اور اس کی شفاعت اس کے گھر کے ایسے دس افراد کے حق میں قبول کرے گا جن کے لئے جہنم لازم ہو چکی تھی۔ |

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس نے قرآن پڑھا پھر اس کا حافظ ہو گیا وہ خود بھی جنت میں جائے گا اور اپنے گھر کے دس افراد کو بھی جنت میں لے جائے گا۔

ابن ماجہ کی روایت ہے۔

| | |
|---|---|
| مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَحَفِظَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَ شَفَّعَهٗ فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ كُلُّهُمْ قَدِ اسْتَوْجَبَ النَّارَ ۔ؔ | جس نے قرآن پڑھ کر اسے حفظ کیا اسے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کی شفاعت اس کے گھر کے ایسے دس افراد کے حق میں قبول کریگا جو جہنم کے سزاوار ہو چکے تھے۔ |

ایک اور حدیث میں فرمایا گیا۔

---

لہ الترغیب والترہیب ص ۱۷۲ ج ۳۔ ابن ماجہ وترمذی ص ۱۳۱ ج ۲ مشکوٰۃ ص ۱۸۷ احمد ودارمی۔
ؔ ص ۱۹ باب من تعلم القرآن وعلمہ،

| | |
|---|---|
| اِحْفَظُوا الْقُرْاٰنَ | تم قرآن حفظ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ |
| فَاِنَّ اللّٰہَ لَایُعَذِّبُ | اس دل کو جہنم کا عذاب نہ دے گا جس |
| بِالنَّارِ قَلْبًا وَعَی الْقُرْاٰنَ[1] | نے قرآن حفظ کیا ہو۔ |

علامہ ملا علی قاری نے فَاسْتَظْهَرَ کا دوسرا معنی یہ تحریر کیا ہے کہ اس نے قرآن پڑھ کر اس سے تعاون حاصل کیا یا یہ کہ اس کے معاملہ میں محتاط رہا اور اس کی نگہداشت اور اس پر عمل کرنے میں پوری دلچسپی لی[2] مفہوم یہ ہے کہ جو قرآن پڑھ کر اس کا حافظ ہو گیا اور اس سے توانائی حاصل کی اور دین کے معاملہ میں اس سے تعاون کیا ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ پہلے پہل جنت میں داخل بھی کرے گا اور اس کے گھر کے دس ایسے افراد کے حق میں اس کی شفاعت بھی قبول کرے گا جو جہنم کے سزاوار ہو چکے تھے۔

آپ غور کیجیے حافظ قرآن یا اس کے ساتھ پوری دلچسپی اور شغف رکھنے والے کو یہ کتنا عظیم اعزاز حاصل ہوگا کہ پہلے ہی جنت میں داخلہ بھی ملے گا اور اس سے اس کے گھر کے دس ایسے افراد کی شفاعت قبول کی جائے گی جن کے لئے جہنم ناگزیر ہو چکی تھی آج جو حضرات بدقسمتی سے حفظ قرآن کی قدرت و استطاعت نہیں رکھتے یا اس کو پڑھ کر اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی استعداد نہیں رکھتے کیا وہ اپنے خاندان ہی سے کچھ ایسے افراد کو اس کام کے لئے وقف کر سکتے ہیں جو اپنی بھی اور ان کی بھی نجات و مغفرت کے سامان بن سکیں۔ حفاظ کرام کے اور بھی بہت سے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

ایک حدیث میں فرمایا گیا: جسے اللہ تعالیٰ نے حفظ قرآن کی نعمت عطا فرمائی پھر اس نے یہ خیال کیا کہ کسی کو اس سے بہتر کوئی چیز ملی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی سب سے بہتر نعمت کے بارے میں غلط خیال قائم کیا[3]

---

[1] شرح السنہ ص ۴۳۶ ج ۴ از محی السنہ فراء البغوی۔
[2] مرقاۃ ص ۵۹۴ ج ۲۔
[3] کنز العمال ۱۳۹ ج ۱ تاریخ بخاری و شعب الایمان از بیہقی

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا، جب حافظ قرآن مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ تو اس کے گوشت (و پوست) نہ کھانا زمین عرض کرتی ہے۔ میرے معبود! میں اس کا گوشت کیسے کھا سکتی ہوں جبکہ اس کے شکم میں تیرا کلام موجود ہے۔[1]

ایک اور حدیث میں فرمایا گیا قرآن کے حفاظ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں جو ان سے دشمنی کرے گا وہ گویا اللہ سے دشمنی کرے گا اور جو ان سے دوستی کرے گا وہ گویا اللہ تعالیٰ سے دوستی کرے گا۔[2]

مذکورہ شفاعت والی حدیث سے حافظ قرآن اور اس سے شغف رکھنے والے کی جہاں ایک زبردست فضیلت ثابت ہوتی ہے وہیں ان باطل فرقوں کا رد بھی ہوتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کرنے والے کے حق میں شفاعت نہ ہوگی شفاعت صرف ترقی درجات کے لئے ہوگی۔

علامہ طیبی لکھتے ہیں۔

فِيْهِ رَدٌّ عَلٰى مَنْ زَعَمَ اَنَّ الشَّفَاعَةَ اِنَّمَا تَكُوْنُ فِيْ رَفْعِ الْمَنْزِلَةِ دُوْنَ حَطِّ الْوِزْرِ بِنَاءً عَلٰى مَا افْتَرَوْهُ اَنَّ مُرْتَكِبَ الْكَبِيْرَةِ يَجِبُ خُلُوْدُهٗ فِي النَّارِ وَلَا يُمْكِنُ الْعَفْوُ عَنْهُ[3]

اس حدیث میں ان کا رد ہے جن کا خیال ہے کہ شفاعت صرف درجہ بلند کرنے کے لئے ہوگی گناہ اتارنے کے لئے نہ ہوگی اس بنیاد پر جو انہوں نے غلط طریقے سے بنا رکھی ہے کہ مرتکب کبیرہ کے لئے ہمیشہ جہنم میں رہنا ناگزیر ہے اسے معاف نہیں کیا جاسکتا ہے۔

---

[1] کنز العمال ص ۱۳۹ ج ۱ دیلمی بروایت حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[2] کنز العمال ص ۱۳۰ ج ۱ مسند الفردوس از دیلمی و ابن نجار بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

[3] مرقاۃ ص ۵۹۵ ج ۲۔

اوپر کی حدیث میں صاف فرمایا گیا کہ حافظ قرآن ان گنہگاروں کی شفاعت کرے گا جن کے لئے جہنم لازم ہو چکی ہوگی اور ظاہر ہے کہ معمولی گناہوں سے وہ جہنم کے سزاوار نہ ہوئے ہوں گے۔

## تلاوتِ قرآن اور اس کا اہتمام کرنے والا مشک کی طرح ہے

(۲۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ فَاقْرَءُوْهُ فَاِنَّ مَثَلَ الْقُرْاٰنِ لِمَنْ تَعَلَّمَ فَقَرَأَ وَقَامَ بِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكًا تَفُوْحُ رِيْحُهٗ كُلَّ مَكَانٍ وَ مَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهٗ فَرَقَدَ وَهُوَ فِيْ جَوْفِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ اُوْكِيَ عَلٰى مِسْكٍ۔[۱]

(لوگو) تم قرآن کی تعلیم حاصل کرو اور اس کو پڑھو اس لئے کہ قرآن کی مثال اس شخص کے لئے جو اس کی تعلیم حاصل کرتا پھر اسے پڑھتا اور اس کا اہتمام کرتا ہے اس تھیلی کی سی ہے جو مشک سے بھری ہو جس کی خوشبو ہر طرف پھیل رہی ہو اور اس شخص کی مثال جو اس کی تعلیم حاصل کرتا پھر اس سے (غافل ہو کر) سو جاتا ہے اس طرح کہ قرآن اس کے سینے میں ہوتا ہے اس تھیلی کی طرح ہے جس کی مشک (تھیلی کے منہ) کو بند کر دیا گیا ہو۔

جو شخص قرآن کا علم حاصل کرتا پھر اس کی تلاوت کرتا اور رات کی نماز تہجد وغیرہ میں اسے پڑھتا ہے ایسے قرآن کی مثال ایک مشک سے بھری ہوئی تھیلی کی سی ہے جس کی خوشبو ہر طرف پھیلتی ہوتی ہے اور اس شخص کی مثال جو اس کی تعلیم حاصل کرتا پھر غافل ہو کر رات کو سوتا ہے اور قرآن اس کے سینے میں محفوظ ہوتا ہے مشک

---

[۱] مشکوٰۃ ص۱۸۴ الترمذی ص۱۱۲ ج۲ ۔ نسائی و ابن ماجہ ص۱۱۹ ج۲

کی اس تھیلی کی طرح ہے جس کا منہ بند کر دیا گیا ہو۔

علامہ ملا علی قاری وغیرہ نے اس کا وہ مفہوم بتایا ہے جو ترجمہ سے ظاہر ہے یعنی جو شخص قرآن کی تعلیم حاصل کرتا پھر پابندی کے ساتھ اس کی تلاوت کرتا اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے ایسے شخص کے لئے قرآن ایک مشک کی کھلی ہوئی تھیلی کی مانند ہے جس کی خوشبو ہر طرف پھیل رہی ہو اس سے ہر شخص فیضیاب اور مستفید ہو رہا ہو اور جو اس کا علم حاصل تو کرتا ہے مگر اس کے مطابق عمل اور اس کی تلاوت سے غافل رہتا ہے اس کا حال مشک کی بند تھیلی کا سا ہے۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ جس نے قرآن کا علم حاصل کر لیا اس کو دنیا کی نہایت قیمتی اور عمدہ خوشبو مشک کی تھیلی ہاتھ آ گئی اب اگر وہ اس کا اہتمام کرتا ہے، اس کی ہمیشگی کے ساتھ تلاوت کرتا اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے تو اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہونچ سکتا ہے اور اگر وہ اس سے دلچسپی نہ رکھے تب بھی اس کے پاس مشک کا سرمایہ تو محفوظ ہی رہتا ہے، یہ بھی ایک تمثیل ہے ورنہ دنیا میں اگر مشک سے بھی کوئی قیمتی اور عمدہ خوشبو پائی جاتی ہو اس سے بھی قرآن کا علم اور اس کی تلاوت کہیں بڑھ کر ہے اس لئے کہ کوئی بھی خوشبو ہوگی وہ ایک حد تک ہوگی اور ختم ہونے والی ہوگی لیکن قرآن کا علم، اس کی تلاوت کے اجر و ثواب کی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی انتہا اور نہ اس کے لئے زوال و فنا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں قرآن کی تعلیم کا حکم فرمایا ہے۔" ابو محمد جوینی نے کہا ہے قرآن کا علم حاصل کرنا اور اس کی تعلیم دینا فرض کفایہ ہے تاکہ قرآن کے سلسلے میں اب تک جو تواتر، کثرت حفظ اور تعلیم و تعلم کی بہتات و فراوانی اور تسلسل رہا ہے یہ ختم نہ ہو سکے اور تبدیل و تحریف کا دروازہ ہمیشہ ہی کے لئے بند رہے۔

علامہ زرکشی نے فرمایا ہے جب کسی شہر یا بستی میں قرآن کی تلاوت کرنے والا کوئی نہ ہو تو سب گنہگار ہوں گے۔ علامہ ملا علی قاری زرکشی کے قول کی تشریح لکھتے ہیں کہ زرکشی کے کلام سے ظاہر یہ ہے کہ ہر شہر اور بستی کے اندر کسی نہ کسی کو ایسا ضرور ہونا چاہیے جو قرآن

---

لہ اشعۃ اللمعات ص ۱۴۵ ج ۲ ۔ لہ مرقاۃ ص ۵۹۵ ج ۲۔

کی تلاوت کرسکے کیونکہ قرآن کے کچھ حصہ کا علم حاصل کرنا سب کے لئے فرضِ عین ہے۔ (ورنہ نماز میں پڑھیں گے کیا) اس لئے جب وہاں کوئی قرآن پڑھنے والا نہ پایا جائے گا تو سبھی گنہگار ہوں گے اور تواتر کی تعداد بھی صرف اسی صورت میں حاصل ہوگی جسے زرکشی نے بتایا ہے ورنہ تمام اہلِ شہر کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم حاصل کرنا ہمارے لئے فرض نہیں اور یہ بات پوری دنیا کے فساد کا باعث ہوسکتی ہے۔

علامہ نووی کے قول سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے علاوہ اور قرآن یاد کرنے میں مصروف ہونا نفل نماز سے بہتر ہے اس لئے کہ اس کا یاد کرنا فرضِ کفایہ ہے بعض متاخرین نے بھی فتویٰ دیا ہے کہ قرآن کا حفظ کرنا دوسرے علوم جو فرضِ کفایہ ہیں ان میں مشغول ہونے سے افضل ہے[1]

## قابلِ رشک صرف دو شخص قرآن سے شغف رکھنے والا اور راہِ خدا میں خرچ کرنے والا

(۲۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ یَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ یُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ[2]

رشک صرف دو شخصوں پر ہوسکتا ہے ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا تو وہ رات کے اوقات اور دن کے لمحات میں اس کا اہتمام کرتا ہے (اس کو نماز میں کھڑا ہوکر پڑھتا یا اس کی تبلیغ و تعلیم میں معروف رہتا ہو) اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا تو وہ اس سے رات دن کے لمحات و اوقات میں خرچ کرتا ہے۔

---

[1] مرقاۃ ص ۵۹۵ ج ۲۔

[2] مشکوٰۃ ص ۱۸۴ - البخاری ص ۷۵۱ ج ۲۔ ومسلم ص ۲۷۲ ج ۱

کسی کی نعمت دیکھ کر جو اس کے زوال نعمت اس سے چھن جائے یا ختم ہو جائے اسے حسد کہا جاتا ہے یہ ایک ناپسندیدہ خصلت ہے قرآن اور احادیث میں اسے گناہ اور ناجائز بتایا گیا ہے اس کے ناجائز ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔ اسی طرح کی دوسری خصلت رشک ہے، کسی شخص کا کسی اور شخص کی کوئی نعمت دیکھ کر آرزو کرنا کہ وہ نعمت اسے بھی مل جائے اسے رشک کہتے ہیں۔ رشک جائز ہے دنیاوی نعمت پر رشک مباح اور جائز ہے اور طاعت یا کسی دینی نعمت پر رشک مستحب ہے۔

علامہ میرک فرماتے ہیں حسد کی دو قسمیں ہیں، حقیقی، مجازی۔

صاحب نعمت سے نعمت ختم ہونے کی آرزو کرنا حقیقی حسد ہے یہ صحیح اور صریح نصوص اور باجماع مسلمین حرام ہے۔

مجازی حسد رشک کو کہتے ہیں کسی دوسرے کی نعمت دیکھ کر اس جیسی نعمت کے ملنے کی آرزو کرنا رشک کہلاتا ہے۔ اگر دنیا کی کسی چیز پر رشک ہو تو مباح اور اگر طاعت وعبادت پر رشک ہو تو مستحب ہے۔[1]

حدیث میں لفظ حسد استعمال کیا گیا ہے۔ اکثر شارحین اور علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد رشک ہے، حدیث کا مطلب یہ ہے کہ صرف دو شخصوں پر رشک لائق ستائش ہو سکتا ہے اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ رشک صرف انہیں دونوں میں منحصر ہے اسی وجہ سے علامہ مظہر نے فرمایا ہے کسی نعمت پر رشک کرنا مناسب نہیں۔ ہاں اگر وہ نعمت کوئی ایسی طاعت وعبادت ہو جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو تو اس پر رشک مناسب ہے جیسے قرآن کی تلاوت کرنا اور مال کا صدقہ کرنا اس طرح کی اور نیکیاں بھی۔[2]

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ قابل رشک دو طرح کے شخص ہیں۔ ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن جیسی سب سے عظیم دولت عطا فرمائی۔ پھر وہ اس کا اہتمام کرتا ہے اور شب وروز اس کی تلاوت کرتا ہے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتا ہے اس کی ہدایات کو اپنے لئے مشعل راہ بناتا ہے یا وہ شخص جسے قرآن کا علم حاصل ہوا وہ

---

[1] مرقاۃ ص ۵۷۶ ج ۲ [2] مرقاۃ ص ۵۷۷ ج ۲۔

وہ اسے رات و دن نماز میں پڑھنے کھڑا ہوتا ہو یا اس کی تعلیم و تبلیغ کرے، دوسرا وہ شخص لائق رشک ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال و ثروت عطا فرمایا ہو اور وہ اس کو دن رات اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے۔

حدیث کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اگر حسد جائز ہوتا تو ان دو شخصوں پر جائز ہوتا اس لئے کہ ان دونوں کو اتنا زبردست اجر و ثواب ملتا ہے کہ ایسے کو دیکھ کر کوئی جلتا تو وہ حق بجانب ہوتا۔

بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قابل رشک صرف دو شخص ہیں ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تو وہ رات و دن کے اوقات و لمحات میں اس کی تلاوت کرتا ہے جب اس سے اس کا پڑوسی سنتا ہے تو کہتا ہے کاش مجھے بھی اسی طرح ملا ہوتا جو فلاں کو ملا ہے تو میں اس کے جیسا عمل کرتا۔

دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا۔ پھر وہ اس کو حق کے سلسلے میں بے دریغ خرچ کرتا ہے یہ دیکھ کر کوئی شخص کہتا ہے کاش مجھے بھی اسی طرح ملا ہوتا جو فلاں کو ملا ہے تو میں بھی وہی کرتا جو وہ کر رہا ہے[1]

اس روایت سے واضح ہو گیا کہ پہلی حدیث میں حسد سے مراد رشک ہے اس میں متعدد الفاظ ایسے استعمال ہوئے ہیں جو رشک کے ہیں لیتنی اوتیت مثل ما اوتی فلان فعملت مثل ما یعمل۔ کاش مجھے بھی وہ ملا ہوتا جو فلاں کو ملا ہے تو میں بھی اس کے جیسا عمل کرتا گویا کوئی کسی عمل کرنے والے جیسا ہونے کی آرزو کر رہا ہے اور اسی کو رشک کہتے ہیں۔

## قرآن کی تلاوت کرنے والا فزع اکبر سے محفوظ ہوگا (۲۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

---

[1] الترغیب والترہیب ص ۱۸۶ ج ۲ بخاری ص ۷۵۱، ۷۵۲ ج ۲

| | |
|---|---|
| ثَلَاثَةٌ لَا يَهُولُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَلَا يَنَالُهُمُ الْحِسَابُ هُمْ عَلٰى كَثِيبٍ مِّنْ مِّسْكٍ حَتّٰى يُفْرَغَ مِنْ حِسَابِ الْخَلَائِقِ رَجُلٌ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَاَمَّ بِهٖ قَوْمًا وَهُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ وَدَاعٍ يَدْعُوْا اِلَى الصَّلَوٰتِ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَعَبْدٌ اَحْسَنَ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ رَبِّهٖ وَفِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ مَوَالِيْهِ۔[1] | تین ایسے (اشخاص) ہونگے جنہیں سب سے بڑی گھبراہٹ خوفزدہ نہ کرے گی اور نہ وہ حساب کی گرفت میں ہوں گے وہ لوگ تمام مخلوقات کے حساب سے فارغ ہونے تک مشک کے ایک اونچے ٹیلے پر ہوں گے ایک وہ شخص جس نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے قرآن پڑھا اور اس سے لوگوں کی امامت اس طرح کی وہ اس سے خوش رہے۔ دوسرا تبلیغ کرنے والا جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نماز کے لئے بلائے اور تیسرا وہ بندہ جس نے اپنے اور اپنے رب کے درمیان اور اپنے اور اپنے غلاموں کے درمیان عمدہ معاملہ کیا۔ |

روزِ قیامت عجیب حیرانی، پریشانی اور سراسیمگی اور خوف و ہراس کا عالم ہوگا ہر شخص کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ۔ ہر شخص کا ایسا حال ہوگا جو اس کو دوسرے سے بے نیاز کر دیگا قرآن حکیم نے اس دن کی منظر کشی بہت سی جگہوں پر بڑے اچھے انداز سے کی ہے ایک جگہ مجرم کی خواہش اس انداز میں پیش کرتا ہے۔

| | |
|---|---|
| يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ | مجرم آرزو کرے گا کاش وہ اس دن کے عذاب سے اپنی اولاد |

[1] الاوسط والصغیر والکبیر از طبرانی۔

يَوْمَئِذٍ بِبَنِيهِ وَ صَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ كَلَّا إِنَّهَا لَظَىٰ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ [١]

...اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور اپنے ... کنبے جس میں اس کی جگہ ہے اور تمام ... زمین والوں کے بدلے نجات پائے پھر ... (یہ سب کچھ) اسے بچالے ہرگز ایسا نہ ہو گا ... وہ تو بھڑکتی آگ کھال اتارنے والی ... اس کے لئے ہو گی۔

کہیں قرآن یہ نقشہ پیش کرتا ہے۔

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهْ هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ [٢]

اور جسے اس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا ہائے کاش مجھے میرا نامۂ اعمال نہ دیا گیا ہوتا اور میں نہ جانتا میرا حساب کیا ہے۔ ہائے کاش موت ہی قصہ ختم کر دیتی میرا مال مجھے کچھ کام نہ آیا اور میرا سارا زور جاتا رہا۔

سراسیمگی اور حیرانی کا عالم یہ ہو گا۔

يَقُولُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ [٣]

اس دن انسان کہے گا کہاں بھاگ کر جاؤں۔

حواس باختگی کا یہ حال ہو گا۔

يَوْمَ تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ [٤]

جس دن ہر دودھ پلاتی ماں اپنے بچے سے غافل ہو گی۔

ایک دوسرے سے بھاگ دوڑ کی قرآن تصویر کشی کرتا ہے۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ

جس دن انسان اپنے بھائی اور

---

[١] المعارج پ ٢٩ — [٢] الحاقہ پ ٢٩ آیت ٢٥ تا ٢٩

[٣] القیٰمۃ پ ٢٩ — [٤] الحج پ ١٧

| | |
|---|---|
| اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ | اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی |
| وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ [۱] | اور اپنی اولاد سے بھاگ رہا ہوگا۔ |

ایسے دن کے کرب و اضطراب، خوف و ہراس اور وحشت و سراسیمگی سے جو شخص بچ جائے وہ کتنا خوش نصیب ہوگا۔ اس حدیث میں فرمایا گیا اس دن جو سب سے زبردست خوف و ہراس کا وقت ہوگا اس کی گھبراہٹ اور پریشانی سے تین قسم کے اشخاص محفوظ رہیں گے اور حساب کی سختی سے بچے رہیں گے۔

ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا کہ "جس سے حساب سختی سے لیا گیا وہ ہلاک ہوگیا" اس حدیث میں فرمایا گیا کہ حساب کی سختی سے یہ شخص بالکل محفوظ ہوگا۔ یہی نہیں بلکہ تمام مخلوق کے حساب و کتاب کے ختم ہونے تک یہ لوگ مشک کے ٹیلے پر ہوں گے ہر طرح کا انہیں اطمینان و سکون میسر ہوگا۔

پہلا وہ شخص جس نے اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے قرآن کی تلاوت کی اور اس کے ذریعہ ایسے لوگوں کی امامت کی جو اس سے خوش تھے انہیں اس کی امامت پسند تھی۔

دوسرا شخص وہ داعی جو محض اللہ کی خوشنودی کے لئے لوگوں کو نماز کی تبلیغ کرے اس کے لئے ان کو بلائے۔

تیسرا وہ شخص جو اپنے رب کے حقوق عمدگی کے ساتھ ادا کرے ساتھ ہی اپنے غلاموں کے حقوق بھی حسن و خوبی کے ساتھ پورا کرے۔

## قرآن پڑھنے پڑھانے والوں پر سکینت و رحمت نازل ہوتی ہے

(۲۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ | جو قوم بھی کتاب اللہ کی تلاوت |
| مِنْ بُیُوْتِ اللّٰہِ یَتْلُوْنَ | کرنے اور اس کو باہمی پڑھنے پڑھانے |

---

[۱] عبس پ ۳۰

كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ فِيْمَا بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ۔ [1]

کے لئے اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوتی ہے ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور ان پر اللہ کی رحمت چھا جاتی ہے اور فرشتے انہیں (حفاظت کے لئے) گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا اپنے قریب والوں (فرشتوں) میں ذکر فرماتا ہے

اس حدیث میں طلبہ، اساتذہ، مکاتب و مدارس اور وہ مساجد جن میں قرآن پڑھا پڑھایا جاتا ہے ان سب کی ایک عظیم فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جو لوگ بھی کتاب الٰہی کی تعلیم و تعلم کے لئے کسی اللہ کے گھر میں اکٹھے ہوتے ہیں ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ سکینت کے معنی کے سلسلے میں صحابہ کرام اور اسلاف عظام رضی اللہ عنہم کے بہت سے اقوال ہیں قرآن حکیم میں بھی یہ لفظ کئی جگہوں پر استعمال ہوا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں: سکینہ کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے حضرت ضحاک سے روایت ہے "سکینہ" رحمت کو کہتے ہیں حضرت عطاء سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کی آیات سے جو لوگ معرفت حاصل کرتے ہیں پھر ان کو اس سے ایک سکون حاصل ہوتا ہے اسی کو سکینت کہتے ہیں علامہ طبری نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے علامہ نووی نے فرمایا سکینت بعض وہ مخلوقات ہیں جن سے اطمینان و سکون حاصل ہو اور ان کے ساتھ فرشتے ہوں۔ [2]

علامہ ملا علی قاری نے "سکینت" کی شرح میں فرمایا ہے کہ وہ سکون و اطمینان ہے جس سے دل کو خوف ہراس سے اطمینان و امان ملتا ہے پھر کچھ آگے لکھا ہے بعض نے سکینت کا معنی رحمت بتایا ہے اور بعض نے وقار اور کچھ نے رحمت کے فرشتے اور ابن حجر نے فرمایا ہے سکینت سے مراد فرشتے ہیں۔ [3]

---

[1] الترغیب والترہیب ص ۱۶۳ ج ۳ مسلم ابوداؤد ص ۲۲۹ ج ۱، ابن ماجہ ص ۲۰۔
[2] عمدۃ القاری ص ۳۱ ج ۲۰۔
[3] مرقاۃ ص ۵۷۹ ج ۲۔

حضرت شیخ محقق دہلوی نے لکھا ہے سکینت کا معنی اطمینان کے ہیں، رحمت اور وقار و سنجیدگی کے معنی میں بھی آتا ہے قرآن سے ایک طرح کا روحانی چین و سکون اور دل کی صفائی پیدا ہوتی ہے اور نفسانیت کی تیرگی کا فور ہوتی ہے اور رحمانیت کی روشنی اور ذوق حضوری پیدا ہوتا ہے یہی کیفیت کبھی کبھی ابر یا اسی طرح کی کسی اور چیز کی شکل اختیار کر لیتی ہے اسی کو سکینت کہتے ہیں[۱]

اس حدیث میں کونسا معنی لیا جائے اس سلسلے میں بھی علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا ہے اس جگہ سبھی معنی درست ہیں[۲] حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے کسی گھر میں اکٹھے ہو کر قرآن کے پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہوتے ہیں ان کے دل میں ٹھنڈک اور اطمینان اور روحانی چین و سکون بہم پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ان پر چھا جاتی ہے اور فرشتے ان کو ہر طرف سے اپنی حفاظت و نگہداشت میں لے لیتے ہیں اور ان کو کوئی نقصان پہنچنے کا امکان نہیں رہ جاتا اسی پر بس نہیں بلکہ ان پڑھنے پڑھانے والوں کو ایک بہت بڑا اعزاز یہ بھی ملتا ہے کہ رب کائنات اپنے ملائکہ کے بیچ ان کا ذکر فرماتا ہے کہ میرے فلاں اور فلاں بندے میری کتاب کی تعلیم و تعلم میں مشغول ہیں یہ کتنا بڑا اعزاز ہے جسے یہ نصیب ہو جائے وہ کتنا خوش بخت ہوگا۔

## (۲۷) تلاوتِ قرآن سے سکینت نازل ہوتی ہے

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَإِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُو | ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے قریب ہی ایک گھوڑا دو رسیوں سے بندھا تھا تنے میں ایک ابر اس پر سایہ فگن ہو گیا اور وہ بادل قریب ہوتا اور ہوتا گیا |

[۱] اشعۃ اللمعات ص ۱۴۴ ج ۲۔ [۲] فتح الباری

وَتَدْ لُو وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ لہ

اور اس کا گھوڑا بدکنے لگا جب صبح ہوئی وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور نے فرمایا وہ سکینت تھی جو قرآن کے باعث اتری تھی۔

قرآن پڑھنے والے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوپر ایک ابر سایہ فگن ہوگیا تھا جس سے ان کے قریب کا بندھا ہوا گھوڑا اچھل کود کرنے لگا تھا اور جوں جوں وہ بادل قریب ہوتا گیا اس گھوڑے کا اچھلنا کودنا بڑھتا گیا جب صبح کو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے واقعہ عرض کیا اس وقت حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سکینت تھی جو قرآن کے ساتھ نازل ہو رہی تھی۔ سکینت کی تفصیلی شرح ابھی گذر چکی۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی کے قول کے مطابق ابر کی شکل میں وہ فرشتے تھے۔[۲] گویا فرشتے قرآن کی تلاوت سننے اور قاری کا نظارہ کرنے کے لئے اترے تھے۔ تلاوت قرآن کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا ان پر یہ خاص فضل ہوگیا تھا جس سے یہ غیر معمولی واقعہ پیش آیا۔ آج بھی جس پر چاہے اللہ تعالیٰ یہ فضل فرما سکتا ہے؟ "واللہ ذو الفضل العظیم"۔ اگلی حدیث بھی قریب قریب اسی مفہوم کی ہے اس کا واقعہ ذرا اور تفصیلی ہے۔

## قرآن پڑھنے سے فرشتے نازل ہوتے ہیں

(۲۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ

اسید بن حضیر نے بیان کیا کہ جس

---

لہ مشکوٰۃ ص ۱۸۴ بخاری ۷۴۹ ج ۲ ومسلم ص ۲۶۸ ج ۱

لہ فتح الباری

قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهُ مَرْبُوْطَةٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيْبًا مِّنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيْبَهُ وَلَمَّا أَخَّرَهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ اِقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى وَكَانَ مِنْهَا قَرِيْبًا فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ وَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَخَرَجْتُ حَتَّى لَا أَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِي مَا ذَاكَ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ

وقت وہ رات میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے ان کا گھوڑا ان کے قریب ہی بندھا ہوا تھا کہ یکایک گھوڑا اضطراب سے گھومنے لگا پھر وہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا پھر انہوں نے پڑھا پھر گھوڑا گھومنے لگا اب پڑھنے سے رک رہے (یا نماز سے فارغ ہو گئے) ان کے صاحبزادے یحییٰ گھوڑے سے قریب تھے اس لئے انہیں اندیشہ ہوا گھوڑا کہیں انہیں تکلیف نہ پہونچادے اور جب انہوں نے اپنے صاحبزادے کو ہٹالیا تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سائبان سا ہے جس میں شمعیں سی (روشن) ہیں پھر صبح کو انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے واقعہ بیان کیا حضور نے فرمایا اے ابن حضیر پڑھو اے ابن حضیر پڑھو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ڈر لگا کہ گھوڑا کہیں یحییٰ کو کچل نہ دے اور وہ اس گھوڑے سے قریب ہی تھا پھر میں یحییٰ کے پاس آیا اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو دیکھتا ہوں کہ ایک سائبان سا ہے اس میں شمعیں سی (روشن) ہیں میں تو گھر سے باہر نکل گیا تاکہ (گھبراہٹ کی وجہ سے)

وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَىٰ مِنْهُمْ ۔ لہ

اسے نہ دیکھ سکوں تو حضور نے فرمایا تمہیں پتہ بھی ہے وہ کیا تھا انہوں نے عرض کیا نہیں۔ حضور نے فرمایا وہ فرشتے تھے جو تمہاری (قرآن پڑھنے کی) آواز کی وجہ سے قریب آ گئے تھے اگر تم پڑھتے رہتے تو وہ فرشتے صبح تک اس طرح ہوتے کہ لوگ انہیں دیکھتے اور وہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل نہ ہوتے۔

امام بخاری نے ایک باب باندھا " بَابُ نُزُوْلِ السَّكِيْنَةِ وَالْمَلَائِكَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ " تلاوت قرآن کے وقت فرشتوں اور سکینہ کے اترنے کا باب۔ اس باب میں صرف اوپر کی حدیث روایت کی اور اس پوری حدیث میں سکینت کا لفظ کہیں نہیں آیا اس کی وجہ علامہ ابوالعباس بن منیر نے یہ بتائی ہے کہ امام بخاری نے ملائکہ اور سکینت کو ایک دوسرے کے لئے لازم سمجھا جب فرشتے نازل ہوں گے سکینت بھی نازل ہوگی اور جب سکینت اترے گی فرشتے بھی ضرور اتریں گے۔ ابن بطال نے فرمایا ہے سکینت اس سائبان میں تھی (جس کا ذکر حدیث میں آیا ہے) اور یہ ہمیشہ فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتی ہے۔[۲]

جس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت اُسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات میں جب قرآن پڑھ رہے تھے فرشتے اور سکینت دونوں اتر رہے تھے اور فرشتے اس کثرت سے اتر رہے تھے کہ ان کے ہجوم سے آسمان و زمین کے درمیان ایک بڑا سا سائبان بن گیا تھا اور اس کے اندر ان فرشتوں کے چہرے روشن چراغ کی طرح درخشاں تھے اور حضرت اسید جب پڑھتے تھے اسی وقت یہ کیفیت ہوتی تھی اور جب وہ رک جاتے

---

لہ مشکوٰۃ ص ۱۸۴ بخاری ص ۷۵۰ ج ۲ مسلم ص ۲۶۹ ج ۱
و فضائل القرآن از ابوالفداء اسمٰعیل بن کثیر قرشی دمشقی متوفی ۷۷۴ھ

۲ہ عمدۃ القاری ص ۳۵ ج ۲۰

تو یہ کیفیت ختم ہو جاتی کیونکہ ان کا گھوڑا اسی وقت تک اچھل کود کرتا جب تک وہ پڑھتے ہوتے اور گھوڑا اچکتا ہوا سائبان دیکھ کر ہی بدکتا تھا۔ اگر ان کے پڑھنے کا سلسلہ صبح تک جاری رہا ہوتا تو اس پُر کیف منظر کو سبھی لوگوں نے دیکھا ہوتا۔

حضرت اسید کے ساتھ یہ واقعہ پیش آنے کی وجہ یہ تھی حضرت اسید کی آواز بہت عمدہ تھی چنانچہ اسماعیلی کی روایت میں ہے۔ اِقْرَأْ اُسَیْدُ فَقَدْ اُوْتِیْتَ مِنْ مَزَامِیْرِ اٰلِ دَاؤُدَ[1] اے اسید پڑھو یقیناً تمہیں حضرت داؤد کی بانسریوں کا ایک حصہ ملا ہے۔

علامہ عینی نے تحریر کیا ہے "اُوْتِیْتَ مِنْ مَزَامِیْرِ اٰلِ دَاؤُدَ" میں مزامیر کے معنی اچھی آواز کے ہیں اور روایت میں آل کا لفظ زائد ہے خود حضرت داؤد مراد ہیں کیونکہ اس کا ذکر موجود نہیں کہ آل داؤد میں سے کسی کو وہ عمدہ آواز ملی ہو جو خود حضرت داؤد علیہ السلام کو ملی تھی[2]

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ انسان فرشتوں کو دیکھ سکتا ہے

علامہ بدرالدین عینی اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں۔

اس حدیث میں بنی آدم کے لئے فرشتوں کے دیکھنے کا جواز موجود ہے۔ اہل ایمان انہیں رحمت کی شکل میں دیکھ سکتے ہیں اور کفار عذاب کے روپ میں۔ ہاں وہی انسان دیکھ سکتے ہیں جو خود اچھے ہوں اور ان کی آواز بھی عمدہ ہو۔ حدیث کے اندر سائبان کی شکل میں فرشتوں کے نازل ہونے کا واقعہ محض ایک مخصوص سورہ کو مخصوص انداز میں پڑھنے کی وجہ سے پیش آیا تھا اگر یہ بات مطلقاً ہوتی تو ہر پڑھنے والے کو یہ شرف حاصل ہوتا۔ اس حدیث سے حضرت اسید کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے اور شب میں سورہ بقرہ پڑھنے کی فضیلت بھی[3]

یہ اور اس سے پہلے والی حدیث کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ تلاوتِ قرآن

---

[1] عمدۃ القاری ص ۳۶ ج ۲۰ [2] ایضاً ص ۵۶ ج ۲۰

[3] عمدۃ القاری ص ۳۶ ج ۲۰۔

سننے کے لئے فرشتے اتر سکتے ہیں اور قاری قرآن اس عظیم شرف سے مشرف ہو سکتا ہے۔ مسلم کی روایت میں ہے تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ تَسْتَمِعُ لَكَ۔ وہ فرشتے تم سے قرآن سن رہے تھے۔ اخیر میں یہ بھی ہے۔

تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ نَزَلَتْ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ اَمَا اِنَّكَ لَوْ مَضَيْتَ لَرَأَيْتَ الْعَجَائِبَ۔

وہ فرشتے تھے قرآن کی تلاوت کی وجہ سے اترے تھے سنو اگر تم پڑھتے رہ جاتے تو یقیناً حیرت انگیز چیزیں دیکھتے۔

## خوش آوازی سے قرآن پڑھنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ ہوتی ہے

(۲۹) حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَلّٰهُ اَشَدُّ اَذَنًا لِلرَّجُلِ الْحَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ مِنْ صَاحِبِ الْقَيْنَةِ اِلٰى قَيْنَتِهٖ[1]

یقیناً اللہ تعالیٰ اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والے سے جس توجہ و التفات سے سنتا ہے گانے والی لونڈی سے اس کا مالک کیا اس توجہ سے (غنا،) سنتا ہوگا۔

لونڈی کا مالک لونڈی سے جائز قسم کا غنا، سن سکتا ہے چونکہ غنار کی آواز کی طرف میلان فطری ہوتا ہے اس لئے لونڈی کا آقا پوری یکسوئی کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو کر غنا سنتا ہے۔ اس حدیث میں فرمایا گیا کہ لونڈی کا مالک جس طرح پوری توجہ کے ساتھ لونڈی کا غنا سنتا ہے۔ اس سے کہیں زیادہ توجہ سے خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ متوجہ ہو کر

---

[1] ابن ماجہ ص ۹۶، امام احمد صحیح ابن حبان۔ بیہقی۔ الترغیب والترہیب ص ۱۸۰ ج ۲۔ مستدرک ص ۵۷۱ ج ۱ از حاکم۔

...تا ہے۔

حدیث میں أذن کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی کان دھرنے اور ...ر سے سننے کے ہیں اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کان اور کان کے سننے سے پاک ... اس لئے علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ...ھنے والے کو اعزاز اور بھرپور اجر و ثواب عطا کرتا ہے۔[1]

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص عمدہ آواز کے ساتھ قرآن پڑھتا ہے۔ ...تعالیٰ کی اس پر خاص عنایت ہوتی ہے اور اس کو عظیم اجر و ثواب مرحمت ...تا ہے لیکن خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھنے کا یہ مطلب نہیں کہ اسے ...جائے قرآن گا کر پڑھنا سخت ممنوع ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ...یا ہے۔

اِقْرَأُوا الْقُرْآنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَأَصْوَاتِهَا وَإِيَّاكُمْ وَلُحُوْنَ أَهْلِ الْعِشْقِ وَلُحُوْنَ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ[2]

تم قرآن عربوں کی طرز اور ان کی آواز میں پڑھو۔ اہل عشق کی طرز اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی طرز سے احتراز اور پرہیز کرو۔

ارباب عشق و محبت اور اہل طرب نغموں کے تکلف اور موسیقی کے قواعد ...رعایت کے ساتھ گانے گاتے ہیں اور یہود و نصاریٰ بھی گانے کی طرز پر اپنی کتابیں ...تے ہیں اس لئے تم اس سے سخت احتراز و اجتناب کرنا کیونکہ

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ[3]

جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ ان ہی میں سے ہے۔

عرب کے لوگ پوری سادگی کے ساتھ قرآن پڑھتے تھے غنا اور موسیقی کے

---

[1] عمدۃ القاری ص ۴۰ ج ۲۰

[2] مشکوٰۃ ص ۱۹۱ شعب الایمان از بیہقی۔

[3] مرقاۃ ص ۶۱۸ ج ۲

فن سے بہت دور تھے اس حدیث میں فرمایا گیا تم عربوں جیسے سادہ انداز میں قر
پڑھو اور ہرگز گانے اور اہل کتاب کی طرز سے قرآن نہ پڑھو۔

علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

أَمَّا التَّغَنِّي بِحَيْثُ يُخِلُّ بِالْحُرُوفِ زِيَادَةً وَنُقْصَانًا فَهُوَ حَرَامٌ يُفَسَّقُ بِهِ الْقَارِئُ وَيَأْثَمُ بِهِ الْمُسْتَمِعُ وَيَجِبُ إِنْكَارُهُ فَإِنَّهُ مِنْ أَسْوَأِ الْبِدَعِ وَأَفْحَشِ الْإِبْدَاعِ [1]

رہا اس طرح سے گانا کہ حرو
میں کمی وزیادتی کا خلل ہو جائے ی
حرام ہے۔ پڑھنے والا فاسق ہوگا ا
سننے والا گنہگار اور اظہار ناگواری نا
ہوگا۔ اس لئے کہ یہ قبیح ترین اور فحش
بدعت ہے۔

خوش آوازی سے پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن اس خوبی سے پڑھا جائے کہ س
والا متاثر ہو اس کے معانی ومطالب کی بھی ساتھ ساتھ رعایت ہو دوران تلاوت اگ
عذاب کی آیت آئے تو آواز سے خوف وخشیت ٹپکے اگر رحمت وبشارت کی آیت آ
تو لہجہ سے مسرت ظاہر ہو اگر سوال واستفہام کی آیت آئے تو اس طرح پڑھے کہ فقر
سے سوال واستفہام کا انداز پیدا ہو جائے۔ خوش آوازی کا معیار اگلی حدیث میں بی
کیا گیا ہے۔

## خوش آوازی کا معیار

(٣٠) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا۔

إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتًا بِالْقُرْآنِ الَّذِي إِذَا سَمِعْتُمُوهُ يَقْرَأُ حَسِبْتُمُوهُ يَخْشَى اللّٰهَ [2]

بلاشبہ لوگوں میں سب سے اچھی
آواز سے قرآن پڑھنے والا وہ شخص ہے
جس سے تم جب پڑھتے سنو تو تم یہ خیال
کرو کہ وہ اللہ سے ڈر رہا ہے۔

---

[1] مرقاۃ ص ٦١٨ ج ٢

[2] ابن ماجہ ص ١٩٦ الترغیب والترہیب ص ١٨١ ج ٢ عمدۃ القاری ص ٢١ ج ٢٠

قاری کی قرارت سے اللہ کا خوف اور اس کی خشیت ظاہر ہو یہی خوش آوازی کا صحیح معیار ہے۔ حضرت ابن طاؤس اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا کون ہے؟ حضور نے فرمایا۔

اَلَّذِیْ اِذَا سَمِعْتُمُوْہُ رَاَیْتَهٗ خَشِیَ اللّٰهَ [1]

وہ شخص کہ جب اس سے (قرآن) سنو تو خیال ہو کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔

امام غزالی نے احیاء العلوم میں یہ حدیث روایت کی ہے۔

لَا یُسْمَعُ الْقُرْاٰنُ مِنْ اَحَدٍ اَشْهٰی مِمَّنْ یَخْشَی اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ [2]

کسی سے بھی اتنا عمدہ قرآن نہیں سنا جا سکتا جتنا اس شخص سے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

دارمی کی روایت ہے حضرت طاؤس سے مرسلاً مروی ہے وہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا اور قرارت (ترتیل و تجوید) میں سب سے اچھا کون ہے؟

حضور نے فرمایا۔

مَنْ اِذَا سَمِعْتَهٗ یَقْرَأُ رَاَیْتَ اَنَّهٗ یَخْشَی اللّٰهَ۔

وہ شخص ہے کہ جب تم اس سے (قرآن) پڑھتے سنو تو تمہارا خیال ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہے۔

حضرت طاؤس فرماتے ہیں حضرت طلق تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس معیار کے مطابق تھے [3] علامہ ملا علی قاری خشیت الٰہی کی شرح میں فرماتے ہیں "قرآن پڑھتے وقت قاری کا دل متاثر ہو اس پر خشیت کے آثار ظاہر ہوں مثلاً اس کا رنگ بدل جائے کثرت سے روئے۔ حضرت طلق مذکور کے بارے میں علامہ طیبی فرماتے ہیں یہ ابو علی

---

[1] عمدۃ القاری۔ ص ۱۱ ج ۲۰۔

[2] ص ۲۹۴ حاکم و فضائل القرآن از ابوالقاسم غافقی

[3] مشکوٰۃ۔ ص ۱۹۱۔

طلق بن علی بن عمرو حنفی ہیں۔ بعض کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ طلق بن حبیب ... قیس بن ...
کے والد ہیں[1] بہر حال یہ ایسے قاری تھے کہ جب قرآن پڑھتے تو ان کی آواز ...
خشیت الٰہی ٹپکتی تھی۔

اس کے علاوہ اور بھی متعدد احادیث ہیں جن میں خوش آوازی سے قرآن ...
کی ترغیب دی گئی ہے۔

## خوش آوازی کی غیر معمولی اہمیت

(۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ[2]

اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو اتنی توجہ ... نہ سنا جتنی توجہ سے ایک نبی کے خوش ... آوازی سے قرآن پڑھنے کو سنا۔

دوسری حدیث ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ يَجْهَرُ بِهٖ[3]

اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو اتنی توجہ سے نہ سنا جتنی توجہ سے ایک خوش آواز نبی کے اچھی آواز کے ساتھ قرآن پڑھنے کو سنا جو بلند آواز سے قرآن پڑھ رہا ہو۔

انبیاء کرام علیہم السلام جس خوش آوازی اور تلاوت کے حقوق و آداب کی رعایت کے ساتھ آسمانی کتابیں پڑھ سکتے ہیں ظاہر ہے کہ غیر نبی کے اس کمال و خوبی ...

---

[1] مرقاۃ ص ۶۱۸ ج ۲۔
[2] بخاری ص ۷۵۱ ج ۲۔ الترغیب والترہیب ص ۱۷۹ ج ۳
[3] مسلم ص ۲۶۸ ج ۱۔ بخاری ص ۷۵۱ ج ۲۔ ابوداؤد ص ۱۲۲۳ ج ...
نسائی ص ۱۵۷ ج ۱۔

سے پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ان دونوں حدیثوں میں فرمایا گیا کہ جس نبی نے بھی خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھا اس سے اللہ تعالیٰ اتنی خاص توجہ سے قرآن سنتا ہے کہ اس توجہ سے کسی اور چیز کو نہیں سنتا۔ دونوں روایتوں میں "تغنی بالقرآن" کے الفاظ ہیں امام شافعی سے اس کا معنی منقول ہے۔" خوش آوازی سے قرآن پڑھنا"[1]۔

اس معنی کی تائید سنن ابوداؤد کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔ ابن ابوملیکہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں عبیداللہ بن ابویزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہمارے پاس سے ابولبابہ کا گذر ہوا ہم ان کے پیچھے ہولئے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کے اندر گئے ہم بھی ان کے پاس پہونچ گئے یکایک ایک خستہ حال شخص کہہ رہا ہے میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے سنا ہے۔

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ۔ — جو قرآن خوش آوازی کے ساتھ نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

وہ کہتے ہیں اس کے بعد میں نے ابن ابوملیکہ سے کہا اے ابومحمد اگر کسی کی آواز اچھی نہ ہو تو آپ کیا کہیں گے انہوں نے فرمایا اپنے بس بھر وہ قرآن اچھی آواز سے پڑھے[2]۔

اس روایت سے واضح ہو گیا کہ تغنی بالقرآن سے مراد خوش آوازی سے قرآن پڑھنا ہے۔ ابن مبارک اور نضر بن شمیل کا بھی یہی قول ہے طرزوں کے ساتھ قرآن پڑھنے کی اجازت دینے والوں میں طبری کے ذکر کرنے کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوموسیٰ سے فرماتے ہیں کہ ہمیں اپنے رب کو یاد دلاؤ۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ قرآن پڑھتے اور طرز سے پڑھتے۔ ایک بار حضرت عمر نے فرمایا جو ابوموسیٰ جیسی بہترین آواز میں قرآن پڑھ سکتا ہو وہ اس خوش آوازی سے قرآن پڑھے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن

---

[1] عمدۃ القاری ص ۴۰ ج ۲۰

[2] الترغیب والترہیب ص ۱۸۱ ج ۲

پڑھنے میں بڑے خوش آواز شخص تھے۔ ان سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے سامنے فلاں سورہ کی قرارت کرو انہوں نے پڑھا حضرت عمر رو پڑے اور فرمایا مجھے تو خیال ہی نہ تھا کہ یہ سورہ بھی نازل ہوئی تھی حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ عبدالرحمٰن بن اسود بن یزید ماہ رمضان میں مسجدوں کے اندر اچھی آواز والے (حافظ) کو تلاش کرتے تھے۔ امام طحاوی نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعلق ذکر کیا ہے کہ یہ حضرات طرزوں کے ساتھ قرآن سنتے تھے۔ محمد بن عبدالحکیم نے کہا ہے کہ میں نے اپنے والد اور امام شافعی اور یوسف بن عمرو کو طرزوں کے ساتھ قرآن سنتے دیکھا ہے[1]

علامہ منذری لکھتے ہیں تَغَنِّی بِالْقُرْاٰن کا معنی ہے اپنی آواز قرآن کے ذریعہ بہتر بنانا اور اچھی آواز سے قرآن پڑھنا۔ سفیان بن عیینہ وغیرہ نے تغنی کو استغنا سے بتایا ہے یعنی قرآن کے ساتھ مستغنی ہونا اور اسے لے کر بے نیاز ہو جانا جس کا معنی یہ ہے کہ ایک بندۂ مومن قرآن لے کر بے نیاز ہو جائے کسی اور کا محتاج نہ رہ جائے۔ ابن جریر طبری نے یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے۔

| | |
|---|---|
| مَا اَذِنَ اللّٰہُ مَا اَذِنَ لِنَبِیٍّ حَسَنِ التَّرَنُّمِ بِالْقُرْاٰنِ[2] | اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو اتنی توجہ سے نہ سنا جتنی توجہ سے ایک نبی سے قرآن سنا جو قرآن اچھے ترنم سے پڑھنے والا ہو۔ |

علامہ طبری نے اس حدیث کے تحت فرمایا معقول یہ ہے کہ ترنم آواز ہی سے پیدا ہوگا جب کوئی آواز بنائے اور اس کے ساتھ طرب میں آئے[3] بلا آواز ترنم کا کوئی امکان ہی نہیں اس لئے تغنی بالقرآن کا معنی ہے اچھی آواز سے قرآن پڑھنا۔ اوپر کی دوسری حدیث کے الفاظ "یَجْھَرُ بِہٖ" کے معنی کے سلسلے میں علامہ کرمانی فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن بہترین، پُر ترنم آفریں اور رقت انگیز آواز کے ساتھ پڑھا

---

[1] عمدۃ القاری ص ۴۱ ج ۲۰ [2] الترغیب والترہیب ص ۱۸۰ ج ۳

[3] عمدۃ القاری ص ۴۱ ج ۲۰

جائے اور یہ مستحب ہے جب تک قراءت طرنہ کے ساتھ قراءت کے دائرہ میں رہ سکے اگر قاری دائرۂ قراءت سے باہر نکل جائے اس حد تک کہ کوئی حرف بڑھا دے یا کوئی حرف گھٹا دے تو ایسی قراءت حرام ہوگی [۱]

دونوں حدیثوں کا مفہوم یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام جب خوش آوازی سے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ غیر معمولی توجہ سے قرآن سنتا ہے پھر انبیاء کے بعد جو لوگ بھی خوش آوازی کے ساتھ قرآن کی قراءت کریں گے ان سے اللہ تعالیٰ خاص توجہ سے قرآن سنے گا اور ان پر اس کی خاص عنایات ہوں گی اگلی حدیثیں بھی خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھنے کی تائید و ترغیب میں ہیں۔

## اچھی آواز قرآن کی آرائش ہے

(۳۳) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ [۲] — قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔

گویا یوں کہ تم اپنی اچھی آوازوں سے قرآن کو زینت بخشو لیکن کیا کسی قاری کی قرأت سے قرآن کی زینت میں کچھ اضافہ ہو بھی سکتا ہے اسی لئے علامہ خطابی نے فرمایا ہے اس کا معنی یہ ہے۔

زَيِّنُوا أَصْوَاتَكُمْ بِالْقُرْآنِ۔ — تم قرآن سے اپنی آوازوں کو زینت بخشو۔

بہت سے ائمہ حدیث نے حدیث کا یہی مطلب بتایا ہے وہ فرماتے ہیں یہ باب قلب سے ہے جیسے یوں کہتے ہیں۔

عَرَضْتُ النَّاقَةَ عَلَى الْحَوْضِ۔ — میں نے حوض کے سامنے اونٹنی پیش کی۔

---

[۱] عمدۃ القاری ص ۵۴ ج ۲۰۔

[۲] الترغیب والترہیب ص ۱۸۰ ج ۳ ابو داؤد ص ۲۱۱ ج ۱ نسائی ۱۵۷ ج ۱ ابن ماجہ ص ۹۶۔

مطلب یہ ہے کہ میں نے حوض کو اونٹنی کے لئے پیش کیا یا یہ کہتے ہیں۔ اِذَا طَلَعَتِ الشِّعْرٰی وَاسْتَوَیٰ الْعُوْدُ عَلَی الْحِرْبَاءِ۔ جب شعریٰ (ستارہ) طلوع ہوگا اور لکڑی گرگٹ پر ٹھیک بیٹھ جائے گی تو ایسا ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ گرگٹ لکڑی پر ٹھیک بیٹھ جائے گا۔ پھر خطابی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت شعبہ سے روایت کی ہے۔ شعبہ کہتے ہیں مجھے حضرت ایوب نے " زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُم" کی حدیث بیان کرنے سے منع کیا ہے۔

اس کے بعد علامہ خطابی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

زَیِّنُوْا اَصْوَاتَکُمْ بِالْقُرْاٰنِ۔ — تم قرآن سے اپنی آوازوں کو زینت بخشو۔

معنی یہ ہے کہ تم اپنی آوازوں کو قرآن پڑھنے میں لگاؤ، اس کا لہجہ بناؤ اور اس کو شعار اور زینت بناؤ[1]

قاضی (عیاض) نے بھی اس حدیث کو باب قلب سے شمار کیا ہے اور یہی مفہوم بتایا ہے اور حضرت براء ہی کی دوسری روایت کو دلیل بنایا ہے علامہ ملا علی قاری نے حدیث کا معنی یہ لکھا ہے کہ تم اپنی آوازوں کے حسن سے قرآن کے حسن و زینت کو ظاہر کرو[2] گویا حسن و زینت قرآن کے اندر موجود ہے لیکن اس کا ظہور اچھی آواز کے ذریعہ ہوتا ہے۔

مذکورہ حدیث ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے ساتھ امام احمد، دارمی، ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کی ہے، دارمی اور حاکم کی روایت میں اتنے الفاظ اور ہیں۔

فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ یَزِیْدُ الْقُرْاٰنَ حُسْنًا۔ — (قرآن کو اپنی اچھی آوازوں سے زینت بخشو) اس لئے کہ اچھی آواز قرآن کے حسن میں اضافہ کرتی ہے۔

---

[1] الترغیب والترہیب ص ۱۸۱ ج ۲ [2] مرقاۃ ص ۶۱۲ ج ۲

حدیث کے اسی ٹکڑے کی وجہ سے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں مذکورہ حدیث کا اگر ظاہری معنی ہی مراد لیا جائے (کہ تم قرآن کو اپنی آواز وں سے زینت دو) تو کوئی حرج نہیں اس لئے کہ جو چیز کسی چیز کو زینت دیتی ہے وہ اصل چیز کے تابع ہوتی ہے مثلاً زیور دلہن کے لئے زینت ہے مگر ظاہر ہے کہ دلہن اصل ہے اور زیور تابع ہے یا یہ کہ حدیث میں قرآن سے مراد قراءتِ قرآن ہے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم اپنی آوازوں سے قرآن پڑھنے میں حسن پیدا کرو اور ظاہر ہے کہ پڑھنا بندے کا فعل ہے لہ

اور یہی ہونا بھی چاہئے اس لئے کہ ایسی متعدد روایتیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عمدہ آواز قرآن کی زینت یا قرآن کا زیور ہے طبرانی کی روایت ہے

حُسْنُ الصَّوْتِ زِيْنَةُ الْقُرْاٰنِ — آواز کا حسن قرآن مجید کی زیبائش ہے۔

عبدالرزاق کی روایت ہے۔

لِكُلِّ شَيْءٍ حِلْيَةٌ وَحِلْيَةُ الْقُرْاٰنِ الصَّوْتُ الْحَسَنُ — ہر چیز کا ایک زیور ہوتا ہے قرآن کا زیور اچھی آواز ہے۔

جس طرح آرائش و زیبائش کے لباس اور زیور عورتوں کے حسن میں اضافہ کر دیتے ہیں اسی طرح خوش آوازی بھی قراءتِ قرآن کا حسن بڑھا دیتی ہے۔ ۲ہ

علامہ ملا علی قاری نے مذکورہ حدیث کے تحت "غنیہ" کے حوالہ سے ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ سیدنا و سندنا و مولانا قطب ربانی غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ روحہ ورزقنا فتوحہ اپنی کتاب "الغنیۃ الذی فیہ للمساکین المنیۃ" میں تحریر فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ ایک دن کوفہ کے قریب ایک مقام سے گذرے

---

لہ اشعۃ اللمعات ص ۱۶۳ ج ۲ و لمعات۔

۲ہ مرقاۃ ص ۶۱۴ ج ۲

اس وقت (وہاں کے) بے راہ رَو قسم کے لوگ ایک شخص کے گھر میں اکٹھ ہوکر شراب پی رہے تھے ان کے ساتھ ایک گوّیا بھی تھا اس کا نام زاذان تھا وہ باجے کے ساتھ اچھی آواز میں گا رہا تھا۔ جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے سنا فرمایا یہ کیا خوب آواز ہے۔ کاش یہ آواز کتاب اللہ کی قرارت میں ہوتی تو کچھ اور ہی بات ہوتی۔ (یہ فرمانے کے بعد) اپنی چادر اس (گوّیے) کے سر پر ڈال دی اور چلے گئے (حضرت عبداللہ کی) یہ آواز زاذان نے سنی تو پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا عبداللہ بن مسعود صحابی رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اس نے پوچھا انہوں نے کیا فرمایا ہے لوگوں نے کہا حضرت عبداللہ نے فرمایا ہے یہ کیا خوب آواز ہے کاش یہ کتاب اللہ کی قرارت کے ساتھ ہوتی تو کچھ اور ہی بات ہوتی۔

(یہ سننا تھا کہ) اس کے دل میں ہیبت پیدا ہوئی وہ اٹھا باجے کی لکڑی زمین پر پھینک کر توڑ ڈالی پھر حضرت عبداللہ کی خدمت میں پہونچا اور رومال اپنی گردن پر رکھا اور حضرت عبداللہ کے سامنے رونے لگا حضرت عبداللہ نے اسے گلے سے لگا لیا اور دونوں رونے لگے پھر حضرت عبداللہ نے فرمایا جس نے اللہ تعالےٰ سے محبت کی میں اس سے کیوں نہ محبت کروں گا۔ پھر زاذان نے گانے بجانے سے توبہ کی اور حضرت عبداللہ کی صحبت اختیار کرلی اور قرآن کی تعلیم حاصل کی اور علم کے اندر ایسا کمال پیدا کیا کہ درجۂ امامت تک پہونچے[1]

اس روایت سے بھی خوش آوازی سے قرآن پڑھنے کی فضیلت اور ترغیب ثابت ہوتی ہے۔

بعض روایتوں میں غم وحزن کے ساتھ قرآن پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

## تلاوت کرنے والے پر غم کا اثر ہونا چاہیئے

(۴۳) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ

---

[1] مرقاۃ ص ۶۱۵ ج ۲۔

وسلم سے فرماتے سنا ہے۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ نَزَلَ بِحُزْنٍ فَاِذَا قَرَأْتُمُوْهُ فَابْكُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكَوْا وَ تَغَنَّوْا بِهٖ فَمَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَيْسَ مِنَّا ؎ | یقیناً یہ قرآن غم کے ساتھ نازل ہوا۔ اس لئے جب تم قرآن پڑھو تو رویا کرو اگر تم نہ رو سکو تو رونے کی کوشش ہی کرو اور تم اسے خوش آوازی سے پڑھو کیونکہ جو قرآن خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ |

قرآن اس طرح پڑھنا چاہئے کہ آواز سے سوز و درد اور حزن و غم ظاہر ہو اور دوران تلاوت رونا بھی چاہئے اگر تلاوت کرنے والے میں اتنی رقت پیدا نہ ہو کہ وہ رو سکے تو اسے رونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس حدیث کا آخری ٹکڑا "تم قرآن خوش آوازی سے پڑھو کیونکہ جو قرآن خوش آوازی نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں" اس کا ایک مفہوم تو وہی ہے جو ترجمہ سے ظاہر ہے جس کے راجح اور صحیح تر ہونے کی وجہیں لکھی جا چکیں۔ اس کے علاوہ علامہ ملا علی قاری نے فتح الباری کے حوالہ سے چھ اور معنی اور مفہوم تحریر کئے ہیں۔

(۱) جو قرآن آواز سے نہ پڑھے۔ (۲) جو قرآن لے کر اس کے علاوہ ہر چیز سے بے نیاز ہو جائے اور کسی کا محتاج نہ رہے۔ (۳) جو قرآن کے ساتھ گنگنائے نہیں۔ (۴) جو قرآن کے ذریعہ نفس کی بے نیازی کا متلاشی نہ ہو۔ (۵) جو قرآن سے مالداری اور ثروت کی امید نہ رکھے۔ حضور فرماتے ہیں اس قسم کے سبھی لوگ ہم میں سے نہیں، ایک معنی وہ ہے جو حدیث کے ابتدائی حصہ سے ہم آہنگ ہے یعنی جو قرآن غم و حزن کے انداز میں نہ پڑھے یا دوران تلاوت اس کے اندر غم و حزن کی کیفیت پیدا نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں ؎۔ امام احمد اور بیہقی کی روایت میں "اِنَّ الْقُرْاٰنَ نَزَلَ بِحُزْنٍ" کے بعد کَاٰبَةٍ کا لفظ بھی ہے۔ کَاٰبَةٍ کے معنی بھی غمگین اور افسردہ ہونے کے ہیں گویا قرآن غم اور افسردگی

---

؎ ابن ماجہ ص ۹۶، الترغیب والترہیب ص ۱۱۸ ج ۲

؎ مرقاۃ ص ۴۱۲ ج ۲۔

کے ساتھ نازل ہوا۔ طبرانی کی روایت ہے۔

اَحْسَنُ النَّاسِ قِرَاءَةً مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ يَتَحَزَّنُ فِيْهِ [1]

سب سے اچھا قرآن پڑھنے والا وہ ہے جو قرآن اس طرح پڑھے کہ اس سے غم و حزن ظاہر ہو۔

قرآن پڑھنے والا شاداں اور فرحاں کھیلنے والے کی طرح نہ معلوم ہو بلکہ غمگین اور افسردہ نظر آئے۔ ابویعلیٰ نے روایت کی ہے۔

اِقْرَؤُا الْقُرْآنَ بِالْحُزْنِ فَاِنَّهُ نَزَلَ بِالْحُزْنِ۔

تم قرآن غم کے ساتھ پڑھو اس لئے کہ وہ غم کے ساتھ نازل ہوا۔

## قرأتِ قرآن سن کر آبدیدہ ہونا سنت ہے

(۳۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔

قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ فَقَرَأْتُ سُوْرَةَ النِّسَاءِ حَتّٰى اَتَيْتُ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ " فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا " قَالَ حَسْبُكَ

مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب آپ منبر پر تشریف فرما تھے مجھے قرآن سناؤ۔ میں نے عرض کیا کیا میں آپ کو قرآن سناؤں جبکہ قرآن آپ پر ہی نازل ہوا ہے حضور نے فرمایا کسی اور ہی سے سننا چاہتا ہوں پھر میں نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کی جب میں اس آیت تک پہونچا۔ " تو کیا حال ہوگا جب ہم ہر قوم سے ایک گواہ لائیں گے اور ہم آپ کو (اے نبی) ان لوگوں پر گواہ بنائیں گے " حضور نے فرمایا بس اتنا

---

[1] مرقاۃ۔ ص ۴۱۵ ج ۲۔

اَلْاٰنَ فَالْتَفَتُّ اِلَیْہِ — کافی ہے میں نے حضور کی طرف نگاہ اٹھائی
فَاِذَا عَیْنَاہُ — تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور کی آنکھوں سے
تَذْرِفَانِ [1] — آنسو جاری ہیں ؟

جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قرآن پڑھنے کا حکم دیا تو حضرت عبداللہ نے معذرت کی کہ حضور پر قرآن اترا ہے
حضور ہی پڑھنے کا حق ادا کر سکتے ہیں حکمت حکیم کی زبان پہ جاری ہو تو زیادہ شیریں
لگتی ہے اور حبیب کا کلام حبیب کی زبان پر زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن وحدیث
پڑھانے کے سلسلے میں اسلاف کرام کا طریقہ یہی ہوتا کہ وہ قرآن و حدیث خود پڑھتے اور
شاگردان سے سنتے اور وہ ان سے تیزی کے ساتھ محفوظ کرتے [2]

لیکن حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت سننے کے مزاج میں تھے اس لئے
فرمایا میں کسی اور ہی سے سننا چاہتا ہوں اس کی وجہیں مختلف ہو سکتی ہیں ان میں
سے ایک یہ بھی کہ قرآن سننا بھی سنت رسول ہو جائے گویا قرآن پڑھنا بھی عبادت
اور اس کا سننا بھی عبادت بن جائے۔ اسی لئے بعض کا کہنا ہے کہ سننا پڑھنے سے
افضل ہے۔ علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ اس وقت ہوگا جب سننا تعلیم دینے کے
کامل ترین انداز میں ہو۔ اسی سے متاخرین نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ قرآن وحدیث
شاگردوں سے سنتے ہیں [3]

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں تعمیل حکم کے لئے میں نے سورۂ نساء پڑھنی
شروع کی جب آیت کریمہ فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا
بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا [4] میں نے پڑھی " اس وقت کا عالم کیا ہوگا جب
ہر قوم سے ایک گواہ اس قوم کے نبی لائیں گے اور ان انبیاء کے لئے آپ کو گواہ
لائیں گے ؟ پچھلے انبیاء کرام اپنی اپنی قوموں کے کفر وطغیان، فساد عقائد اور
اعمال کے خلاف جب اللہ تعالیٰ کے حضور گواہی دیں گے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

---

[1] بخاری ص ۷۵۵ ج ۲ - مسلم ۲۷۰ ج ۱ - مشکوٰۃ ص ۱۹۰
[2] مرقاۃ ص ۶۱۲ ج ۲ - [3] ایضاً [4] سورۂ نساء ۴۱ -

وسلم ان انبیاء کی گواہی پر مہر تصدیق ثبت کریں گے۔

آیت کریمہ کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ روز قیامت ہر نبی اپنی اپنی قوم کے حق میں یا ان کے خلاف گواہ ہوں گے۔ جب امت محمدیہ پچھلی قوموں کے خلاف گواہی دے گی اس وقت حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے حق میں گواہی دیں گے اور ان کی گواہی کی توثیق کریں گے [۱]

حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں جب میں اس آیت کریمہ تک پہونچا حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور فرمایا بس کرو اتنا ہی کافی ہے اس لئے کہ میں اس آیت پر غور و فکر کر رہا ہوں آنکھیں بے قابو ہوتی جا رہی ہیں قرآن سننے کا میرا حال نہیں رہ گیا ہے۔ جب حضرت عبد اللہ نے حضور کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھی تو حضور آبدیدہ تھے۔

حضور کے آبدیدہ ہونے کی وجہ علامہ ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں کہ یا تو اپنی امت پر رحم آیا یا اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے ظاہر ہونے کا اندیشہ ہو گیا اس لئے حضور پر یہ کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ امام نووی نے فرمایا ہے بہت سے ایسے لوگ رہے ہیں جنہوں نے دوران تلاوت ایک زور کی چیخ ماری اور کچھ لوگ تو ایسے بھی گذرے ہیں جو اسی میں جاں بحق ہو گئے [۲]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دورانِ تلاوت رونا سنت ہے مذکورہ آیت ہی پر پہونچ کر حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ کو کیوں روکا اس کی وجہ علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں اس آیت کے اندر عبرت و نصیحت سے روشناس کرانا تھا اس لئے حضور رو پڑے اور آپ کا آبدیدہ ہونا عبرت و نصیحت ہی کے معنی کا اشارہ کر رہا ہے، روز قیامت کی ہولناکی اور پریشان حالی کا نقشہ جیسے حضور کی نظر دل کے سامنے گھوم گیا تھا جس دن کی پریشان حالی کے باعث حضور اپنی امت کے لئے اس وجہ سے گواہی دیں گے کہ امت نے حضور کی تصدیق کی ہے اور آپ پر ایمان لائی ہے اور ان کے شفاعت کا سوال کریں گے کہ انہیں موقف کی طوالت اور دہشتناکی سے

---

[۱] اشعۃ اللمعات ص ۱۶۰ ج ۲ [۲] مرقاۃ ص ۶۱۲ ج ۲

نجات اور راحت بہم پہونچائیں یہ ایک ایسا نازک مرحلہ ہے جس کے لئے آپ کا رونا اور غمگین ودل فگار ہونا فطری امر ہے۔[1]

محمد بن فضالہ ظفری کی روایت میں آیا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنی ظفر میں تھے۔ ابن ابو حاتم طبرانی وغیرہ نے یونس بن محمد بن فضالہ کی سند سے روایت کی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنی ظفر میں تشریف لائے آپ کے ساتھ حضرت ابن مسعود اور چند صحابہ اور بھی تھے حضور نے ایک قاری کو حکم دیا اس نے پڑھنا شروع کیا وہ پڑھتے پڑھتے اس آیت تک پہونچے۔ "فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ"، تو حضور اس قدر روئے کہ حضور کے رخسار تر ہو گئے اور داڑھی بھیگ گئی اس کے بعد فرمایا اے میرے رب میں ان کا تو گواہ ہوا جو میرے سامنے ہیں لیکن ان کا گواہ کیسے ہو سکتا ہوں جنھیں میں نے دیکھا نہیں۔ ابن مبارک نے "الزھد" میں سعید بن مسیب کی سند سے روایت کی ہے۔ انھوں نے فرمایا روزانہ صبح وشام حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کی امت پیش ہوتی ہے اور آنحضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو ان کی علامت اور اعمال سے شناخت فرمالیتے ہیں اسی لئے حضور ان کے گواہ ہوں گے اس روایت سے ابن فضالہ والی حدیث کا اعتراض ختم ہوجاتا ہے۔[2]

## جس سینے میں قرآن نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے

(۳۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ[3]

بلاشبہ وہ شخص جس کے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

---

[1] عمدۃ القاری ص ۵۷ ج ۲۰ [2] عمدۃ القاری ص ۶۰ ج ۲۰۔

[3] دارمی ص ۴۲۴ مطبع نظامی کانپور۔ ترمذی ص ۱۱۵ ج ۲۔ مشکوٰۃ ص ۱۸۶۔ الترغیب والترہیب ص ۱۷۵ ج ۲۔ ومستدرک ص ۵۵۴ ج ۱۔ اتحاکم۔

جو دل قرآن سے خالی ہے وہ ایک ویرانہ ہے۔ علامہ ملا علی قاری اس کی وجہ تحریر فرماتے ہیں کہ دلوں کی آبادی ایمان اور تلاوت قرآن سے ہوتی ہے۔ اور باطن کی زینت حق اور صحیح عقائد اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور و فکر کرنے سے ہوتی ہے اور جب یہ باتیں نہ ہوں گی تو دل ویرانے ہوں گے[1]

جن گھروں میں انسان آباد نہیں رہتے وہ گھر جنوں اور شیطانوں کا بسیرا بن جاتے ہیں گویا حدیث میں یہ لطیف اشارہ بھی ہے کہ جن دلوں میں قرآن نہیں ان پر شیطانوں کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ قرآن جس سینے میں ہوتا ہے وہ اپنے اندر کی چیزوں کی کمی و بیشی کے مطابق آباد اور آراستہ ہوتا ہے اور جب وہ تصدیق، اعتقاد حق اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور و فکر اور اس کی محبت سے خالی ہو جاتا ہے تو وہ سامان و زینت سے خالی ویران گھر کی طرح ہو جاتا ہے[2]

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو گھر قرآن سے خالی ہے وہ سب سے خالی گھر ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ اَصْفَرَ الْبُيُوْتِ بَيْتٌ لَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ[3]۔ | یقیناً گھروں میں سب سے خالی گھر وہ ہے جس میں اللہ کی کتاب کا کوئی حصہ نہیں۔ |

جس گھر میں قرآن نہیں اور نہ ہی اس میں کسی اور طرح قرآن کی تلاوت ہوتی ہے وہ دنیا کے گھروں میں سب سے خالی گھر ہے۔ امام غزالی حضرت ابو ہریرہ کا قول نقل کرتے ہیں۔ بلاشبہ وہ گھر جس میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے وہ اہل خانہ کے ساتھ وسیع ہو جاتا ہے اس کی خیر و برکت بڑھ جاتی ہے اس میں فرشتے آتے اور شیطان اس سے نکل بھاگتے ہیں اور وہ گھر جس میں کتاب اللہ کی تلاوت نہیں

---

[1] مرقاۃ ص ۵۹۰ ج ۲ [2] ایضاً۔
[3] مستدرک ص ۵۶۶ ج ۱۔ رواہ الحاکم موقوفاً وقال رفعہ بعضہم و الترغیب والترہیب ص ۲۰۵ ج ۳۔

ہوتی وہ اہلِ خانہ کے ساتھ تنگ ہو جاتا ہے اس کی خیر و برکت کم ہو جاتی ہے اور
اس سے فرشتے چلے جاتے ہیں اور اس میں شیطان آجاتے ہیں۔[۱]
دوسری طرف اس پر غور کیجئے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے۔

مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَقَدِ اسْتَدْرَجَ النُّبُوَّةَ بَيْنَ جَنْبَيْهِ غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يُوْحٰى اِلَيْهِ لَا يَنْبَغِيْ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اَنْ يَجِدَ مَعَ مَنْ وَجَدَ وَلَا يَجْهَلَ مَعَ مَنْ جَهِلَ وَفِيْ جَوْفِهٖ كَلَامُ اللهِ[۲]

جس نے قرآن پڑھا تو گویا اس نے اپنے پہلوؤں میں (علمِ) نبوت رکھ لیا۔ ہاں اس کے پاس وحی نہ آئے گی (اس لئے) صاحب قرآن کو غصہ ہونے والوں کے ساتھ نہ غصہ ہونا چاہیے اور نہ جہالت کرنے والوں کے ساتھ جہالت کرنی چاہیئے اس عالم میں کہ اس کے سینے میں اللہ تعالیٰ کا کلام موجود ہے۔

قرآن سے خالی سینہ ایک ویرانہ ہے اور قرآن والے سینے کی قدر و قیمت اور رفعت و عظمت اتنی بڑھ جاتی ہے جیسے اس کے اندر علن میں نبوت آگئی ہو اس لئے اسے انبیاء جیسے اخلاق اپنے اندر پیدا کرنا چاہیئے اور بہت سنجیدہ ہو کر عام انسانوں سے بلند اور اخلاق فاضلہ کا پیکر بن جانا چاہیئے۔ غصہ ور اور غیر سنجیدہ لوگوں کے ساتھ اسے نہ غصہ ہونا چاہیئے اور نہ جہالت سے پیش آنے والوں کے ساتھ جہالت سے پیش آنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام اس کے سینے میں ہو اور پھر وہ کوئی ایسا کام کر بیٹھے جس سے قرآن ابار کرے یا اس کا عمل قرآنی تعلیمات سے ٹکرا رہا ہو۔ دونوں حدیثوں کو پیش نظر رکھا جائے تو حاصل

---

[۱] احیاء العلوم ص ۲۸۰ ج ۱۔
[۲] الترغیب والترہیب ص ۱۶۹ ج ۲۔ مستدرک ص ۵۵۲ ج ۱ از حاکم
مطبوعہ المطبوعات الاسلامیہ حلب۔

قرآن کے لئے عرش کی سی بلندی اور قرآن سے خالی سینے کے لئے تحت الثر
کی سی پستی کا اندازہ اچھی طرح کیا جاسکتا ہے گویا یہ حدیثیں اہل ایمان کو اپیل کر رہی
کہ کون ہے جو اپنے سینے میں قرآن رکھکر نبوی عظمت و جلال کا اسے گنجینہ بنائے ا
کون ہے جو اپنے سینے کو اس سے خالی رکھکر ایک خانہ خراب بنالے۔

## غفلت سے قرآن جلد فراموش ہوسکتا ہے

(۳۸) حضرت ابو
اشعری رضی اللہ تع
عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ | تم قرآن سے تعلق رکھو رکھو اس |
| فَوَالَّذِي نَفْسِي | مستقل پڑھتے رہو اس ذات کی قس |
| بِيَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ | جس کے قبضۂ قدرت میں میری جا |
| تَفَصِّيًا مِنَ الْاِبِلِ فِي | ہے یقیناً قرآن پیروں میں بندھن لگ |
| عُقُلِهَا [1] | ہوئے اونٹوں سے نکل بھاگنے میں کہیں زیادہ تی |

قرآن ذہنوں سے بہت تیز نکل جاتا ہے۔ اس مفہوم کو ایک موثر مثال سے
سمجھایا گیا ہے جن اونٹوں کے پاؤں رسی سے بندھے ہوں انہیں اگر تھوڑی سی مہلت
مل جائے تو کتنی تیزی سے کسی طرف نکل بھاگتے ہیں اسی طرح قرآن بھی ذہنوں
سے بہت تیزی سے نکلتا ہے۔ اس لئے تم اس سے برابر تعلق اور سابقہ رکھو، اس
کا جائزہ لیتے رہو اس کو مسلسل اور مستقل پڑھتے رہو اس سے ہمیشہ وابستگی
اور ربط باقی رکھو۔ جہاں تعلق ٹوٹا وہ ذہنوں سے نکلا۔ حافظ قرآن اس حدیث
کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اس کا تو ہم اور آپ بھی مشاہدہ

---

[1] بخاری ص ۷۵۳ ج ۲۔ مسلم ص ۲۶۷ ج ۱ مشکوٰۃ ص ۱۹۰ و
مسند امام احمد۔

رتے ہیں کہ عموماً حافظ قرآن جو ہمیشہ پڑھتے رہتے ہیں رمضان المبارک سے پہلے
اصی محنت کرتے ہیں تب کہیں وہ اس پوزیشن میں ہوتے ہیں کہ تراویح پڑھا سکیں
خروہ ذہنوں سے کیوں اس طرح نکلتا ہے۔

علامہ طیبی اس کی وجہ تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن انسان کا کلام نہیں بلکہ وہ
تضاو قدر اور قوت و توانائی پیدا کرنے والے کا کلام ہے اس کے اور انسان کے
رمیان کوئی قریبی مناسبت نہیں کیونکہ انسان حادث ہے اور خالق قدیم ہے۔
للہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے بے پایاں فضل و کرم سے انسانوں پر بڑا احسان فرمایا اور
ن کو یہ عظیم نعمت مرحمت فرمائی۔ اس لئے انسان کو حفظ کے لئے قرآن سے سابقہ اور
میشہ اس کی نگہداشت اور امکان بھر اس سے تعلق باقی رکھنا چاہیئے[۱]

بخاری و مسلم کی دوسری روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! صاحب
رآن کی مثال بندھے ہوئے اونٹوں کی طرح ہے اگر اونٹ والا اس کی حفاظت اس کی
یکھ ریکھ اور نگہداشت رکھتا ہے تو وہ اس کو روکے رکھتا ہے اور اگر وہ اسے چھوڑ
یتا ہے تو وہ نکل بھاگتا ہے۔ مسلم کی ایک اور روایت میں ہے جب صاحب قرآن اس
اہتمام کرتا ہے اور اس کو دن رات پڑھتا ہے تو اسے یاد رہتا ہے اور جب اس کا
ہتمام ترک کر دیتا ہے تو وہ اسے بھول جاتا ہے[۲]

## کسی کو یہ نہ کہنا چاہیئے کہ میں قرآن بھول گیا

(۳۹) حضرت عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا۔

| | |
|---|---|
| بِئْسَمَا لِاَحَدِهِمْ یَقُوْلُ | کسی کے لئے یہ بری بات ہے کہ وہ |
| نَسِیْتُ اٰیَةَ کَیْتَ وَکَیْتَ | کہے میں یہ اور وہ آیت بھول گیا بلکہ اسے |
| بَلْ هُوَ نُسِّیَ اِسْتَذْکِرُوا | بھلا دی گئی تم قرآن کو خوب یاد کرتے |

---

[۱] مرقاۃ ص ۲۰۹ ج ۲
[۲] بخاری ص ۷۵۲ ج ۲ مسلم ص ۲۶۷ ج ۱ الترغیب والترہیب ص ۱۷۹ ج ۳

الْقُرْاٰنَ فَلَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ بِعُقُلِهَا [1]
رہو کیونکہ وہ بلاشبہ رسیوں بندھے ہوئے اونٹوں سے ک... تیز نکل بھاگنے والا ہے۔

اس حدیث میں اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن ... کرکے بھول جائے تو اسے یہ نہ کہنا چاہیئے کہ میں قرآن بھول گیا بلکہ قرآ... مجھ سے بھلا دیا گیا۔ جیسا کہ صحیحین کی روایت ہے۔

لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَذَا بَلْ هُوَ نُسِّيَ [2]
تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ ... فلاں آیت بھول گیا بلکہ اس ... وہ بھلا دی گئی۔

علامہ قرطبی نے دونوں معنی کی وضاحت کی ہے فرماتے ہیں اگر وہ ... کہتا ہے کہ قرآن مجھ سے بھلا دیا گیا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس نے اس سے تعا... باقی رکھنے اور اس کو اچھی طرح یاد کرنے میں کوتاہی کی اس لئے اس کو بھول جانے کی س... دی گئی اور اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میں بھول گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن اس نے... چھوڑ دیا اور اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی [3]

گویا جب وہ یہ کہتا ہے کہ میں قرآن بھول گیا تو وہ دراصل یہ کہتا ہے ک... میں نے قرآن چھوڑا اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور ظاہر ہے کہ ایک اہل ایمان کا یہ ک... مناسب نہیں اور جب وہ یہ کہتا ہے کہ مجھ سے قرآن بھلا دیا گیا تو گویا وہ کہتا ہے قرآن... سے غفلت اور کوتاہی کی مجھے سزا ملی۔ اسی لئے امام نووی نے فرمایا ہے کہ یہ کہنا کہ می... فلاں آیت بھول گیا مکروہ ہے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ مجھ سے فلاں آیت بھلا دی گئی [4]

عینی میں ہے کہ مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی ہے [5] علامہ طیبی نے فرمایا ہے یہ کہنا ...

---

[1] بخاری ص ۵۲ ج ۲، مسلم ص ۲۶۷ ج ۱، الترغیب والترہیب ص ۷۹ ج ۳
[2] بخاری ص ۵۳ ج ۲، مسلم ص ۲۶۸ ج ۱۔ [4] عمدۃ القاری ص ۴۸ ج ۲۰۔
[3] مرقاۃ ص ۶۱ ج ۲۔ [5] عمدۃ القاری ص ۴۸ ج ۲۰۔

کہ "قرآن مجھ سے بھلا دیا گیا" اشارہ کرتا ہے کہ حفظ برقرار رکھنے اور پابندی سے قرآن پڑھنے میں اس نے کوتاہی نہیں کی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی مصلحت کی وجہ سے اس سے قرآن بھلا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

| | |
|---|---|
| مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا۔ | جس آیت کو بھی ہم منسوخ کرتے یا اس کو بھلاتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لاتے ہیں۔ |

اور "میں بھول گیا" کہنا یہ بتاتا ہے کہ اس نے قرآن سے ربط و تعلق نہ رکھا اس سے غفلت برتی[1] علامہ خطابی نے فرمایا ہے جب کوئی قرآن بھول جائے تو یہ کہے "قرآن مجھ سے بھلا دیا گیا" اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کو کسی گناہ یا قرآن سے صحیح وابستگی نہ رکھنے کی سزا ملی ہے[2]

یہ معنی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے لیا گیا ہے۔

| | |
|---|---|
| اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى۔ (طٰهٰ ۱۲۶) | تمہارے پاس ہماری آیتیں پہونچیں تو تم بھول گئے ایسے ہی آج تم کو بھلایا جا رہا ہے۔ (یعنی بھولنے کی سزا دی جا رہی ہے) |

اور اس حدیث مشہور سے بھی ماخوذ و مستفاد ہے۔

| | |
|---|---|
| عُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِيْ فَلَمْ اَرَ اَعْظَمَ ذَنْبًا مِنْ رَجُلٍ اُوْتِيَ اٰيَةً فَنَسِيَهَا[3] | میرے سامنے میری امت کے گناہ پیش کئے گئے تو سب سے بڑا گنہگار اس شخص کو دیکھا جس کو کوئی آیت دی گئی پھر وہ اس کو بھول گیا۔ |

اور یہی حدیث میں قرآن بھولنے والے کو کیا کہنا چاہئے اس کو اس کی تعلیم

---

[1] مرقاۃ۔ ص ۶۱۰ ج ۲

[2] عمدۃ القاری۔ ص ۸۹ ج ۲۰

[3] مرقاۃ۔ ص ۶۱۰ ج ۲

دی گئی ہے اور ساتھ ہی قرآن یاد کرنے والے اور حفاظ کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ وہ اسے خوب یاد کریں کیونکہ قرآن بندھے ہوئے اونٹوں اور چوپایوں سے بھی کہیں تیز ذہنوں سے نکل بھاگنے والا ہے۔

مذکورہ تینوں حدیثوں میں تھوڑے سے لفظی فرق کے ساتھ یہی بات کہی گئی ہے کہ کچھ حصۂ قرآن کے حافظ یا پورے قرآن کے حافظ کو بار بار اور مستقل قرآن پڑھتے اور دوہراتے رہنا چاہئے ورنہ وہ ذہنوں سے بہت جلد نکل جاتا ہے اور قرآن بھولنے والا سخت گنہگار ہے اس کے بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں ابھی ایک مشہور حدیث کا ایک ٹکڑا گذرا پوری حدیث اس طرح ہے۔

## قرآن بھول جانا سب سے بڑا گناہ ہے

(۴۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُوْرُ أُمَّتِيْ حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوْبُ أُمَّتِيْ فَلَمْ أَرَ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُوْرَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوْتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا [1]

میرے سامنے میری امت کے اجر و ثواب پیش کیے گئے یہاں تک کہ وہ تنکا بھی جسے آدمی مسجد سے نکال پھینکتا ہے اور میرے سامنے میری امت کے گناہ پیش کیے گئے تو میں نے سب سے بڑا یہ گناہ دیکھا کہ قرآن کی کوئی سورہ یا کوئی آیت کسی کو دی گئی (اس کو یاد کیا) پھر وہ اسے بھول گیا۔

مسجد کی صفائی کا اجر و ثواب بھی کم نہیں اس حدیث میں حضور صلے

---

[1] ترمذی ص ۱۱۵ ج ۲۔ الترغیب والترہیب ص ۱۷۶ ج ۳ ابوداؤد، ابن ماجہ صحیح ابن خزیمہ، ومرقاۃ ص ۶۱۵ ج ۲۔

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے کسی شخص نے اگر مسجد سے ایک تنکا بھی باہر پھینکا اسے بھی میں نے اس کے نامۂ اعمال میں لکھا دیکھا اور فرمایا جب میری امت کے گناہ میرے سامنے پیش ہوئے تو اپنی امت کے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ یہ دیکھا کہ کسی کو قرآن کو کوئی سورہ یا آیت ملی پھر وہ فراموش کر گیا قرآن پڑھنے اور یاد کرنے کا جتنا عظیم اجر و ثواب ہے۔ قرآن بھول جانے پر اس کا وبال بھی اسی انداز و حساب سے ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا مِنِ امْرِئٍ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ اِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ اَجْذَمَ [۱]

جو انسان بھی قرآن پڑھے پھر اسے بھول جائے وہ اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔

حدیث میں "اجذم" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کا ایک معنی کوڑھی جیسا کہ ترجمہ کیا گیا۔ علامہ ابن قتیبہ نے بھی یہی معنی بتایا ہے، علامہ خطابی ابوعبیدہ سے نقل کرتے ہیں کہ "اجذم" کا معنی ہاتھ کٹا ہوا آدمی۔ گویا جو قرآن پڑھ کر بھلا دے وہ قیامت کے دن کوڑھی یا ہاتھ کٹا ہو کر اللہ تعالیٰ کے روبرو ہوگا [۲]

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بھیانک انجام سے بچائے اور ہمیں قرآن یاد رکھنے کی توفیق بخشے، آمین۔

---

[۱] ابو داؤد ص ۲۳۲ ج ۱۔ الترغیب والترہیب ص ۲۷۶ ج ۳ مشکوٰۃ ص ۹۱ دارمی۔

[۲] الترغیب والترہیب ص ۲۷۶ ج ۳۔

# تیسرا باب

## سورتوں کے فضائل

# قرآن کا ایک حصہ دوسرے سے افضل ہو سکتا ہے

اس سے قبل کہ سورتوں کے فضائل کا آغاز کیا جائے ایک مختصر سی گفتگو یہ پیش کی جاتی ہے کہ قرآن کا ایک حصہ دوسرے سے افضل ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟
اس بارے میں اسلاف کا اختلاف رہا ہے۔

امام مالک، امام ابوالحسن اشعری، قاضی ابوبکر باقلانی اور محدث ابن حبان وغیرہم کا مذہب یہ ہے کہ قرآن کا ایک حصہ دوسرے سے افضل نہیں ہو سکتا ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ کم فضیلت کا حامل حصہ افضل کے درجہ سے ناقص ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے اسماء، وصفات اور اس کے کلام میں کوئی نقص نہیں ہو سکتا۔

جمہور کا مسلک یہ ہے کہ قرآن کا ایک حصہ دوسرے سے افضل ہو سکتا ہے۔ احادیث کے ظاہری الفاظ اس کا بھرپور ثبوت بہم پہونچاتے ہیں۔ بخاری کی حدیث میں ہے سورۂ فاتحہ سب سے عظیم سورہ ہے۔ علامہ بدرالدین عینی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ بعض قرآن کے دوسرے سے افضل ہونے پر یہ حدیث بھی بطور دلیل پیش کی گئی ہے۔ اشعری اور ایک جماعت نے اسے ممنوع قرار دیا ہے ان کی دلیل ابھی گذر چکی، علامہ عینی ان کا جواب یہ دیتے ہیں کہ افضلیت کا تعلق عبادت گذاروں کے نفع و ثواب سے ہے معنی اور صفت سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

کچھ حضرات نے اس آیت کریمہ سے افضلیت پر استدلال کیا ہے۔

نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا (البقرہ ۱۰۶) — ہم کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں تو اس سے بہتر یا اسی کی مثل لاتے ہیں۔

علامہ عینی اس کا بھی جواب دیتے ہیں کہ بہتر ہونے کا تعلق بندوں کے نفع اور ان کے لئے آسان ہونے سے ہے۔ اصل کلام سے اس کا تعلق نہیں ہے[1]

---

[1] عمدۃ القاری ص ۵۹ ج ۸

ابوداؤد طیالسی، امام احمد، عبد بن حمید، بیہقی، مسلم، ابوداؤد و حاکم کی روایت ہے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| یَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِیْ اَیُّ اٰیَۃٍ مَّعَکَ فِی الْقُرْاٰنِ اَعْظَمُ قَالَ اٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ قَالَ لِیَهْنِکَ الْعِلْمُ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ۔ | اے ابومنذر تمہارے ساتھ قرآن کی سب سے عظیم آیت کون سی ہے ابومنذر ابی بن کعب نے عرض کیا آیت الکرسی حضور نے فرمایا ابومنذر تمہیں یہ علم مبارک ہو۔ |

علامہ خازن اس حدیث کے تحت رقمطراز ہیں۔ علماء نے فرمایا آیت الکرسی قرآن کی عظیم ترین آیت کی حیثیت سے ممتاز اس لئے ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے بنیادی اسماء وصفات مثلاً الٰہیت، وحدانیت، حیات، قیومیت، مالکیت، قدرت اور مشیت ان سبھی کو یہ آیت اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے بنیادی اسماء وصفات ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن میں جن جن چیزوں کا ذکر ہے ان میں سب سے عظیم خداوند کریم ہے اس لئے اس کا ذکر مثلاً توحید و تعظیم یہ بھی دیگر تمام اذکار سے عظیم ہوگا جو حضرات بعض قرآن کا بعض سے افضل ہونا جائز کہتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث بھی ہے۔

بعض قرآن کا بعض سے افضل ہونا ایک جماعت کے نزدیک صحیح نہیں ابوالحسن اشعری اور ابوبکر باقلانی اس جماعت میں شامل ہیں (ان کی دلیل اوپر گذر چکی) رہا مذکورہ احادیث میں اعظم (عظیم ترین) یا دوسری احادیث میں افضل کے الفاظ جو وارد ہوئے ہیں وہ اعظم عظیم کے معنی میں اور افضل فاضل کے معنی میں ہے۔ اور جو علماء اور متکلمین ایک حصۂ قرآن کو دوسرے سے افضل ہونا جائز قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں افضلیت کا تعلق قاری کے لئے اجر عظیم ہونے یا اس کے ثواب کے کثیر ہونے سے ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اس کا ثواب زیادہ ہے۔ یہی مختار ہے[۱]

علامہ قرطبی فرماتے ہیں ایک حصۂ قرآن کا دوسرے سے افضل ہونا حق ہے ابن حصار

[۱] خازن ص ۲۹۵، ۲۹۶ ج ۳

نے فرمایا ہے اس سلسلے میں جو اختلاف کا ذکر کرتا ہے اس سے حیرت ہوتی ہے کیونکہ افضلیت کے حق میں بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں۔

امام غزالی تو افضلیت کو حق نہ ماننے والوں پر برس پڑے ہیں، "جواہر القرآن"[لہ] میں لکھتے ہیں شاید آپ (بطور اعتراض) یہ کہیں کہ آپ نے قرآن کی کسی آیت کو دوسری سے اشرف اور افضل ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے حالانکہ سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس لئے بعض قرآن دوسرے سے افضل و اشرف کیسے ہو سکتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آیت الکرسی اور آیت مداینت اور سورۂ اخلاص اور سورۂ تبت کے درمیان جو فرق ہے اسے سمجھنے کے لئے آپ کا نور بصیرت رہنمائی نہ کر سکے اور فرق کا عقیدہ رکھنے کے لئے آپ کا ڈھیلا کمزور اور تقلید میں ڈوبا ہوا نفس لرز رہا ہو تو آپ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقلید کیجئے انہیں پر یہ قرآن نازل کیا گیا ہے۔ انہیں کا ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| یٰسٓ قلبُ القرآنِ | سورہ یٰس قرآن کا دل ہے۔ |

اور فرمایا۔

| | |
|---|---|
| فَاتِحَةُ الکِتَابِ اَفضَلُ سُوَرِ القُرآنِ | سورۂ فاتحہ قرآن کی سب سے افضل سورت ہے۔ |

ایک حدیث میں فرمایا۔

| | |
|---|---|
| اٰیَةُ الکُرسِیِ سَیِّدَۃُ اٰیِ القُرآنِ | آیت الکرسی قرآنی آیتوں کی سردار ہے۔ |

اور ارشاد فرمایا۔

| | |
|---|---|
| قُل هُوَ اللهُ اَحَدٌ تَعدِلُ ثُلُثَ القُرآنِ | قل ہو اللہ قرآن کے تہائی کے برابر ہے۔ |

ان کے علاوہ اور بھی بے شمار احادیث ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض قرآن

---

لہ جواہر القرآن ص ۶۷، ۶۸ از امام غزالی مطبعہ کردستان علمی مصر ۱۳۲۹ھ۔

کا بعض سے افضل ہونا حق ہے۔

علامہ ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں "افضلیت کے ثابت ہونے کے بعد کثیر بعض کا کہنا ہے کہ افضل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نفس کے تاثرات، خشیت، تدبر اور تفکر کے اعتبار سے ثواب چند گونہ اور اجر بڑھ جاتا ہے اور بعض کا یہ بھی قول ہے کہ خود الفاظ کے لحاظ سے بعض قرآن بعض سے افضل ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ کے قول " والٰھکم الٰہ واحد" پوری آیت اور آیت الکرسی اور سورۂ حشر کا آخری حصہ اور سورۂ اخلاص میں اس کی وحدانیت اور صفات کی جو رہنمائی ہے وہ " تبت یدا ابی لھب" اور اس طرح کی دیگر آیتوں میں موجود نہیں اس لئے بعض کا بعض سے افضل ہونا۔ عجیب مفاہیم و معانی اور ان کی فراوانی کے لحاظ سے ہے۔[۱]

علامہ طیبی کا میلان بھی اسی طرف ہے چنانچہ " اعظم سورۃ " کے تحت انہوں نے لکھا ہے۔ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورۂ فاتحہ کو اعظم سورۃ (سب سے بڑی سورت) فرمایا۔

اس لئے کہ یہ قدر و منزلت اور اس خصوصیت کے ساتھ ممتاز ہے جس کے اندر دوسری سورتیں شریک نہیں اور اس وجہ سے بھی کہ گو اس میں الفاظ کم ہیں لیکن معانی اور فوائد بے شمار ہیں۔[۲] امام رازی کا رحجان بھی اسی طرف ہے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

| | |
|---|---|
| فَمَنْ عَلِمَ تَفْسِيْرَ الْفَاتِحَةِ كَانَ كَمَنْ عَلِمَ تَفْسِيْرَ جَمِيْعِ كُتُبِ اللّٰهِ الْمُنْزَلَةِ وَمَنْ قَرَأَهَا فَكَاَنَّمَا قَرَأَ التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَالزَّبُوْرَ وَالْفُرْقَانَ ۔ | جس نے فاتحہ کی تفسیر جان لی وہ ایسے ہو گیا جیسے اس نے اللہ تعالیٰ کی تمام نازل کی ہوئی کتابوں کی تفسیر جان لی اور جس نے اسے پڑھا تو گویا اس نے تورات، انجیل، زبور اور فرقان (قرآن) پڑھ لیا۔ |

---

[۱] مرقاۃ ص ۴۳۷ ج ۲ [۲] مرقاۃ ص ۴۰۹ ج ۲

اس کے تحت "تفسیر کبیر" میں امام رازی فرماتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ آسمانی سبھی کتابوں کا مقصود اصول و فروع اور مکاشفات کا علم ہے اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سورۂ فاتحہ میں یہ تینوں علوم بھرپور اور مکمل طور سے پائے جاتے ہیں اس لئے جب یہ بلند مقاصد اس میں موجود ہیں تو لازمی طور سے یہ سورہ تمام الٰہی مقاصد پر مشتمل ہے۔[1]

گویا امام رازی نے سورۂ فاتحہ کو سب سے بڑی سورہ اس لئے بتایا کہ الٰہی مطالب و مقاصد کو یہ اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ ان دلائل اور تصریحات کی روشنی میں قرآن کے ایک حصہ کا دوسرے حصے سے افضل ہونا واضح ہو جاتا ہے۔ اب آیتوں اور سورتوں کے الگ الگ فضائل سے متعلق احادیث پیش کی جاتی ہیں ان سے بھی افضلیت کی حقانیت اور روشن ہو جائے گی۔

## فضائل بسم اللہ

اس سلسلے میں ائمہ و فقہاء کا اختلاف ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورہ فاتحہ کا جزء ہے یا نہیں امام شافعی سعید بن جبیر، عطاء، ابن مبارک اور امام احمد کا ایک روایت میں یہ قول ہے کہ بسم اللہ جزء فاتحہ ہے۔

علامہ خازن شافعی نے لکھا ہے کہ یہی ابن عباس، ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول ہے۔ قراء میں امام نافع مدنی بروایت قالون، امام عبد اللہ بن کثیر، امام عاصم بن بہدلہ کوفی اور علی بن حمزہ، کسائی کوفی کے نزدیک بھی فاتحہ کا جزء ہے۔

امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام اوزاعی، امام سفیان ثوری اور ایک روایت میں امام احمد کا قول یہ ہے کہ بسم اللہ شریف سورۂ فاتحہ یا اور کسی سورہ کا جزء نہیں یہی مذہب جمہور صحابہ اور تابعین کا ہے۔ قراء میں امام مدنی بروایت ورش، امام عبد اللہ بن عامر شامی، امام حمزہ بن حبیب زیات کوفی اور امام ابو عمرو بن علا بصری کے نزدیک بھی جزء فاتحہ نہیں۔

---

[1] ص ۱۷۸ ج ۱

رہا یہ کہ بسم اللہ شریف سورۂ فاتحہ کے علاوہ اور کسی سورہ کا جزء ہے یا نہیں اس بارے میں فقیہ مقری علی نوری سفاقسی علیہ الرحمہ نے "غیث النفع فی القراءات السبع" میں نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین اعلام کا اجماع تھا کہ بسم اللہ دیگر سورتوں کا جزء نہیں۔ تمام قراء کا بھی اس پر اتفاق ہے۔ امام زیلعی نے تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں اور علامہ سید ابو السعود ازہری نے فتح اللہ المعین علی شرح الکنز لملا مسکین میں لکھا ہے۔ کہ جو بسم اللہ کو سورۂ فاتحہ کے علاوہ دیگر سورتوں کا بھی جزء قرار دے وہ مخالف اجماع ہے۔

صرف امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کی طرح ہر سورہ کا جزء ہے۔ علامہ بدر الدین محمود عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں نقل کیا ہے کہ امام شافعی سے پہلے اور کسی کا یہ قول نہیں سلف کا اختلاف صرف اس بارے میں تھا کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا جزء ہے یا نہیں بسم اللہ کو دیگر سورتوں کا جزء کسی نے بھی شمار نہ کیا۔ ہاں امام اعظم علیہ الرحمہ اور دیگر ائمہ وعلماء کا مذہب صحیح یہ ہے کہ بسم اللہ شریف جزء قرآن ہے اور یہ سورتوں کے درمیان فصل کے لئے نازل ہوئی ہے۔

بہر حال جمہور علماء وائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ بسم اللہ شریف قرآن ہے اور سورہ برائت کے علاوہ کسی بھی سورہ سے ابتدائے تلاوت ہو تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا بالاجماع سنت ہے[1]

اس لئے ہم اس کے بعض فضائل تحریر کرتے ہیں۔

(۱) حضرت ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر کتاب کا ذریعۂ آغاز ہے[2]

---

[1] وصاف الرجیح فی بسملۃ التراویح از امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ مطبوعہ در فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۵۵۵ تا ۵۷۵ شائع کردہ علامہ حافظ عبد الرؤف علیہ الرحمہ سابق نائب شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ وناظم سنی دار الاشاعت مبارکپور اعظم گڈھ یوپی ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء

[2] کنز العمال ص ۲۲۰ ج ۱ بحوالہ الجامع از خطیب ۔ جزء اول

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے "جو بھی اہم کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ شروع نہیں کیا جاتا وہ ادھورا اور نامکمل رہ جاتا ہے۔"[1]

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے متعلق رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا حضور نے فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کے اور اللہ تعالیٰ کے اسم اکبر کے درمیان آنکھ کی سیاہی اور سفیدی ہی اتنا فاصلہ ہے[2]

(۴) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بڑی عمدگی اور خوبی سے پڑھا اس سے اس کی بخشش ہوگئی[3]

(۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ عزوجل کی تعظیم کے لئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عمدہ شکل میں تحریر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا[4]

امام رازی نے تفسیر کبیر میں بسم اللہ کے فضائل و برکات سے متعلق بہت سی روایات جمع کی ہیں ان میں سے چند ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔

(۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام علالت میں مبتلا ہوئے آپ کے شکم میں شدید درد ہوگیا آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے

---

[1] ایضاً ایضاً بحوالہ اربعین از عبدالقادر رہاوی

[2] ایضاً ایضاً بحوالہ ابن نجار و درمنثور ص ۸ ج ۱ تفسیر ابوحاتم، مستدرک حاکم، شعب الایمان بیہقی، فضائل ابوذر ہروی و تاریخ خطیب بغدادی

[3] کنز العمال ص ۲۲۰ ج ۱ بحوالہ صحیح ابن حبان والجامع از خطیب و درمنثور ص ۱۰ ج ۱ شعب الایمان از بیہقی۔

[4] درمنثور ص ۱۰ ج ۱ تاریخ اصبہان از ابونعیم ومصاحف از ابن اشتہ۔

آپ کو صحرا کی ایک گھاس بتائی حضرت موسیٰ نے اسے کھایا اللہ کے حکم سے آپ کو شفاء مل گئی پھر دوبارہ آپ اسی مرض میں مبتلا ہوئے آپ نے پھر وہی گھاس کھائی لیکن اب مرض بڑھ گیا آپ نے عرض کیا اے پروردگار میں نے پہلے اسے کھایا تو فائدہ ہوا اور اب کھایا تو میرا مرض بڑھ گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی بار گھاس کے لئے تم میری طرف سے گئے تھے اس لئے اس سے شفاء ملی اور دوسری بار گھاس کے لئے تم خود سے گئے تھے اس لئے مرض میں اضافہ ہو گیا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پوری دنیا زہر قاتل ہے اور اس کا تریاق میرا نام ہے[1]

(۷) مروی ہے کہ فرعون نے اپنے دعویٰ الٰہیت سے پہلے ایک محل بنایا تھا اور اس کے باہری دروازہ پر "بسم اللہ" لکھنے کا حکم دیا تھا پھر جب اس نے الٰہیت کا دعویٰ کیا اور اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے حضرت موسیٰ نے اس کو اللہ واحد پہ ایمان لانے کی دعوت دی۔ لیکن انہوں نے اس میں ہدایت و صلاح کا اثر نہ دیکھ کر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا میں بار بار اس کو تیری طرف بلاتا ہوں اور اس میں مجھے کوئی بھلائی نظر نہیں آتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ شاید تم اسے ہلاک کر دینا چاہتے ہو تم اس کے کفر کو دیکھ رہے ہو اور میں اپنا نام دیکھ رہا ہوں جو اس نے اپنے دروازہ پر لکھ رکھا ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ اس میں نکتہ یہ ہے کہ جس نے کلمۂ بسم اللہ اپنے باہری دروازہ پہ لکھ لیا وہ ہلاکت سے بے خوف ہو گیا گو وہ کافر ہی کیوں نہ ہو تو بھلا اس کا عالم کیا ہوگا جو اس کو اپنی ابتدائے عمر سے اخیر زندگی تک اپنے دل کے سیاہ نقطے پہ لکھے ہوئے ہوتا ہے[2]

---

[1] ص ۱۶۷ ج ۱

[2] ایضاً ص ۱۶۹ ج ۱

(۸) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی انگوٹھی مرحمت فرمائی اور فرمایا اس میں لا الٰہ الا اللہ نقش کرو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ انگوٹھی نقاش کو دی اور اس کو حکم دیا۔ اس میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نقش کردو۔ نقاش نے اسے اس میں نقش کردیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت میں انگوٹھی لے کر حاضر ہوئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق" منقش دیکھا۔

حضور نے فرمایا۔ اے ابوبکر یہ (لا الٰہ الا اللہ سے) زائد چیزیں کیسی ہیں۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے یہ بات پسند نہ تھی کہ میں آپ کے اسم گرامی کو اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی سے الگ کرتا۔ لیکن باقی حصہ "ابوبکر الصدیق" اس کے لئے میں نے نہیں کہا تھا حضرت ابوبکر کو ندامت ہوئی اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ابوبکر کا نام تو میں نے لکھا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے آپ کے نام مبارک کو اللہ تعالیٰ کے نام مبارک سے جدا کرنا پسند نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے نام کو آپ کے نام سے جدا کرنا پسند نہیں فرمایا۔

اس میں نکتہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نام محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کے نام مبارک سے الگ کرنا پسند نہیں فرمایا تو ان کو یہ اعزاز ملا تو اس شخص کا عالم کیا ہوگا جو ذکر الٰہی اور نام الٰہی کو ہر وقت اپنے قلب وسینہ سے لگائے ہوتا ہے[۱]

(۹) حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی پر سوار ہوئے اس وقت

---

۱۔ الشفا ۱۶۹ ج ۱

انہوں نے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا پڑھا اور بسم اللّٰ
الرحمٰن الرحیم کے نصف حصہ صرف بسم اللّٰہ کی برکت سے انہیں
نجات ملی اب جو شخص زندگی بھر اس کلمہ کو پیہم کہتا رہے گا وہ نجات سے
کیسے محروم رہ سکیگا نیز یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے "اِنَّهٗ مِنْ
سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کہا تو اس
کے سبب انہیں دنیا و آخرت کی سلطنت ملی اس لئے امید ہے کہ جب
بندہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کہے گا۔ دنیا و آخرت کی بادشاہی
سے سرفراز ہوگا[1]

(۱۰) نبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص احترام وتعظیم
کے سبب زمین سے کوئی ایسا کاغذ اٹھاتا ہے جس میں بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
لکھا ہو وہ اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک صدیقین میں لکھا جاتا ہے اور اس کے
والدین سے عذاب میں کمی کی جاتی ہے۔ خواہ وہ مشرک ہی کیوں
نہ رہے ہوں[2]

(۱۱) قیصر شاہ روم نے حضرت عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھا
کہ مجھے مستقل درد سر رہتا ہے۔ آپ میرے لئے کوئی دوا بھیجئے حضرت عمر نے
اس کے پاس ایک ٹوپی بھیج دی جب بھی وہ اس ٹوپی کو اپنے سر پر رکھتا
اس کا درد سر جاتا رہتا اور جب سر سے اتار دیتا اسے پھر درد سر ہو جاتا
اس سے اس کو حیرت ہوئی اس نے ٹوپی کی تلاشی لی تو اس کے اندر ایک
کاغذ ملا جس میں بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم لکھا تھا[3]

(۱۲) کسی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے کوئی
نشانی طلب کرتے ہوئے کہا آپ اسلام کے دعویدار ہیں آپ ہمیں کوئی

---

[1] ایضاً ایضاً
[2] ایضاً ص ۱۷۱ ج ۱ و درمنثور ص ۱۱ ج ۱ بحوالہ تالی التلخیص۔
[3] تفسیر کبیر ص ۱۷۱ ج ۱۔

نشانی دکھائیے۔ تاکہ ہم اسلام قبول کر سکیں حضرت خالد نے فرمایا میرے پاس زہر قاتل لاؤ زہر کا ایک طشت لایا گیا آپ نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر سب کھا گئے اور اللہ کے حکم سے سلامتی کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے یہ دیکھ کر مجوسیوں نے کہا یہ دین حق ہے[1]

(۱۳) عمرہ فرغانیہ جو ایک بڑی صوفیہ تھیں ان سے پوچھا گیا اس میں کیا حکمت ہے کہ جنبی اور حائضہ کو قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اور بسم اللہ پڑھنے کی اجازت ہے انہوں نے فرمایا اس لئے کہ بسم اللہ نام حبیب کا ذکر ہے اور حبیب کو حبیب سے منع نہیں کیا جاتا[2]

(۱۴) ایک بزرگ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا اور وصیت کی کہ یہ ان کے کفن میں رکھا جائے ان سے پوچھا گیا اس میں آپ کا کیا فائدہ ہے انہوں نے فرمایا میں قیامت کے دن عرض کروں گا اے میرے اللہ تو نے ایک کتاب - - - - بھیجا اس کا عنوان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رکھا اس لئے تو اپنی کتاب کے عنوان کے لحاظ سے میرے ساتھ معاملہ فرما[3]

(۱۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب بنی آدم اپنے کپڑے اتارتے ہیں اس وقت اگر وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیں تو یہ ان کی شرمگاہوں اور جنوں کی نگاہوں کے درمیان پردہ بن جاتا ہے (اس طرح شیطانی نگاہیں انسانی شرمگاہوں تک نہیں پہونچ سکتیں)

اس میں اشارہ یہ ہے کہ دنیا کے اندر جب یہ اسم الٰہی انسان اور اس کے دشمن جنوں کے درمیان حجاب اور پردہ بن سکتا ہے تو گیا یہ اسم الٰہی آخرت میں بندۂ مؤمن اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان حجاب

---

[1] ایضاً ص ۱۷۲ ج ۱

[2] ایضاً ایضاً [3] ایضاً ایضاً

نہ بن سکے گا۔[1]

(۱۶) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تمہیں ضرور ایک ایسی آیت یا سورت بتاؤں گا۔ جو سلیمان (علیہ السلام) کے بعد میرے علاوہ کسی اور نبی پر نازل نہیں ہوئی۔

راوی کہتے ہیں کہ حضور چلے اور میں آپ کے پیچھے ہو لیا حضور مسجد کے دروازہ پر پہونچے اور اپنا ایک پاؤں مسجد کی دہلیز سے باہر کر چکے ابھی دوسرا پاؤں مسجد کے اندر ہی رہا کہ میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے اشتیاق ہے (بات وہ رہ گئی) اس وقت حضور اپنے چہرۂ مبارک کے ساتھ میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا ابتدا، نماز میں کس چیز سے قرآن شروع کرتے ہو میں نے کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نے فرمایا یہی تو وہ ہے (جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد میرے علاوہ کسی نبی پر نازل نہیں ہوئی) اس کے بعد حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لے گئے۔[2]

(۱۷) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوئی بادل مشرق کی طرف بھاگا، ہوا ٹھہر گئی سمندر میں جوش آیا چوپایوں نے توجہ کے ساتھ اپنے کانوں سے سنا، شیطانوں پر آسمان سے پتھر برسا اور اللہ تعالےٰ نے اپنی عزت وجلال کی قسم کے ساتھ فرمایا جس چیز پر بھی اس کا نام لیا جائے گا وہ اس میں برکت دے گا۔[3]

(۱۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا عذاب کے انیس ۱۹ فرشتوں سے جو نجات چاہتا ہے اسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا چاہیئے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے ہر حرف کے بدلے

---

[1] ایضاً ص ۱۷۱ ج ۱

[2] درمنثور ص ۷ ج ۱ ابوحاتم، طبرانی، دارقطنی وسنن بیہقی۔

[3] ایضاً ص ۹ ج ۱ ابن مردویہ وثعلبی۔

ہر شخص کی ایک نیکی مرحمت فرمائے گا[۱]

(۱۹) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تباہی میں پڑ جاؤ تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کئی طرح کی مصیبتیں دور فرماتا ہے[۲]

(۲۰) حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گذر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہاں زمین پر ایک تحریر پڑی تھی آپ نے اپنے ساتھ کے ایک شخص سے فرمایا اس میں کیا (لکھا) ہے اس نے کہا بسم اللہ آپ نے فرمایا جس نے یہ کیا ہے وہ ملعون ہے۔ بسم اللہ کو جو اس کی اپنی جگہ ہے وہی اسے دو[۳]

(۲۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضور نے فرمایا جب استاذ بچے سے کہتا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہو حضور فرماتے ہیں کہ استاذ، بچے اور اس کے والدین کے لئے جہنم سے نجات لکھ دی جاتی ہے[۴]

## سورۂ فاتحہ

سورہ کے معنی عمارت کی ایک منزل کے ہیں قرآن کریم کی سورتیں گویا ایک ایک منزلیں ہیں جو ایک دوسرے سے نرالا الگ الگ تھلگ ہیں یا یہ لفظ سُوْرُ البَلَد (شہر پناہ) سے آیا ہے جو شہر کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے سورہ بھی اپنے اندر کی آیتوں کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے اس لئے اسے سورہ کہتے ہیں۔ یا سورہ کے معنی اونچے مرتبہ کے ہیں۔ سورہ کے اندر کا سبھی کلام

---

[۱] ایضا وکیع وثعلبی۔

[۲] ایضاص ۱۰۹ دیلمی وعمل الیوم واللیلۃ از ابن سنی

[۳] ایضا ص ۱۱ ج ۱ مراسیل ابو داؤد۔

[۴] ایضاً ص ۹ ج ۱ مسند الفردوس از دیلمی۔

[۵] اتقان ص ۵۲ ج ۱

اتنا اونچا کہ اس کی رفعت و بلندی کا اندازہ نہ کیا جا سکے اس لئے اسے سورہ کہا جاتا ہے۔ شریعت میں سورہ قرآن کریم کے اس حصہ کو کہتے ہیں جس کا ایک آغاز اور ایک خاتمہ ہو اور جس میں کم سے کم تین آیتیں ہوں۔

جس طرح قرآن حکیم کے عمومی فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں اسی طرح بہت ساری سورتوں کے خصوصی فضائل بھی بیان کئے گئے ہیں قرآن کے عمومی فضائل کے بعد اب ہم سورتوں کے خصوصی فضائل کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں خصوصیت کے ساتھ سورۂ فاتحہ کے فضائل تو بے شمار ہیں اس کے فضائل کی کثرت کے ساتھ ساتھ اس کے نام بھی کثیر ہیں۔

## اسماء

امام رازی نے "تفسیر کبیر[1]" میں بارہ اور امام سیوطی نے "اتقان[2]" میں پچیس نام ذکر کئے ہیں۔ ذیل میں ناموں کی تفصیل اور ان کے اسباب پیش کئے جا رہے ہیں۔

(۱) فاتحۃ الکتاب
(۲) فاتحۃ القرآن

ان دونوں ناموں کا سبب یہ ہے کہ اس سے قرآن، تعلیم اور نماز کی قرارت کا آغاز کیا جاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ حمد ہر کلام کا ذریعۂ آغاز ہے تیسرا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ یہ آسمان سے اترنے والی سب سے پہلی سورہ ہے۔

(۳) سورۂ حمد — اس کا سبب یہ ہے کہ اس کا پہلا لفظ کلمہ حمد ہے

(۴) سورۂ حمد اولیٰ — یہ سورہ حمد کی پہلی سورہ ہے

(۵) سورۂ حمد قصریٰ — حمد کی یہ مختصر سورہ ہے۔

---

[1] ص ۱۷۳ ج ۱

[2] ص ۵۲، ۵۳ ج ۱

(۶) اُمُّ القرآن ⎤
(۷) اُمّ الکتاب[۱] ⎦ ان دونوں ناموں کے مختلف اسباب ہیں۔

(۱) ام شیٔ اصل شیٔ کو کہتے ہیں اور پورے قرآن سے چار باتوں کو ثابت کرنا مقصود ہے الٰہیات کے مسائل، معاد کی تعلیم و تصور، نبوت کے احکام و مسائل اور قضا و قدر کا ثبوت۔ ارشاد الٰہی "الحمد للہ رب العٰلمین۔ الرحمٰن الرحیم" الٰہیات کا پتہ دیتا ہے اور "مالک یوم الدین" سے دوبارہ جینے کا پتہ ملتا ہے اور "ایاک نعبد و ایاک نستعین" جبر و قدر کے غلط ہونے کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کی بھی کہ سب کچھ اللہ کی قضاء و قدر سے ہوتا ہے اور "اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" سے قضاء و قدر الٰہی کا بھی سراغ ملتا ہے اور نبوت کا بھی، اور قرآن کے سب سے عظیم مقاصد یہی چار ہیں اور اس سورہ کے اندر یہ چاروں ہی پائے جاتے ہیں۔ اس لئے اس کا نام "ام القرآن" اصل قرآن اور "ام الکتاب" اصل کتاب ہوا۔

(۲) آسمانی تمام کتابوں کا نچوڑ تین امور ہیں (۱) زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، (۲) خدمت و اطاعت میں مصروف ہونا (۳) مکاشفات اور مشاہدات کی طلب و درخواست اس طرح "الحمد للہ رب العٰلمین۔ الرحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین" کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے اور "ایاک نعبد و ایاک نستعین" میں خدمت و اطاعت میں مشغولیت و مصروفیت ہے اور "اھدنا الصراط المستقیم" میں مکاشفات، مشاہدات اور ہدایت کی انواع و اقسام کی طلب و درخواست ہے ۔۔۔"

(۳) اس سورہ کے ام القرآن و ام الکتاب نام ہونے کا تیسرا سبب یہ ہے کہ تمام علوم کا مقصد ہے وقارِ ربوبیت اور ذلتِ عبودیت کی شناخت

---

[۱] تفسیر خازن ص ۱۶ ج ۱

و آشنائی، اس طرح "الحمد للہ رب العلمین۔ الرحمن الرحیم مالک یوم الدین۔" سے اس کا پتہ ملتا ہے کہ دنیا و آخرت کے تمام حالات و کیفیات پر اللہ تعالیٰ محیط اور ان پر بھر پور دسترس رکھتا ہے پھر اس کے ارشاد "ایاک نعبد و ایاک نستعین۔" سے عبودیت کی ذلت کا سراغ ملتا ہے۔

(۷) ام القرآن نام ہونے کا چوتھا سبب یہ ہے کہ اُمّ کے ایک معنی لشکر کے جھنڈے کے ہیں۔ قیس بن حطیم عربی شاعر کہتا ہے۔

نَصَبْنَا اُمَّنَا حَتّٰی ابْذَعَرُّوْا

(ہم نے اپنا جھنڈا گاڑ دیا یہاں تک کہ وہ (دشمن) بکھر گئے)

سورۃ فاتحہ کا نام اُمّ القرآن اس لئے ہوا کہ یہ سورہ اہل ایمان کی پناہ گاہ ہے جیسا کہ جھنڈا لشکر کی پناہ گاہ ہوا کرتا ہے۔

## (۸) سبع مثانی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ" ہم نے آپ کو مثانی کی سات آیتیں دیں۔ اسے "مثانی" کیوں کہا گیا اس کی وجہیں یہ ہیں (۱) اس سورہ کے دو ٹکڑے ہیں۔ ایک میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور دوسرے میں اللہ تعالیٰ کی عطا و نوازش ہے۔ (۲) اس کا نام "مثانی" اس لئے ہے کہ یہ نماز کی ہر رکعت میں دوہرائی جاتی ہے۔ (۳) اس کو مثانی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ تمام آسمانی کتابوں سے الگ اور ممتاز ہے، حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس سورہ کی مثال توراۃ، انجیل، زبور اور فرقان (خود قرآن) میں نازل نہ ہوئی اور یہ سورہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

(۴) اس کو مثانی اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں سات آیتیں ہیں اور ہر آیت کی تلاوت قرآن کے ساتویں حصے کے برابر ہے اس طرح جس نے سورۃ فاتحہ پڑھ لی اس کو اللہ تعالیٰ پورا قرآن پڑھنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

(۵) اس میں سات آیتیں ہیں اور جہنم کے دروازے بھی سات ہیں اس لئے

جس شخص نے اس کو پڑھنے کے لئے اپنی زبان کھولی اس کے لئے (جہنم کے) ساتوں دروازے بند کر دیئے گئے اس کی دلیل یہ روایت ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ میں آپ کی امت کے سلسلے میں عذاب سے ڈرتا تھا لیکن جب سورۂ فاتحہ نازل ہوچکی تو میں مطمئن اور بے خوف ہوگیا۔ حضور نے فرمایا وہ کیونکر؟ انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ۔ (سورۂ حجر ع ۴ پ ۱۴ آیت ۴۴) | بلاشبہ جہنم ان سب کا وعدہ ہے اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازہ کے لئے ان لوگوں میں سے ایک حصہ بٹا ہوا ہے۔ |

اور سورۂ فاتحہ میں آیتیں سات ہیں اس لئے جو کوئی انہیں پڑھ لے گا اس کے لئے ہر آیت جہنم کے ایک دروازہ کا ڈھکن ہوگی اس طرح آپ کی امت ان سے بچ کر گذر جائے گی۔

(۶) اس کو مثانی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ نماز میں پڑھی جاتی ہے پھر کسی دوسری سورہ سے ملادی جاتی ہے۔

(۷) اس کو مثانی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ثنار اور تعریف پر مشتمل ہے۔

(۸) سورۂ فاتحہ کے مثانی نام ہونے کی آٹھویں وجہ یہ ہے اسے اللہ تعالیٰ نے دوبارنازل فرمایا۔

(۱۰) **قرآن عظیم** اس کی وجہ مسند امام احمد کی یہ روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ فاتحہ ام القرآن ہے، سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے[1]

---

[1] اتقان ص ۵۳ ج ۱

## (۱۱) وافیہ

حضرت سفیان بن عیینہ اس سورہ کا یہی نام لیتے تھے حضرت ثعلبی نے فرمایا ہے کہ اس کی تشریح یہ ہے کہ اس سورہ میں نصف نصف کرنے کی گنجائش نہیں ہے قرآن کی کسی بھی سورہ کا نصف حصہ کسی رکعت میں پڑھا جائے اور دوسرا نصف دوسری رکعت میں پڑھا جائے تو جائز ہے لیکن اس سورہ میں اس طرح نصف نصف کرنا روا نہیں۔

## (۱۲) کافیہ

اس کا نام کافیہ اس لئے ہے کہ یہ بذات خود کافی ہو جاتی ہے کسی دوسری سورہ کی اسے احتیاج نہیں اور اس کے علاوہ کسی اور سورہ میں یہ بات نہیں، محمود بن ربیع نے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ام القرآن (سورہ فاتحہ) اور سورتوں کا بدل ہے اور اس کے علاوہ دوسری سورتیں اس کا بدل نہیں ہوسکتیں۔

## (۱۳) اساس

اس سورہ کے سورۂ اساس نام ہونے کے تین اسباب ہیں۔

(۱) یہ قرآن کی پہلی سورہ ہے اس طرح یہ اساس (بنیاد) کی طرح ہے۔

(۲) یہ بلند اور عظیم ترین مقاصد پر مشتمل ہے اسی کو اساس کہتے ہیں۔

(۳) ایمان کے بعد سب سے اہم عبادت نماز ہے اور یہ سورہ ضروریات ایمان پر بھی مشتمل ہے اور اس کے بغیر نماز بھی مکمل نہیں ہوسکتی اسی لئے اسے بنیاد کہا گیا۔

## (۱۴) شفاء
## (۱۵) شافیہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فاتحۃ الکتاب ہر زہر کا علاج ہے کسی صحابی کا ایک مرگی زدہ شخص کے پاس سے گذر ہوا انہوں نے اس کے کان میں سورۂ فاتحہ پڑھ دی بس وہ شفاء یاب ہو گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا ذکر کیا تو حضور نے فرمایا یہ (سورہ) ام القرآن ہے اور ہر مرض کی دوا ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ امراض دو طرح کے ہیں روحانی اور جسمانی اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفر کو مرض بتایا ارشاد ہے، فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ، ان کے دلوں میں مرض (کفر) ہے اور یہ سورہ اصول وفروع اور مکاشفات پر مشتمل ہے اس لئے حقیقت میں ان جگہوں میں شفا پانی کا سامان وذریعہ ہے[1]

ابن قانع نے "معجم الصحابہ" میں رجار غنوی سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مخلوق کی حمد و مدح سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس سے خود اپنی حمد و مدح فرمائی اس سے تم شفاء حاصل کرو۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہے۔ حضور نے فرمایا "الحمد للہ" اور "قل هُوَ اللهُ اَحَدٌ" جسے یہ قرآن شفاء نہ دے پھر اللہ تعالیٰ اسے شفاء نہ بخشے[2]

## (۱۶) صلوٰۃ
## (۱۷) سورۂ صلوٰۃ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "صلوٰۃ" (سورۂ فاتحہ) کو میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے۔

صلوٰۃ سے مراد یہی سورہ ہے اور اس وجہ سے بھی اس سورہ کو "صلوٰۃ" اور سورۂ صلوٰۃ کہتے ہیں کہ صلوٰۃ کے معنی نماز کے ہیں یہ سورہ نماز کا واجبی حصہ ہے۔

## (۱۸) سوال

حدیث قدسی ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ربّ العزت جل جلالہ سے روایت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "جسے میرے ذکر کی مشغولیت کے سبب مجھ سے سوال کرنے کا موقع نہ مل سکا اس کو میں نے اس سے کہیں زیادہ عطا کیا جو میں مانگنے والوں کو عطا کرتا ہوں۔

اس سورہ میں کسی مادی چیز کا سوال تو نہیں ہے لیکن ایک عظیم مراد کا سوال ضرور ہے اور وہ ہے ہدایت کا سوال جو مقاصد دین میں نہایت اہم اور کامل ترین

---

[1] تفسیر کبیر ص ۱۷۸ ج ۱ [2] درمنثور ص ۶ ج ۱

مقصد ہے اور "اھدنا الصراط المستقیم" کے سوال نے یہ بھی واضح کر دیا کہ معرفت راہ و منزل اور معرفت الٰہی کی جنت آسائش و خلو کی جنت سے بہتر ہے اسی لئے تو بات "اھدنا الصراط المستقیم" (ہمیں سیدھی راہ چلا) پر ختم ہوئی اور یوں نہ فرمایا "ارزقنا الجنۃ" ہمیں جنت عطا فرما۔

## (۱۹) سورۂ شکر

اسے سورۂ شکر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور احسان کی حمد و ثنا ہے اور یہی محسن کی شکر گذاری ہے۔"

## (۲۰) سورۂ دعاء

اس سورہ کو سورۂ دعا اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ہدایت کی دعا کی گئی ہے۔

## (۲۱) کنز

کنز۔ خزانہ کو کہتے ہیں اس کو کنز اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ سورہ علوم و معارف اور رموز و اسرار کا خزانہ ہے یا اس لئے کہ یہ کنزِ عرش (خزانۂ عرش) سے نازل کی گئی ہے۔

## (۲۲) راقیہ

جس سے شفاء کے لئے پھونکا جائے اس کی وجہ یہ روایت ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے بیان فرمایا ہم نے ایک سفر میں ایک جگہ پڑاؤ کیا ہمارے پاس ایک لڑکی آئی اس نے کہا ہمارے قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے آپ میں کوئی جھاڑ پھونک جانتا ہے چنانچہ ہم میں سے ایک شخص گیا اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر اسے پھونکا اور وہ ٹھیک ہو گیا[1]

## (۲۳) سورۂ مناجات

اس لئے کہ بندہ اس کے ذریعہ اپنے رب

[1] الاتقان ص ۱۶۳ ج ۲ بحوالہ بخاری۔

سے مناجات کرتا ہے۔

## (۲۴) سورۂ تفویض

تفویض کے معنی سپرد کر دینے کے ہیں۔ بندۂ مومن جب کہتا ہے " اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ " تو گویا وہ اپنی ذات کو اپنے خالق کے حوالہ کر دیتا ہے اس لئے اسے سورۂ تفویض کہا گیا۔

## (۲۵) سورۂ نور

یہ سورہ سرچشمۂ نور و ہدایت ہے اس لئے اسے سورۂ نور کہتے ہیں۔

## فضائل

(۱) حضرت ابوسعید بن معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ (حضور) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی میں نے جواب نہ دیا پھر (نماز پوری کرنے کے بعد) آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور (معذرت کے ساتھ) عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نماز میں مشغول تھا۔ حضور نے فرمایا۔ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں " اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ " جب تمہیں اللہ و رسول بلائیں تو حاضر ہو جاؤ "۔ اور اطاعت کرو۔ پھر حضور نے فرمایا اس سے پہلے کہ تم مسجد سے نکل سکو کیا میں تمہیں قرآن کی سب سے عظیم سورہ نہ بتا دوں پھر حضور نے میرا ہاتھ پکڑا جب ہم نے (مسجد سے) نکلنا چاہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے فرمایا تھا کہ تمہیں قرآن کی سب سے عظیم سورہ بتاؤں گا حضور نے فرمایا یہ ہے۔ الحمد للہ رب العالمین یہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دی گئی ہے۔[۱]

---

۱۔ بخاری ص ۶۴۹ ج ۲ — ابوداؤد ص ۲۰۶، ۲۰۵ — نسائی ص ۱۴۵ ج ۱ — ابن ماجہ ص ۲۷۶ ج ۱ — الترغیب والترہیب ص ۶۱۳ ج ۲۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز پر حاضر ہوتے اور تعمیل حکم سے نماز میں کوئی خلل واقع نہ ہوگا۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں حدیث میں اس کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز پر اثنائے نماز میں لبیک کہنے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے نماز باطل نہیں ہوتی جس طرح (نماز میں) آپ سے یوں خطاب کیا جاتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (اے نبی آپ کو سلام) اس سے نماز باطل نہیں ہوتی (اسی طرح آپ کی اطاعت سے نماز نہیں جاتی)

علامہ ملا علی قاری رقمطراز ہیں حدیث سے بالکل واضح ہے کہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مطلقًا لبیک کہنا اور حکم کی تعمیل کرنا واجب ہے جیسا کہ اطلاق سے سمجھا جاتا ہے [۱]

حدیث میں سورۂ فاتحہ کو سب سے عظیم سورہ کہا گیا اس کی توضیح اس سے پہلے گذر چکی آگے فرمایا گیا کہ یہی سبع مثانی ہے اس کی تشریح بھی اسماء سورہ فاتحہ کے ذیل میں لکھی جاچکی ہے۔ پھر حضور نے فرمایا "یہی قرآن عظیم ہے"۔ شیخ محقق فرماتے ہیں سورہ فاتحہ کو قرآن عظیم اس لئے کہا گیا کہ یہ قرآن کا جزء اعظم ہے [۲] صاف لفظوں میں یہ بھی معلوم ہوا کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا جزء نہیں [۳] کیونکہ حدیث پاک کا آغاز "الحمد للہ" سے کیا گیا ہے حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ قرآن عظیم کی سب سے عظیم سورہ ہے۔

(۲) ایک دوسری روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابی بن کعب کے پاس

---

[۱] مرقاۃ ص ۵۷۹ ج ۲

[۲] اشعۃ اللمعات ص ۱۳۵ ج ۲

[۳] عمدۃ القاری ص ۸۱ ج ۱۸

تشریف لے گئے اور فرمایا اے ابی، اس وقت حضرت ابی نماز میں مشغول تھے۔ حضور کو جواب نہ دیا اور نماز نہ توڑی، نماز ہلکی کی اور رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ سلام عرض کیا حضور نے جواب مرحمت فرمانے کے بعد پوچھا میں نے تمہیں آواز دی تو تم نے تعمیل کیوں نہ کی؟

حضرت ابی نے (معذرت کے ساتھ) عرض کیا یا رسول اللہ میں نماز میں تھا حضور نے فرمایا کیا تمہارے پیش نظر یہ آیت کریمہ نہ تھی۔ "اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ" اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی،، انہوں نے کہا ہاں ضرور یہ آیت کریمہ میرے علم میں تھی اب ان شاء اللہ ایسا نہ کروں گا (آئندہ جب بھی بلائیں گے میں حاضر ہو نگا خواہ نماز ہی میں کیوں نہ رہوں)

حضور نے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہیں ایک ایسی سورہ بتاؤں جس کی طرح نہ تورات میں نازل ہوئی، نہ انجیل میں، نہ زبور میں اور نہ ہی فرقان میں، حضرت ابی نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ حضور نے فرمایا تم نماز کیسے پڑھتے ہو۔ انہوں نے سورۂ فاتحہ پڑھی، رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ نے تورات، انجیل، زبور اور فرقان میں اس جیسی کوئی سورہ نازل نہیں فرمائی اس میں مثانی کی سات آیتیں ہیں اور یہ سورہ قرآن عظیم ہے جو مجھے دی گئی ہے[1]

---

[1] ترمذی ص ۱۱۱ ج ۲، الترغیب والترہیب ص ۲۱۵ ج ۲ صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان۔ درمنثور ص ۴ ج ۱، ابو عبید، امام احمد، دارمی۔ نسائی، ابن منذر، ابن مردویہ، فضائل قرآن از ابو ذر و سنن بیہقی،

(٣) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے آپ نے ایک جگہ پڑاؤ کیا آپ کے پہلو ہی میں ایک شخص اترا اس کی طرف نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا میں تمہیں قرآن کی سب سے افضل سورہ نہ بتا دوں، اس شخص نے کہا، کیوں نہیں، حضور نے فرمایا یہ الحمد للہ رب العلمین، ہے[١]

(٤) حضرت عبد اللہ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد اللہ بن جابر کیا میں تمہیں قرآن کی سب سے بہتر سورہ نہ بتا دوں، یہ ہے۔" الحمد للہ رب العلمین "[٢]

(٥) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابر کیا میں تجھے قرآن میں نازل شدہ سب سے اچھی سورہ نہ بتا دوں، وہ سورہ فاتحہ ہے یہ ہر مرض کے لئے شفا بخش ہے[٣]

(٦) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ان سے سورۂ فاتحہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے اللہ کے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا سورۂ فاتحہ خزانۂ عرش کے نیچے سے نازل ہوئی ہے[٤]

---

[١] الترغیب والترہیب ص ٤١٦ ج ٢ صحیح ابن حبان ومستدرک حاکم ص ٥٦٠ ج ١ ۔

[٢] کنز العمال مطبوعہ حیدر آباد ١٣٦٤ھ ص ٢٩٦ ج ١۔ مسند امام احمد۔

[٣] کنز العمال " " " " " شعب الایمان از بیہقی ۔

[٤] تفسیر کبیر ص ١٧٨ ج ١

اسی طرح ابن ضریس نے "فضائل القرآن" میں اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں روایت کی ہے، حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا اور جتایا (یعنی کہ اے حبیب) میں نے تمہیں سورۂ فاتحہ مرحمت کی، یہ میرے عرش کے خزانوں سے ہے میں نے اسے اپنے اور تمہارے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے[1]

(۷) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قوم کے اوپر یقینی اور قطعی طور سے عذاب بھیجنے والا ہوتا ہے کہ اتنے میں (اس قوم کا) کوئی بچہ کسی مکتب میں الحمد للہ رب العلمین پڑھ دیتا ہے تو اس کی وجہ سے ان کے اوپر سے اللہ تعالیٰ چالیس سال کے لئے عذاب ٹال دیتا ہے[2]

(۸) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میں نے سورہ فاتحہ اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا میرا بندہ جو مانگے گا وہ اس کے لئے ہوگا۔

دوسری روایت میں ہے اس سورہ کا نصف میرے لئے ہے اور نصف میرے بندے کے لئے ہے چنانچہ جب بندہ الحمد للہ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد کی۔ پھر جب الرحمٰن الرحیم کہتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثنا کی پھر جب وہ مالک یوم الدین کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری عظمت و مجد اور بزرگی و کبریائی بیان کی پھر جب وہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان نصف نصف ہے (عبادت خدائے تعالیٰ کی ہے اور استعانت اور طلب مدد بندے کا

---

[1] درمنثور ص ۵ ج ۱

[2] ایضاً " " "

مطلوب ومقصود ہے) میرا بندہ جو مانگے وہ اس کے لئے ہوگا۔ پھر جب بند
" اھدنا الصراط المستقیم، صراط الذین انعمت علیہ
غیر المغضوب علیھم ولا الضالین " کہتا ہے تو اللہ تعا
فرماتا ہے یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ سب ک
ہے جسے وہ مانگے [1]

(۹) حضرت حسین (یا حسن) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے اللہ تعالیٰ نے کل ایک سو چار آسمانی کتابیں نازل فرمائیں، پھر سو کتا
کے علوم ان چار کتابوں تورات، انجیل، زبور اور قرآن میں رکھے پھر
ان چاروں کے علوم قرآن کریم میں رکھے۔ پھر قرآنی علوم مفصل کی سورتو
میں رکھے پھر مفصل کے علوم سورہ فاتحہ میں رکھے اس لئے جس نے فاتحہ کی تفس
جان لی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی سبھی آسمانی کتابوں کی تفس
لی اور جس نے اس کی تلاوت کی اس نے گویا تورات، انجیل، زبور اور قر
کی تلاوت کی [2]

(۱۰) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سورہ فات
تورات میں ہوتی تو قوم موسیٰ یہودی نہ ہوتی اور اگر یہ انجیل میں ہوتی تو قو
عیسیٰ نصرانی نہ ہوتی اور اگر زبور میں ہوتی تو قوم داؤد پر عذاب نہ آ
جو مسلمان بھی اسے پڑھے گا اسے اللہ تعالیٰ گویا اتنا دے گا جیسے اس نے پو
قرآن پڑھا ہو اور جیسے اس نے ہر مومن مرد و عورت کو صدقہ دیا ہو [3]

(۱۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں حضر
جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب بیٹھے تھے یکایک

---

[1] مسلم ۱۷۰ ج ۱ نسائی ص ۱۴۴ ج ۱ ابن ماجہ ص ۲۷۶
الترغیب والترہیب ص ۶۱۷ ج ۲
[2] تفسیر کبیر ص ۱۷۸ ج ۱
[3] روح البیان ص ۲۲ ج ۱

انہوں نے اپنے اوپر ایک آواز سنی اپنا سر اٹھایا اور فرمایا آسمان کا یہ دروازہ آج سے پہلے کبھی نہ کھلا تھا اس دروازہ سے ایک فرشتہ اترا حضرت جبرئیل نے فرمایا یہ فرشتہ اب سے پہلے کبھی نہ اترا تھا۔ پھر اس نے سلام پیش کرنے کے بعد عرض کیا آپ کو دو ایسے نوروں کی بشارت ہے جو آپ سے پہلے کسی (اور نبی) کو نہ دیئے گئے تھے ایک تو سورۂ فاتحہ اور دوسرے سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں (اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے اخیر تک) اس کا جو حرف بھی آپ پڑھیں گے وہ عطا کیا جائے گا[۱] اس کی دعائیں یقیناً مقبول ہوں گی۔

(۱) حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے سورۂ فاتحہ وہاں کافی ہو جاتی ہے جہاں قرآن کا کوئی اور حصہ کافی نہ ہو سکے اگر ترازو کے ایک پلڑے میں سورۂ فاتحہ رکھی جائے اور دوسرے پلڑے میں قرآن رکھا جائے تو سورۂ فاتحہ (بلا فاتحہ) قرآن کے مقابلہ میں سات گنا وزن و فضیلت والی ہوگی[۲]

ایک دوسری روایت میں ہے سورۂ فاتحہ دوسری سورہ کا بدل و عوض ہو سکتی ہے مگر کوئی اور سورہ اس کا بدل نہیں ہو سکتی[۳]

(۱) حضرت ابو ھریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے سورۂ فاتحہ زہر قاتل کا علاج ہے ایک دوسری روایت میں ہے سورۂ فاتحہ ہر مرض کی دوا ہے[۴]

(۱) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

---

[۱] مسلم ص ۲۷۱ ج ۱ نسائی ص ۱۴۵ ج ۱ الترغیب والترہیب ص ۶۱۷، ۶۱۸ ج ۲۔
[۲] کنز العمال ص ۱۴۰ ج ۱ مسند الفردوس از دیلمی وابو نعیم
[۳] ایضاً دارقطنی و مستدرک حاکم
[۴] ایضاً صحیح ابن حبان۔ الثواب از ابو الشیخ و سعید بن منصور

جس نے کسی گھر میں سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی پڑھ لی تو اس گھر والو
اس دن کسی انسان یا جن کی نظر نہ لگے گی[۱]

(۱۵) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہیں حض
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل تھا وہ فرماتے ہیں مد
کے ایک راستہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا حض
نے ایک شخص سے نماز تہجد میں سورۂ فاتحہ پڑھتے سنا حضور اٹھے اور آ
فاتحہ تک متوجہ ہو کر سنا پھر ارشاد فرمایا روئے زمین پر اس جیسی کو
اور (سورہ) نہیں ہے[۲]

(۱۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں تیس سوار و
کے دستے میں (ایک مہم کے لئے) بھیجا ہم نے عرب کی ایک قوم میں منزل کی ہم
نے ان سے چاہا کہ وہ ہماری مہمان نوازی کریں۔ انہوں نے (اس سے) ا
کر دیا ان کے سردار کو بچھو نے ڈنک مار دیا لوگ ہمارے پاس آئے او
انہوں نے پوچھا کیا تم میں کوئی بچھو کا ڈنک مارا جھاڑ سکتا ہے؟ میں نے
کہا ہاں میں پہنچ ہوں مگر یہ کام یونہی نہ کروں گا بلکہ تمہیں کچھ دینا ہوگا انہو
نے کہا ہم آپ لوگوں کو تیس بکریاں دیں گے۔
حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں میں نے اس ڈسے ہوئے حصہ
پر سات بار سورۂ فاتحہ پڑھ دی اور وہ ٹھیک ہو گیا ہم نے جب بکریاں
لے لیں ہمارے دل میں اس سے خدشہ گذرا (کہ یہ جائز بھی ہے یا نہیں
اس لئے تصرف کرنے سے ہم نے توقف کیا جب ہم نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور سے ہم نے اس
کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا کیا تمہیں خبر نہیں یہ جھاڑ پھونک سے

---

۱ کنز العمال ص ۱۴۰ ج ۱ مسند الفردوس از دیلمی
۲ درمنثور ص ۴ ج ۱ اوسط از طبرانی

اپنے ساتھ میرا حصہ بھی لگا دو[1]

اس سے واضح ہو گیا کہ سورۂ فاتحہ بچھو کے ڈنک مارنے کا بھی علاج ہے اور یہ بھی کہ قرآن کے ذریعہ جھاڑ پھونک صحابہ کی سنت ہے اور پھر اس کا عوض لینا بھی۔ ساتھ ہی حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لئے حصہ طلب کر کے جھاڑ پھونک کی اجرت لینے پر مہر تصدیق ثبت فرما دی چنانچہ امام اعظم امام شافعی، امام مالک وغیرہم حضرات کے نزدیک جھاڑ پھونک کی اجرت لینی جائز ہے[2]

(۱۷) ایک دوسری روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے صحابہ کی ایک جماعت ایک گھاٹ سے گذری وہاں ایک شخص تھا جسے بچھو یا سانپ نے ڈس لیا تھا گھاٹ والوں میں سے ایک آدمی ان لوگوں کے پاس آیا اس نے کہا آپ لوگوں میں کوئی جھاڑ پھونک جانتا ہے اس گھاٹ پر بچھو یا سانپ کا ڈسا ایک آدمی ہے ان حضرات میں سے ایک صاحب گئے اور بکریوں کے عوض انہوں نے سورۂ فاتحہ پڑھی وہ آدمی ٹھیک ہو گیا وہ صاحب بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں میں آئے ان حضرات نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ تم نے اللہ کی کتاب کی اجرت اور عوض لے لیا وہ حضرات مدینہ پہونچے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس نے اللہ کی کتاب پر اجرت لی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جن جن چیزوں کی تم نے اجرت لی ہے ان میں کتاب اللہ کا حق سب سے زیادہ ہے[3]

---

[1] بخاری ص ۷۴۹ ج ۲ ومسلم ص ۲۲۴ ج ۱ والوداؤد ص ۱۲۹ ج ۲ وترمذی ص ۲۷ ج ۲ ونسائی، ابن ماجہ ص ۱۵۷ وحاکم وبیہقی ودرمنثور ص ۴ ج ۱ امام احمد وابوعبیدہ

[2] شرح مسلم نووی ص ۲۲۴ ج ۱

[3] درمنثور ص ۴ ج ۱ وبخاری ص ۸۵۴ ج ۱، احمد، سنن بیہقی

(۱۸) حضرت خارجہ بن صلت تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں ان کے چچا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر آپ کے پاس سے واپس آرہے تھے کہ ان کا گذر ایسے لوگوں کے یہاں سے ہوا جن کے پاس ایک دیوانہ لوہے میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے اہل خانہ نے کہا کیا تمہارے پاس اس کا کوئی علاج ہے اس لئے کہ آپ کے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہترین چیز لے کر آئے ہیں۔

یہ کہتے ہیں میں نے تین دن اس کے اوپر سورۂ فاتحہ پڑھی صبح وشام دو بار پڑھتا اپنا تھوک جمع کرتا پھر تھوکتا (اس عمل سے) وہ ٹھیک ہو گیا ان لوگوں نے مجھے سو بکریاں دیں۔ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کا تذکرہ کیا حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ تو وہ ہیں جو غلط اور باطل جھاڑ پھونک سے کھاتے ہیں لیکن تم نے تو حق جھاڑ پھونک سے کھایا اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں[۱]۔

(۱۹) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نے سونے کے لئے اپنا پہلو بستر پر رکھا اور سورۂ فاتحہ اور "قل ہو اللہ احد" پڑھ لیا تو پھر موت کے علاوہ ہر چیز سے تمہیں امان مل گئی[۲]

(۲۰) حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں ابلیس چار بار پھوٹ پھوٹ کر رویا ہے۔ (۱) جب سورۂ فاتحہ نازل ہوئی (۲) جب اس پر لعنت بھیجی گئی (۳) جب زمین پر آیا (۴) جب رسول اعظم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے[۳]

---

[۱] درمنثور ص ۵ ج ۱، احمد، ابوداؤد ص ۱۲۹ ج ۲، نسائی، عمل الیوم واللیلۃ از ابن سنی، مستدرک ص ۵۶۰ از حاکم و دلائل از بیہقی۔

[۲] ایضاً ۔ مسند بزار

[۳] درمنثور ص ۵،۶ ج ۱، تفسیر وکیع، مصاحف ابن انباری، عظمۃ از ابو الشیخ، حلیہ از ابو نعیم۔

ابن ضریس نے "فضائل القرآن" میں حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جب "الحمد للہ رب العلمین" نازل ہوئی ابلیس کو بہت شاق گذرا اور زار زار رویا، خوب چیخا۔ ابن ضریس ہی نے عبدالعزیز بن ربیع سے نقل کیا ہے جب فاتحۃ کتاب نازل ہوئی ابلیس اس دن کی طرح زار زار رویا جس دن اسے ملعون کیا گیا[۱]

(۲۱) ابو الشیخ نے "الثواب" میں حضرت عطار سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا جب تمہیں کوئی ضرورت ہو تو سورۂ فاتحہ پڑھو اور مکمل پڑھو ان شاء اللہ ضرورت پوری ہوگی[۲]

(۲۲) حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ فاتحہ شروع ہوتے وقت جو حاضر ہوا گویا راہ خدا کی ایک فتح میں حاضر ہوا اور جو اس کے ختم کئے جانے تک موجود رہا گویا وہ مال غنیمت تقسیم کئے جانے تک موجود رہا[۳]

## فضائلِ سورۂ بقرہ

اس کے مزید دو نام یہ ہیں "فسطاط القرآن" اور "سنام القرآن"[۴] حدیث و تفسیر کی کتابوں میں سورۂ بقرہ کے فضائل بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ چند روایتیں ذیل میں پیش کی جارہی ہیں ۔

(۱) حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے[۵]

---

[۱] درمنثور ص ۶ ج ۱ ۔ [۲] درمنثور ص ۶ ج ۱ ۔
[۳] درمنثور ص ۶ ج ۱ ۔ ابن ضریس ۔
[۴] اتقان ص ۵۴ ج ۱ ۔
[۵] مشکوٰۃ ص ۱۸۴ ، مسلم ص ۲۶۵ باب استحباب النافلۃ فی بیتہ

قبرستان میں جس طرح تلاوت، طاعت اور عبادت نہیں کی جاتی اور وہ ویران رہتا ہے اس طرح گھروں کو تلاوت و عبادت سے خالی رکھ کر انہیں ویرانہ نہ بنالو خصوصیت کے ساتھ ان میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کرو اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے اس کے بھاگنے کے اسباب یہ ہو سکتے ہیں۔

۱۔ شیطان اہل خانہ کو اس سورہ کی برکت سے گمراہ نہیں کر سکتا ہے اس لئے مایوس ہو کر کوئی اور ہی راہ لیتا ہے۔

۲۔ شیطان دیکھتا ہے کہ اہل خانہ دین کے لئے محنت و مشقت کر رہے ہیں اور یقین کی تلاش میں کوشاں ہیں اس لئے ان سے مایوس ہو جاتا ہے۔ سورۂ بقرہ کو یہ شرف حاصل ہونے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ یہ سب سے طویل سورہ ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کے احکام اس میں کثرت سے آئے ہیں اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس میں ایک ہزار امر، ایک ہزار نہی، ایک ہزار حکمتیں اور ایک ہزار خبریں ہیں[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک دوسری روایت ہے تم اپنے گھروں میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کرو اس لئے کہ شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے[2]

ایک اور روایت میں ہے حضرت سہل بن سعد سے مروی ہے بوقت شب جو شخص اپنے گھر میں سورۂ بقرہ پڑھتا ہے شیطان تین رات تک اس گھر میں داخل نہیں ہوتا اور جو دن میں اسے اپنے گھر میں پڑھتا ہے تین دن تک شیطان اس گھر میں نہیں جاتا[3]

---

[1] مرقاۃ ص ۵۸۰ ج ۲

[2] کنزالعمال ص ۱۴۰ ج ۱، مستدرک ص ۵۶۱ ج ۱ از حاکم، شعب الایمان از بیہقی

[3] کنزالعمال ص ۱۴۰ ج ۱، مسند ابو یعلی، صحیح ابن حبان، معجم کبیر از طبرانی وشعب الایمان از بیہقی۔

حضرت صلصال بن دبھمس سے مروی ایک اور روایت میں ہے تم اپنے گھروں میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کیا کرو اور تم ان (گھروں) کو قبروں کی طرح ویرانہ نہ بنالو اور جو شخص سورۂ بقرہ کی تلاوت کرے گا اسے جنت میں ایک تاج پہنایا جائے گا [۱]

حضرت ابو درداء سے ایک اور روایت ہے حضور کا ارشاد ہے تم قرآن سیکھو قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یقیناً شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے [۲]

(۲) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ بقرہ قرآن کا سر اور اس کی چوٹی ہے اس کی ہر آیت کے ساتھ اسّی فرشتے اترے ہیں اور اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم (آیت الکرسی) عرش کے نیچے سے نازل ہوئی اور سورۂ بقرہ سے یہ ملا دی گئی اور سورۂ یٰس قرآن کا دل ہے جو شخص بھی اسے اللہ کی خوشنودی اور آخرت کی بہتری کی خاطر پڑھے گا اسے ضرور بخشا جائے گا [۳]

اس حدیث میں سورۂ بقرہ کی بھی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اس کی ایک خاص آیت آیت الکرسی کی بھی اور ساتھ ہی سورۂ یٰس کی بھی ان دونوں کے مستقل فضائل ان کے مقام پر آئیں گے اس حدیث نے یہ واضح کیا کہ جس طرح انسان کے سر و دل دو سب سے اہم اعضاء ہیں اسی طرح قرآن کے بھی دو اہم ترین حصے ہیں سر کا مقام جسے حاصل ہو سکتا ہے وہ سورۂ بقرہ ہے اور دل کا مقام جسے مل سکتا ہے وہ سورۂ یٰس ہے۔

(۳) حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات میں جس وقت میں سورہ بقرہ کی

---

[۱] کنز العمال ص ۱۴۰ ج ۱ شعب الایمان از بیہقی

[۲] کنز العمال ص ۱۴۰ ج ۱ کامل ابن عدی

[۳] الترغیب والترہیب ص ۶۲۰ ج ۲ احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ۔

تلاوت کر رہا تھا میں نے اپنے پیچھے سے ایک دھماکہ سنا مجھے خیال ہوا کہ میرا گھوڑا کھل گیا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو عتیک (جب کبھی بھی ایسا ہو) تم پڑھتے رہنا (پھر تلاوت میں مشغول ہوا) اور نگاہ اوپر اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان و زمین کے درمیان چراغ لٹک رہے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ابو عتیک پڑھتے رہو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (خوف و دہشت کی وجہ سے) تلاوت جاری رکھنا میرے بس کا نہیں اس وقت رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ فرشتے تھے سورۂ بقرہ کی تلاوت کے باعث اترے تھے اگر تم تلاوت کرتے رہتے تو بہت سی حیرت انگیز چیزیں دیکھتے[۱]

اس حدیث سے متعلق اجمالی گفتگو گذر چکی سورۂ بقرہ کی یہ برکت تھی کہ اس کی قرارت کے لئے آسمان سے نورانی فرشتوں کے اترنے کا تانتا بندھ گیا تھا اور ایک صحابی رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تقاضائے بشریت اسے دیکھنے کی تاب نہ رکھ سکے اسی طرح کا واقعہ ایک دوسرے صحابی حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی پیش آیا تھا ابو عبیدہ نے تخریج کی ہے جریر بن یزید سے مروی ہے مشائخ مدینہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا حضور ثابت بن قیس بن شماس کا حال آپ کو معلوم ہوا ان کا گھر کل رات بھر نورانی چراغوں سے روشن رہا حضور نے فرمایا اس نے شاید سورۂ البقرہ پڑھی ہوگی۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت ثابت سے اس کے بارے میں پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ (ہاں) میں نے سورۂ بقرہ پڑھی تھی[۲]

(۴) حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ہر چیز کا ایک اونچا اور بلند حصہ ہوتا ہے قرآن کا وہ بلند حصہ سورۂ بقرہ ہے اس میں ایک آیت ہے جو قرآنی آیتوں کی سردار

---

[۱] الترغیب والترہیب ص ۶۲۳، ۶۲۴ ج ۱، ۲ ابن حبان، بخاری مسلم و صحیح ابن حبان۔

[۲] ابن کثیر ص ۳۳ ج ۱۔

ہے (اس کا منصب دوسری آیتوں میں وہ ہے جو ایک سردار کا پوری قوم میں ہوتا ہے) یہ ہے آیت الکرسی۔ حاکم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں، سورہ بقرہ میں ایک آیت ہے جو قرآنی آیات کی سردار ہے یہ جس گھر میں پڑھی جائے گی شیطان اس سے نکل بھاگے گا یہ ہے آیت الکرسی[۱]

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جہاں کہیں میں تم میں کسی سے اس حال میں ملوں کہ وہ اپنا پاؤں دوسرے پاؤں پہ رکھ کر گنگنا رہا ہے اور سورۂ بقرہ سے غافل ہے پس اسے سورۂ بقرہ پڑھا کر رہوں گا (مزید فرمایا) اور گھروں میں سب سے ویران گھر وہ ہے جو اللہ عزوجل کی کتاب سے خالی ہو۔[۲]

(۶) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس سورہ میں بقرہ کا ذکر ہے وہ قرآن کا خیمہ ہے اس لئے تم اسے سیکھو کیونکہ اس کا سیکھنا باعث خیر و برکت اور اسے چھوڑ دینا باعث حسرت ہے اور باطل پرست (جادوگر وغیرہ) اس کو حاصل نہیں کر سکتے[۳]

حضرت معاویہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر پہونچی کہ باطل پرست سے مراد جادوگر ہیں[۴]

اس سورہ کی تلاوت کرنا اس کے معانی پہ غور و فکر کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا باعث خیر و برکت ہے اور اسے چھوڑنا باعث حسرت ہے جیسا کہ وارد ہوا کہ اہل جنت کو اگر کسی چیز کی حسرت ہوگی تو صرف اس وقت پر ہوگی جو دنیا میں ذکر الٰہی سے خالی گذرا ہوگا[۵]

---

[۱] الترغیب والترہیب ص ۴۲۲ ج ۲، ترمذی ص ۱۱۱ ج ۲، مستدرک ص ۲۵۹ ج ۱ از حاکم
[۲] کنز العمال ص ۱۲۰ ج ۱، شعب الایمان از بیہقی۔
[۳] کنز العمال ص ۱۲۰ ج ۱ دیلمی۔
[۴] الترغیب والترہیب ص ۴۲۱ ج ۲۔
[۵] مرقاۃ ص ۵۸۱ ج ۲۔

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا آپ نے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو سب سے عجیب چیز ہے دیکھی ہے اس سے ہمیں باخبر کیجئے، حضرت عائشہ خاموش رہیں پھر انہوں نے بیان فرمایا ایک رات کا واقعہ ہے حضور نے فرمایا، عائشہ مجھے اپنے پروردگار کے لئے اس رات عبادت کرنے دو۔ میں نے کہا بخدا مجھے آپ کا قرب محبوب ہے اور مجھے وہی پسند ہے جس سے آپ خوش رہیں وہ فرماتی ہیں اس کے بعد اٹھے وضوء سے فارغ ہو کر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور مسلسل رونے لگے یہاں تک کہ آپ کی بغل (آنسوؤں سے) تر ہو گئی۔ وہ فرماتی ہیں پھر بیٹھے اور مستقل روتے رہے اس حد تک کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک تر ہو گئی۔ وہ فرماتی ہیں ابھی رونے کا سلسلہ ٹوٹا نہیں تھا کہ زمین تر ہو گئی۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو نماز کی اطلاع دینے کے لئے حاضر ہو گئے جب انہوں نے حضور کو روتے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ آپ رو رہے ہیں جبکہ "اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے"، حضور نے فرمایا کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں۔ بیشک میرے اوپر گذشتہ رات ایک آیت اتری ہے ایسی آیت جو اسے پڑھے اور غور و فکر نہ کرے اس کے لئے تباہی ہو وہ آیت یہ ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ [۱]

پوری آیت کریمہ یہ ہے [۲]

| | |
|---|---|
| اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ | بلاشبہ آسمان و زمین کے پیدا |
| وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ | کرنے اور رات و دن کے مختلف ہونے |
| وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ | اور اس کشتی میں جو لوگوں کے نفع کے |
| تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ | ساتھ سمندر میں چلتی ہے اور اس پانی |
| النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ | میں جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل |

---

۱ الترغیب والترہیب ص ۴۲۸ ج ۲ - صحیح ابن حبان۔

۲ حاشیہ الترغیب ص ۴۲۸ ج ۲ -

| | |
|---|---|
| السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○ (البقرة ۱۶۴) | فرمایا پھر اس سے مردہ زمینوں کو حیات بخشا اور اس میں ہر طرح کے جاندار پھیلائے اور ہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو آسمان و زمین کے بیچ زیرنگیں ہیں ان سب میں عقلمندوں کے لئے ضرور نشانیاں ہیں۔ |

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک جماعت بھیجی ان کی تعداد خاصی تھی سب سے حضور نے قرآن پڑھا کر سنا ایک ایسے شخص کی باری آئی جو ان میں نو عمر تھے حضور نے پوچھا تمہیں قرآن کتنا یاد ہے انہوں نے جواب دیا۔ یہ اور یہ اور سورۂ بقرہ بھی یاد ہے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں سورۂ بقرہ بھی یاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں۔ حضور نے فرمایا جاؤ تم ان کے امیر ہو[۱]

حضرت تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا قرآن کی کون سی سورہ افضل ہے انہوں نے فرمایا سورہ بقرہ، میں نے عرض کیا پھر کون سی آیت افضل ہے انہوں نے فرمایا آیت الکرسی[۲]

اسی طرح حضرت حارث، ابن ضریس اور محمد بن نصر نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن میں سب سے افضل سورۂ بقرہ ہے اور اس میں سب سے عظیم آیت آیت الکرسی ہے اور یقیناً شیطان اس گھر سے نکل بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت سنتا ہے[۳]

---

۱؎ درمنثور ص ۲۰ ج ۱ - ترمذی ص ۱۱۱ ج ۲، نسائی، ابن ماجہ ،کتاب الصلوٰۃ ازمحمد بن نصر مروزی، ابن حبان، حاکم، شعب الایمان از بیہقی۔

۲؎ درمنثور ص ۲۰ ج ۱ وکیع و فضائل القرآن از ابوذر ہروی۔

۳؎ کنز العمال ص ۱۲۰ ج ۱۔

(۱۱) علامہ بغوی نے اپنی معجم میں ربیعہ جرشی سے روایت کی ہے۔ قرآن میں سب سے افضل سورۂ بقرہ ہے اور قرآن کی سب سے افضل آیت آیت الکرسی ہے[۱]

(۱۲) محمد بن نصر نے "کتاب الصلوٰۃ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا قرآن کی اعلیٰ سورہ سورۂ بقرہ ہے اور اعلیٰ آیت آیت الکرسی ہے[۲]

(۱۳) حضرت ایفع بن عبد کلاعی سے ایک روایت ہے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرآن کی سب سے عظیم سورہ کونسی ہے حضور نے فرمایا "قل ھو اللہ احد" اس نے کہا پھر کونسی آیت آپ پسند فرماتے ہیں جس کا ثواب وفائدہ آپ کو اور آپ کی امت کو پہونچے حضور نے فرمایا سورۂ بقرہ کی اخیر دو آیتیں (امن الرسول سے فانصرنا علی القوم الکفرین تک) اس لئے کہ یہ آیتیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے اس کے عرش کے نیچے سے نازل ہوئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے یہ آیتیں اس امت کو مرحمت فرمائیں دنیا و آخرت کی کوئی ایسی خیر نہیں جسے ان آیتوں نے اپنے اندر سمیٹ نہ لیا ہو[۳]

شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رقمطراز ہیں "امن الرسول" سے ایمان و تصدیق اور "سمعنا واطعنا" سے اسلام اور ظاہری احکام اور "الیک المصیر" سے آخرت میں اعمال کی جزا اور "لا یکلف اللہ نفسا الخ" سے دین و دنیا کے منافع کا اشارہ ملتا ہے[۴]

اس حدیث میں "قل ھو اللہ احد" کو سب سے عظیم سورہ فرمایا گیا اور اس سے پہلے والی حدیث میں سورۂ بقرہ کو سب سے افضل سورہ بتایا گیا اور اس سے قبل سورۂ فاتحہ کو بھی سب سے عظیم اور افضل فرمایا گیا آخر ایسا کیوں کر ہو سکتا

---

۱۔ کنز العمال ص ۱۸۱ ج ۱

۲۔ در منثور ص ۲۱ ج ۱

۳۔ مشکوٰۃ ص ۱۸۹ دارمی

۴۔ اشعۃ اللمعات ص ۱۵۲ ج ۲

ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مختلف حیثیتوں اور جہتوں اور متعدد اعتبار و لحاظ سے
یات ہے کوئی سورہ کسی حیثیت سے افضل ہے تو دوسری سورہ کسی اور اعتبار سے
فضل ہے مثلاً سورۂ بقرہ اس لحاظ سے افضل ہے کہ یہ سب سے طویل سورہ ہے۔ اللہ تعالیٰ
اسماء اور احکام اسلام اس میں کثرت سے وارد ہوئے ہیں اس کے بارے میں کہا گیا ہے
اس میں ہزار امر (حکم)، ہزار نہی، ہزار حکمتیں اور ہزار خبریں ہیں[1]

سورۂ فاتحہ اعظم و افضل اس لئے ہے کہ یہ مقاصد قرآن کی جامع ہے اور نماز
یں اس کا پڑھنا واجب ہے۔ اور "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" اس لئے افضل ہے کہ
اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا بیان ہے اور آیت الکرسی اس لئے سب سے عظیم ہے
اللہ تعالیٰ کی ثبوتی اور سلبی صفتیں اور اس کی عظمت و جلالت سب کو یہ آیت
وی ہے اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں اس لئے اعظم ہیں کہ ان میں ایمان و تصدیق
اسلام اور اس کے ظاہری احکام اور آخرت میں اعمال کی جزاء اور دنیا و آخرت کے
افع و فوائد اور ایک جامع دعا ہے[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ
سلم جب سورۂ بقرہ اور آیت الکرسی پڑھتے تو ہنستے اور فرماتے یہ دونوں رحمٰن کے زیر
رش خزانے سے ہیں اور جب یہ پڑھتے ۔

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۔ — جو برا کرے گا اس کا بدلہ پائے گا ۔

و اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے اور منکسر ہو جاتے[3]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ایک
حابی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نکلے۔ شیطان کی ان سے ملاقات ہوگئی دونوں
بیچ کشتی ہوئی، صحابی نے اسے پچھاڑ دیا، شیطان نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے میں آپ

---

[1] مرقاۃ ص ۵۸۰ ج ۲
[2] لمعات حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۸۹
[3] درمنثور ص ۳۲۳ ج ۱ ابن مردویہ۔

کو ایک بات بتا دیتا ہوں صحابی نے اسے چھوڑ دیا، شیطان نے بتانے سے انکار کر
پھر دوبارہ دونوں کی لڑائی ہوئی پھر صحابی نے اسے پچھاڑ دیا شیطان نے کہا۔ مجھے
چھوڑ دیجئے اب میں یقیناً وہ بات بتاؤں گا جو آپ کو پسند آئے گی چنانچہ انہوں
اسے چھوڑ دیا اور کہا کہ بتاؤ پھر اس نے انکار کر دیا۔ پھر تیسری بار کشتی ہوئی اور صحابی
رسول نے پھر کشتی ماری اور شیطان کے سینے پر بیٹھ گئے اور اس کا انگوٹھا دانت
سے کاٹنے لگے۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے انہوں نے کہا جب تک مجھے وہ بات بتا
نہیں تم کو نہ چھوڑوں گا۔ اس نے کہا سورۂ بقرہ اس کی کوئی بھی آیت آپ شیطانوں
کے جھنڈ میں پڑھیں فوری شیاطین بکھر جائیں گے اور جس گھر میں پڑھیں گے اس
میں شیطان داخل نہیں ہو سکتا لوگوں نے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن وہ آدمی کون
تھے انہوں نے فرمایا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے علاوہ اور کون
ہو سکتا ہے[1]

## فضائل آیت الکرسی

قرآنی آیات میں آیت الکرسی کے فضائل جس کثرت
سے وارد ہوئے ہیں۔ قرآن کریم کی کوئی اور آیت اس معاملہ میں اس کی شریک نہیں
اس کے چند فضائل یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے
ہیں رمضان المبارک میں رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر وصول
کرنے کے لئے مجھے مقرر کیا میرے پاس ایک آنے والا آیا اور دونوں ہاتھ سے غلہ لینے
لگا، میں نے اسے پکڑ کر کہا میں تمہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت
میں پیش کروں گا اس نے کہا میں ایک غریب آدمی ہوں اور میرے ذمہ اہل وعیال
ہیں اور میں بڑا ضرورت مند ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا
صبح کے وقت نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (میرے کچھ عرض

---

[1] درمنثور ص ۲۰ ج ۱ مکاید الشیطان از ابن ابو الدنیا۔

کرنے سے پہلے) نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ابو ہریرہ گذشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا میں نے عرض کیا حضور اہل وعیال اور اپنی سخت محتاجی کی اس نے شکایت کی تو مجھے اس پر ترس آگیا اور اسے چھوڑ دیا، حضور نے فرمایا، سنو! اس نے تم سے غلط کہا ہے پھر وہ جلد ہی آئے گا۔

یہ کہتے ہیں مجھے تو یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانے کے باعث وہ ضرور آئے گا چنانچہ میں اس کے انتظار میں بیٹھا ہی تھا کہ وہ آیا اور دونوں ہاتھ سے غلہ اٹھانے لگا میں نے اسے پکڑ کر کہا اب تو میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ضرور پیش کروں گا اس نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے، میں ایک محتاج آدمی ہوں اور میرے ذمے اہل وعیال ہیں اب پھر نہیں آؤنگا مجھے ترس آیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا اور صبح کے وقت حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور نے مجھ سے فرمایا ابو ہریرہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس نے اہل وعیال اور شدید احتیاج کی شکایت کی پھر میں نے ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا، حضور نے فرمایا، سنو! اس نے تم سے غلط کہا ہے پھر وہ جلد ہی آئے گا۔

مجھے یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانے کے باعث وہ ضرور آئے گا چنانچہ میں اس کے انتظار ہی میں بیٹھا تھا کہ وہ آیا اور دونوں ہاتھ سے غلہ اٹھانے لگا میں نے اسے گرفتار کر کے کہا میں تمہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ضرور پیش کروں گا یہ تیسری بار ہے کہ تم کہتے ہو کہ نہیں آؤ گے پھر آتے ہو۔

اس (شیطان) نے کہا میں آپ کو چند کلمے بتا دیتا ہوں جس کے ذریعہ آپ کو اللہ تعالیٰ فائدہ پہونچائے گا جب آپ سونے کے لئے بستر پر جائیں تو آیت الکرسی "اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ" آخر آیت تک پڑھ لیں (ایسا کریں گے) تو اللہ کی طرف سے مستقل آپ کے اوپر ایک محافظ رہے گا اور شیطان آپ کے قریب نہیں آئے گا اسی حال میں آپ کی صبح ہو گی۔ (جب اس نے نسخہ بتایا) تو میں نے پھر اسے چھوڑ دیا صبح کو حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ سے

رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے قیدی نے کیا کیا میں نے عرض کیا اس نے مجھے چند ایسے کلمات بتانے کو کہا جن سے اللہ مجھے نفع دے گا۔ حضور نے فرمایا سنو! اس نے تم سے سچ کہا حالانکہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے (اپنی دیگر باتوں میں جھوٹا ہوتا ہے مگر یہ علاج اس نے صحیح بتایا ہے)

ابوہریرہ! تین راتوں سے جس سے تم ہمکلام ہو رہے ہو تم جانتے بھی ہو وہ کون ہے؟ میں نے کہا نہیں یا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم حضور نے فرمایا وہ شیطان ہے۔[1] اس حدیث سے درج ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) انسان شیطان کو دیکھ سکتا ہے ہاں اس کو اس کی اصلی شکل میں نہیں دیکھا جا سکتا۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

| | |
|---|---|
| اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ | یقیناً وہ (شیطان) اور اس کا |
| قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ | قبیلہ تم لوگوں کو اس طرح دیکھتا ہے کہ |
| لَا تَرَوْنَهُمْ (اعراف ۲۷) | تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ |

(۲) علامہ طیبی نے تحریر فرمایا کہ اس میں حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے غیب کی خبر دی ہے[2] جبھی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کچھ بیان کرنے سے پہلے حضور نے پوچھا تمہارے قیدی نے کیا کیا اور یہ بھی فرمایا کہ وہ دوبارہ سہ بارہ آئے گا اور دوسری، تیسری شب آیا بھی۔

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس سے کرامت بھی ثابت ہوئی کہ حضور کی صحبت اور اطاعت کی برکت سے آپ نے شیطان کو پکڑا اور اسے نامراد واپس کیا۔

(۴) ابن ملک نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سے بھی علم حاصل کرنا درست ہے جو اپنے کہے پر خود عمل نہ کرے مگر اس شرط کے ساتھ کہ علم حاصل کرنے والا حاصل کیے جانے والے علم کی بہتری سے واقف ہو ایسا نہ ہو کہ علم

---

[1] بخاری ص ۳۱۰ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۱۸۵

[2] مرقاۃ ص ۵۸۲ ج ۲

کی اچھائی اور خرابی کا اعتبار نہ رکھتا ہو ورنہ اس صورت میں جائز نہ ہوگا۔[۱]

(۵) سوتے وقت اگر کوئی آیت الکرسی پڑھ لے تو رات بھر اللہ تعالیٰ کا ایک نگہبان اس کی حفاظت کرتا ہے اور اس سے شیطان قریب نہیں آسکتا امام بیہقی کی روایت ہے کہ جو شخص سوتے وقت آیت الکرسی پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کے گھر اور اس کے پڑوسی کے گھر اور اس کے آس پاس کے اہل خانہ سب کو امن و عافیت دیتا ہے۔[۲]

(۶) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ان کی ایک کوٹھلی تھی اس میں کھجور رکھی ہوئی تھی جن آتے تھے اور اس سے کھجور لے جاتے تھے۔ انہوں نے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی حضور نے فرمایا جاؤ جب تمہیں وہ نظر آئیں تو یہ کہنا۔

| | |
|---|---|
| بِاسْمِ اللّٰهِ اَجِيْبِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ | اللہ کے نام سے تم رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ |

چنانچہ انہوں نے جب یہ کلمات کہے ان کی برکت سے جن کو پکڑ لیا تو اس جن نے قسم کھائی کہ پھر وہ نہیں آئے گا انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے دریافت کیا تمہارے قیدی کا کیا معاملہ رہا انہوں نے کہا اس نے قسم کھائی کہ پھر نہیں آئے گا، حضور نے فرمایا اس نے جھوٹ کہا وہ جھوٹ کا عادی ہے پھر انہوں نے دوبارہ گرفتار کیا، اس نے باز آنے کی قسم کھائی پھر انہوں نے چھوڑ دیا اور نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے فرمایا تمہارے قیدی کا کیا ہوا انہوں نے کہا اس نے (اس حرکت سے) باز آنے کی قسم کھائی (اس لئے اسے چھوڑ دیا) حضور نے فرمایا اس نے جھوٹ کہا، جھوٹ کا یہ عادی ہے پھر انہوں نے اسے گرفتار کر کے کہا اب میں تمہیں نہ چھوڑوں گا اور تمہیں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لیجا کر رہوں گا اس جن نے کہا میں تم سے ایک چیز بتاتا ہوں یعنی آیت

---

[۱] مرقاۃ ص ۵۸۳ ج ۲

[۲] مرقاۃ ص ۵۸۳ ج ۲

الکرسی تم اس کو اپنے گھر میں پڑھو شیطان وجن تمہارے قریب نہیں آئیں گے یہ صحابی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہوئے حضور نے دریافت فرمایا، تمہارے قیدی نے کیا کیا انہوں نے اس جن کی کہی ہوئی بات بتائی حضور نے فرمایا اس نے سچ کہا حالانکہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے۔[۱]

(۳) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو منذر تم جانتے ہو کتاب اللہ کی سب سے عظیم آیت کون سی ہے انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں پھر حضور نے پوچھا تمہارے ساتھ کتاب اللہ کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے انہوں نے کہا۔ "اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ"۔ حضرت ابی فرماتے ہیں اس کے بعد حضور نے میرے سینے پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا تمہیں یہ علم مبارک ہو۔[۲]

ابو داؤد طیالسی، امام احمد، عبد بن حمید اور بیہقی کی روایت میں اتنا اضافہ ہے حضور فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے آیت الکرسی کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں وہ ساق عرش کے پاس مالک کائنات کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔[۳]

حاکم کی روایت ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ مسجد میں تشریف فرما تھے، میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز، روزے اور صدقہ کے فضائل بیان کئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے اوپر سب سے عظیم آیت کون سی نازل ہوئی حضور نے فرمایا۔ "اللّٰه لا الٰه الا هو الحی القیوم" آخر تک حضور نے پڑھی۔[۴]

---

[۱] الترغیب والترہیب ص ۴۳۰ تا ۴۳۱ ج ۲، ترمذی ص ۱۱۱ ج ۲

[۲] الترغیب والترہیب ص ۴۳۳ ج ۲، مسلم ص ۲۵ ج ۱، ابو داؤد ص ۱۸۷

[۳] کنز العمال ص ۱۰۱ ج ۱، فضائل القرآن، ابن ضریس، رویانی، صحیح ابن حبان عظمۃ از ابو الشیخ کبیر از طبرانی، مستدرک حاکم

[۴] مستدرک حاکم ص ۲۸۲ ج ۲

حاکم کی ایک اور روایت میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کی آیتوں کی سردار آیت الکرسی ہے۔[1]

ان روایات میں آیت الکرسی کو عظیم ترین آیت اور آیتوں کا سردار فرمایا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی کئی ایک ثبوتی اور سلبی صفتیں پائی جاتی ہیں اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے متعلق بتایا کہ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اس کی ایسی زندگی ہے جس کے لئے موت وفنا کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور وہ ایسا مستقل بالذات ہے کہ وہ سب سے بالکل بے نیاز ہے نہ اسے نیند آسکتی ہے نہ ہلکی سی اونگھ ہی، پھر اس نے اپنی مطلق بادشاہی کی خبر دی کہ آسمان وزمین جو کچھ ہے سب اسی کا ہے اور اسی کے زیرنگیں ہے اور کوئی اس کی اجازت کے بغیر اس کے پاس سفارش نہیں کرسکتا (انبیاء وشہداء وغیرہم کو شفاعت کی اجازت قرآن وحدیث سے ثابت ہے) پھر اس نے بتایا کہ اس کے علم نے گذشتہ اور آئندہ کے تمام امور کا احاطہ کر رکھا ہے اور مخلوقات میں صرف وہی مخلوقات جان سکتی ہیں جن کے جاننے کی اس نے اجازت دے رکھی ہے اور یہ بھی بتایا کہ اس کی کرسی آسمان وزمین سے کہیں کہیں زیادہ وسیع ہے آسمان وزمین اس کی کرسی میں ایسے ہی ہیں جیسے کہ چھوٹی سی گول چیز وسیع صحرا میں ڈال دی گئی ہو اور یہ بھی بتایا کہ آسمان وزمین اور ان کے اندر کی چیزوں کی حفاظت اس کے لئے کوئی بڑی بات نہیں اور وہ ایسا بلند ہے جس کے لئے ساری بلندیاں ہیں ذات کی بلندی ایسی کہ کسی مخلوق میں اس بلندی کے ایک ذرہ کا بھی تصور نہ کیا جاسکے اور صفات کی بلندی ایسی کہ کسی مخلوق میں ویسی صفت کے ادنیٰ سے ادنیٰ حصہ کا تخیل نہ کیا جاسکے اور قہر کی بلندی ایسی کہ وہ اپنے بندوں کے اوپر قاہر مطلق حقیقی اور قدر وشرف کی بلندی ایسی کہ وہ اپنی مجد وشرف میں کامل واکمل، اور اس نے یہ بھی باخبر کیا کہ وہ ایسی عظمت والا جس کی عظمت کی کوئی حد نہیں۔[2]

---

[1] مستدرک ص ۲۶۰ ج ۲

[2] حاشیہ ترغیب ص ۶۲۲ ج ۲

(۴) حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا وہ دوسری نماز تک اللہ کے ذمہ اور حفاظت میں رہے گا[۱]

(۵) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے اس کی روح بذات خود اللہ عزوجل قبض فرماتا ہے اور وہ اس شخص کی طرح ہوتا ہے جس نے اللہ کے نبیوں اور رسولوں کی طرف سے جنگ کی ہو اور وہ اس میں شہید کیا گیا ہو[۲]

خطیب نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے جو شخص آیت الکرسی پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ بذات خود اس کی روح قبض فرماتا ہے[۳]

ایک اور روایت ہے، ابن سنی اور دیلمی نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جو ہر نماز فرض کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے رب تعالیٰ بذات خود اس کی روح قبض فرماتا ہے اور وہ اس مجاہد کا درجہ پاتا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں کی جانب سے جہاد کیا ہو اور وہ اس میں شہید کیا گیا ہو[۴]

(۶) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے اسے جنت میں داخل ہونے سے صرف موت روکے رکھتی ہے (اس کا انتقال ہوا نہیں کہ جنت میں داخل ہوا) اور جو شخص سوتے وقت آیت الکرسی پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گھر اور اس کے پڑوسی کے گھر اور اس کے آس پاس کے گھروں کو امان دیدیتا ہے[۵]

(۷) ابن سنی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور روایت

---

[۱] کنز العمال ص ۱۴۱ ج ۱ کبیر از طبرانی، سنن سعید ابن منصور اور دیلمی بروایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

[۲] کنز العمال ص ۱۴۱ ج ۱ حکیم بروایت زید مروزی۔

[۳] کنز العمال ص ۱۴۱ ج ۱

[۴] کنز العمال ص ۱۴۱ ج ۱

[۵] ایضاً شعب الایمان از بیہقی۔

گی جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے وہ انتقال کرتے ہی جنت میں داخل ہوتا ہے[۱]

(۸) بیہقی نے حضرت صلصال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے اس کے اور جنت میں داخل ہونے کے درمیان موت کا فاصلہ ہوتا ہے جوں ہی وہ مرتا ہے جنت میں داخل ہوتا ہے[۲]

(۹) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ ایک دن لوگوں کے پاس آئے لوگ قطار سے بیٹھے ہوئے تھے حضرت عمر نے فرمایا تم میں سے کوئی قرآن کی سب سے عظیم آیت مجھے بتائے گا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حقیقت کے جاننے والے کے پاس آپ تشریف لائے، میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے سنا ہے قرآن کی سب سے عظیم آیت "اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم" ہے[۳]

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کی سب سے عظیم آیت آیت الکرسی ہے جو اسے پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے یہ فرشتہ اس وقت سے آنے والے کل تک اس کی نیکیاں لکھتا ہے اور برائیاں مٹاتا ہے[۴]

علامہ خازن تحریر فرماتے ہیں آیت الکرسی کو قرآن کریم کی عظیم ترین آیت ہونے کا امتیاز اس لئے حاصل ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بنیادی اسماء وصفات کو حاوی ہے مثلاً معبودیت، وحدانیت، حیات، علم، قیومیت، مالکیت، قدرت، ارادہ وغیرہ صفتیں اس میں پائی جاتی ہیں اور یہی اسماء وصفات میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں کیونکہ ذکر کی جانے والی چیزوں میں اللہ تعالیٰ سب سے عظیم ہے اس لئے اس کی توحید وتعظیم کا ذکر بھی تمام ذکروں میں عظیم ترین ہوگا[۵]

---

[۱] ایضاً [۲] ایضاً شعب الایمان۔
[۳] ابن کثیر ص ۳۰۷ ج ۱
[۴] تفسیر بیضاوی ص ۱۱۷ ج ۱
[۵] تفسیر خازن ص ۲۹۶ ج ۱

(۱۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کسی پختہ عقل شخص کو میں نہ دیکھوں گا کہ یہ آیت " اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم " پڑھے بغیر وہ سوئے اگر تم جان لو کی اس میں کیا ہے تو اسے کسی حال میں نہ چھوڑو۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آیت الکرسی عرش کے نیچے سے مجھے دی گئی اور مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو یہ نہ دی گئی۔ حضرت علی فرماتے ہیں جب سے میں نے یہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کبھی کوئی ایسی شب نہ گذری جس میں میں نے آیت الکرسی نہ پڑھی ہو۔[۱]

اس حدیث کے ہر راوی کا بیان ہے کہ جب سے یہ حدیث ہمیں پہونچی اس وقت سے اب تک ہم نے کسی بھی رات اس کا پڑھنا ترک نہ کیا۔[۲]

(۱۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ایک شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے شکایت کی کہ گھر کے اندر کی چیزوں میں کوئی برکت نہیں حضور نے فرمایا کیا تم آیت الکرسی نہیں پڑھتے جس کھانے اور سالن پر تم آیت الکرسی پڑھو گے اللہ تعالیٰ اس کھانے اور سالن میں برکت دے گا۔[۳]

(۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے اسے اللہ تعالیٰ شکر گذار بندے کا ثواب، صدیق کا عمل اور انبیاء کا ثواب عطا فرماتا ہے اور اس کے اوپر اپنا دست رحمت پھیلاتا ہے اور وہ انتقال کرتے ہی جنت میں داخل ہوتا ہے۔[۴]

---

[۱] کنز العمال ص ۲۲۱ ج ۱، دیلمی، اسنی المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب از شمس الدین بن جزری۔

[۲] کنز العمال ص ۲۲۱ ج ۱، دیلمی اسنی المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب

[۳] در منثور ص ۳۲۳ ج ۱، امالی از ابوالحسن محمد بن احمد واعظ وابن نجار

[۴] در منثور ص ۳۲۳ ج ۱، تاریخ بغداد از ابن نجار

(۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ سورۂ بقرہ میں ایک آیت ہے یہ قرآن کی آیتوں کا سردار ہے جس گھر میں یہ پڑھی جائے گی اگر اس میں شیطان ہے تو وہ یقیناً نکل جائے گا یہ آیت آیت الکرسی ہے۔[1]

(۱۵) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا اللہ کی مخلوقات جنت و دوزخ، آسمان و زمین میں سے کوئی بھی سورۂ بقرہ کی آیت آیت الکرسی سے زیادہ عظمت کی حامل نہیں۔[2] اسی طرح امام بیہقی نے "الاسماء والصفات" میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے ان کا ارشاد ہے آسمان و زمین اور پہاڑ کوئی بھی آیت الکرسی سے عظمت میں بڑھا ہوا نہیں۔[3]

(۱۶) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کرب و اضطراب کے وقت آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی اخیر دو آیتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی فریاد رسی فرمائے گا۔[4]

(۱۷) ابن اسحاق سے منقول ہے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باغ میں گئے تو اس میں شور سنا انہوں نے کہا یہ کیا، ایک جن نے جواب دیا ہم قحط کے شکار ہو گئے ہیں اس لئے میں نے آپ کے پھل سے کچھ لینے کا ارادہ کیا ہے آپ اسے ہمارے لئے جائز کر دیجئے انہوں نے کہا ہاں۔ (میں نے تمہارے لئے جائز کر دیا) پھر زید بن ثابت نے فرمایا کیا تم ہمیں وہ نہ بتاؤ گے جس کے ذریعہ ہم تم سے بچ سکیں، اس نے کہا آیت الکرسی ہے (اسے پڑھو تو کوئی جن و شیطان قریب نہیں آئیگا۔[5]

---

[1] کنز العمال ص ۱۴۱ ج ۱، مستدرک از حاکم۔
[2] درمنثور ص ۳۲۳ ج ۱ ابو عبیدہ، ابن ضریس اور محمد بن نصر
[3] درمنثور ص ۳۲۴ ج ۱
[4] درمنثور ص ۳۲۵ ج ۱ ابن سنی
[5] درمنثور ص ۳۲۷ ج ۱ ۔ مکائد الشیطان از ابن ابی الدنیا۔

## خواتیم بقرہ

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت کے خزانوں سے دو آیتیں نازل فرمائیں، مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ان کو رحمٰن نے اپنے ہاتھ سے لکھا جو شخص ان آیتوں کو عشاء بعد پڑھے گا یہ آیتیں اس کے لئے تہجد وغیرہ سے بے نیاز کردیں گی[1]

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو سورۂ بقرہ کی آخر دو آیتیں کسی شب میں پڑھے گا یہ اسے کافی ہوں گی[2] اس حدیث کا جو آخری ٹکڑا ہے کہ یہ دو آیتیں پڑھنے والے کے لئے کافی ہیں اس کی شرح میں کئی اقوال ہیں۔ علامہ ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ (۱) یہ آیتیں پڑھنے والے کو بری اور ناپسندیدہ چیزوں سے بچاتی ہیں۔ (۲) یا یہ آیتیں نماز تہجد سے بے نیاز کرتی ہیں (۳) یا دیگر اوراد و وظائف سے بے نیاز کرتی ہیں (۴) نماز تہجد وغیرہ میں قرآن کا جتنا حصہ کافی ہو سکتا ہے اس میں کم سے کم یہ دو آیتیں ہیں یعنی نماز تہجد میں صرف یہی دو آیتیں پڑھ لی جائیں تو بس یہ کافی ہیں[3] طبرانی کی ایک حدیث ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جس شخص نے رات میں سورۂ بقرہ کا آخر پڑھ لیا اس نے بہت پڑھ لیا اور عمدہ کیا[4]

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اسی دوران حضور نے اوپر سے ایک سخت آواز سنی اور اپنا سر اٹھایا حضرت جبریل نے عرض کیا آج یہ وہ آسمانی دروازہ کھلا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہ کھلا تھا اس سے ایک فرشتہ اترا حضرت جبریل نے کہا یہ فرشتہ آج سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا اس فرشتہ نے حضور کو سلام عرض کرنے کے بعد کہا آپ کو دو نوروں کی بشارت ہے جو صرف آپ کو دیئے گئے آپ سے پہلے کسی اور نبی کو نہ دیئے گئے تھے، ایک

---

[1] در منثور ص ۳۷۸ ج ۱ ابن عدی۔

[2] مشکوٰۃ ص ۱۸۵ بخاری و مسلم[3] ابو داؤد ص ۲۱۱ ج ۱ مسند حمیدی ص ۲۱۵ ج ۱ حدیث ۴۵۲[3] مرقاۃ ص ۵۸۸ ج ۲[4] در منثور ص ۳۷۸ ج ۱

سورۂ فاتحہ اور دوسرے سورۂ بقرہ کی اخیر آیتیں ان میں سے جو حرف بھی آپ پڑھیں گے وہ قبول کیا جائے گا[۱]

اخیر آیتوں سے مراد سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں ہیں یا تین اس میں قدرے اختلاف ہے اکثر حضرات نے دو آیتیں بتائی ہیں یعنی ،، آمن الرسول ،، سے ،، فانصرنا علی القوم الکفرین ،، تک چنانچہ ابن حجر نے فرمایا ہے وہ حصے جو کسی سابق نبی پر نازل نہ ہوئے ان میں آیت الکرسی بھی ہے اور خواتیم بقرہ بھی اور ان خواتیم بقرہ کا آغاز ،، آمن الرسول ،، ہے[۲]

(۴) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کے پیدا فرمانے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی اس سے دو آیتیں نازل فرمائیں انہیں سے سورۂ بقرہ ختم فرمائی جس گھر میں بھی تین راتوں تک یہ آیتیں پڑھی جائیں گی شیطان اس کے قریب بھی نہ جائے گا[۳]

(۵) حضرت جبیر بن نفیر تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ دو ایسی آیتوں سے ختم فرمائی جو مجھے اس کے زیر عرش کے خزانے سے ملی ہیں اس لئے تم انہیں سیکھو اور اپنی عورتوں کو بھی ان کی تعلیم دو یہ طلب مغفرت کا قرینہ اور اللہ سے قرب کا ذریعہ اور ایک اچھی دعا ہے[۴]

حاکم کی روایت میں ،، ابناءکم ،، بھی ہے یعنی اپنی اولاد کو بھی ان آیتوں کی تعلیم دو۔ امام احمد اور امام بیہقی اور محدث سعید بن منصور نے حضرت ابو ہریرہ سے یوں روایت کی ہے حضور نے فرمایا سورۂ بقرہ کی اخیر آیتیں مجھے زیر عرش کے

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۱۸۵ ، مسلم ص ۲۷۱ ، نسائی ص ۱۴۵ ج ۱

[۲] مرقاۃ ص ۵۸۴ ج ۲ [۳] الترغیب والترہیب ص ۶۲۶ ج ۲ ، ترمذی ص ۱۱۲ ، نسائی ، صحیح ابن حبان ، دارمی ، مستدرک ص ۲۶۰ ج ۲ ۔

[۴] مشکوٰۃ ص ۱۸۹ دارمی [۵] الترغیب والترہیب ص ۶۲۷ ج ۲ ۔

خزانے سے دی گئیں اور مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو یہ نہ ملیں[۱]

(۶) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں سورۂ بقرہ کی اخیر دو آیتیں "آمن الرسول" سے اخیر تک انہیں تم خوب پڑھو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے ذریعہ برگزیدہ اور بہ ممتاز فرمایا[۲] امام مسلم، امام احمد، امام بیہقی وغیرہم کی روایتوں میں یہ گذرا کہ یہ آیتیں حضور کے علاوہ کسی اور نبی کو نہ دی گئیں صرف حضور کو ان آیتوں کا اعزازہ بخشا گیا۔ ان کے علاوہ امام نسائی، امام طبرانی، ابن مردویہ، ابن راہویہ وغیرہم کی روایتوں میں بھی یہ حقیقت بیان کی گئی ہے[۳]

(۷) حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورۂ بقرہ کی آخری آیتوں کے بارے میں فرمایا یہ قرآن ہیں اور یہ دعا ہیں۔ یہ آیتیں (اپنے قاری کو) جنت میں داخل کرتی ہیں اور رحمٰن کو خوش کرتی ہیں[۴]

(۸) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو آیتیں قرآن ہیں اور شفا بخش ہیں اور ان میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے یہ ہیں سورۂ بقرہ کی اخیر دو آیتیں[۵]

## سورۂ بقرہ و آل عمران

ان دونوں کا نام زہراوین بھی ہے[۶]۔ بہت ساری احادیث میں سورۂ بقرہ و آل عمران کے فضائل ایک ساتھ وارد ہوئے ہیں ایسے ہی بعض فضائل یہاں پیش کئے جا رہے ہیں۔

(۱) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم قرآن کی تلاوت کرو اس لئے کہ وہ روز قیامت اپنے

---

[۱] کنز العمال ص ۱۴۲ ج ۱ [۲] درمنثور ص ۳۷۸ ج ۱ طبرانی۔
[۳] درمنثور ص ۳۷۸ ج ۱ [۴] ایضاً بحوالہ ابو عبید، ابن ضریس اور جعفر زیابی۔
[۵] درمنثور ص ۳۷۸ ج ۱ دیلمی [۶] القان ص ۱۲۴ ج ۱

اصحاب (پابندی کے ساتھ تلاوت اور اس کے مطابق عمل کرنے والوں) کی شفاعت کے لئے آئے گا (خاص طور سے) تم دو روشن و تابندہ سورتوں سورۂ بقرہ اور آل عمران کی تلاوت کرو اس لئے کہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی جیسے وہ دو گھٹا ہوں یا دو ہلکی بدلیاں ہوں (جن سے روشنی بھی چھن رہی ہو) یا وہ صف بستہ پرندوں کا دو جھنڈ ہوں یہ دونوں اپنے اصحاب کی طرف سے جھگڑیں گی (گویا یہ دونوں سورتیں زوردار سفارش کریں گی اور خصوصیت کے ساتھ) سورۂ بقرہ کی تلاوت کرو اس لئے کہ اس کی تلاوت کرنا باعث برکت اور اس کا ترک کرنا باعث حسرت ہے اور باطل پرست اس کے حاصل کرنے کی قدرت نہ رکھ سکیں گے [1]

روز محشر جب سورج بالکل قریب ہوگا ایسی کڑی اور ہولناک دھوپ ہوگی کہ جس کی شدت سے اللہ کی پناہ ایسے سخت وقت میں یہ دونوں سورتیں اپنی تلاوت کرنے والوں کے سروں پر بدلیوں کی شکل میں یا پرندوں کی قطاروں کی شکل میں سایہ فگن ہونگی اس طرح جس طرح کہ پرندے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سر مبارک پر سایہ فگن ہوتے تھے [2]

(۲) حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن قرآن اور قرآن والے جو اس پر عمل پیرا ہوتے تھے انہیں لایا جائے گا قرآن میں سورۂ بقرہ و آل عمران آگے آگے ہوں گی (یہ دونوں سورتیں پیشوائی کریں گی) راوی حضرت نواس فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں سورتوں کا حال تین مثالوں سے سمجھایا جنہیں میں اب تک بھول نہیں سکا ہوں حضور نے فرمایا یہ دونوں سورتیں (روز قیامت) دو بدلیوں کی طرح یا دو کالے سائبان کی طرح ہوگی ان دونوں کے درمیان امتیاز کے لئے روشنی ہوگی یا وہ دونوں سورتیں صف بستہ پرندوں کے دو جھنڈ کی شکل میں ہوں گی اور دونوں ہی اپنے اصحاب کی حمایت میں جھگڑیں گی [3]

---

[1] مشکوٰۃ ص ۱۸۴، مسلم ص ۲۷۰ ج ۱ (۲) مرقاۃ ص ۵۸۱ ج ۲

[3] الترغیب والترہیب ص ۶۲۴، ۶۲۵ ج ۲، مسلم ص ۲۷۰ ج ۱، ترمذی ص ۱۱۱ ج ۲

حاکم کی ایک اور روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم بقرہ و آل عمران کو سیکھو اس لئے کہ یہ دونوں دو روشن و درخشندہ سورتیں ہیں قیامت کے دن اپنے اصحاب پر سایہ فگن ہوں گی اور وہ اس طرح ہوں گی جیسے دو گھٹا یا ہلکی دو بدلیاں (جن سے روشنی بھی چھن رہی ہوگی) یا پرندوں کے دو جھنڈ طیور کے یقیناً قرآن اپنی تلاوت و نگہداشت کرنے والے سے قیامت کے دن اس وقت ملیگا جب وہ اپنی قبر سے نکلے گا قرآن ایک رنگ بدلے ہوئے آدمی کے روپ میں ہوگا اور وہ اس شخص سے کہے گا کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ وہ آدمی کہے گا میں تمہیں نہیں پہچانتا قرآن کہے گا میں تمہارا وہی ساتھی ہوں جس نے تلاوت کے لئے تمہیں دوپہر کی کڑی دھوپ میں پیاسا رکھا اور جس نے تمہیں راتوں کو بیدار رکھا جب کہ ہر تاجر اپنی تجارت میں منہمک تھا اور آج تیرے لئے ہر تجارت کا نفع ہے (دنیاوی تجارت والوں کو ان کی تجارت کا نفع آج کچھ بھی نہ ملے گا مگر تم جو قرآن کی تلاوت کے ذریعہ ایک تجارتِ آخرت کر رہے تھے تو بس آج سارا نفع تیرے ہی لئے ہے) پھر اس شخص کو اس کے داہنے ہاتھ میں ملک اور بائیں ہاتھ میں خلد پیش کی جائے گی اور اس کے سر پر عزت و وقار کا تاج رکھا جائیگا اور اس کے والدین کو دو ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے جن کی قیمت پوری دنیا نہیں ہوسکتی اس کے والدین کہیں گے۔ کس (نیکی) کے بدلے میں ہمیں یہ تاج پہنایا گیا جواب میں کہا جائے گا تمہارے لڑکے نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اس کے بدلے میں۔ پھر (قرآن کی تعلیم حاصل کرنے والے سے) کہا جائے گا تم قرآن پڑھو اور جنت کے درجوں اور بالاخانوں میں چڑھتے چلے جاؤ۔ چنانچہ جب تک وہ قرآن پڑھتا رہے گا خواہ وہ ٹھہر ٹھہر کر کیوں نہ پڑھے وہ اوپر چڑھتا ہی چلا جائے گا۔ (جہاں قرآن کا پڑھنا ختم ہوگا وہی جنت کا مقام اس کا حصہ ہوگا)[1]

---

[1] ایضاً ص ۲۲۵-۲۲۶ ج ۲ [2] کنز العمال ص ۱۶۳ ج ۱ مسند امام احمد دارمی ۱ روبانی ، مندالوا، از عقیلی مستدرک از حاکم و شعب الایمان از بیہقی

(۳) حضرت ذیلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم سورۃ بقرہ سیکھو اس لئے کہ اس کا اختیار کرنا باعث برکت اور اس کا چھوڑنا باعث حسرت ہے اور باطل پرست (جادوگر وغیرہ) اس کو حاصل نہیں کر سکتے تم سورۃ بقرہ اور آل عمران سیکھو کیونکہ یہ دونوں روشن و تابندہ سورتیں ہیں یہ دونوں قیامت کے دن اپنے اصحاب پر سایہ فگن ہوں گی جیسے وہ دو گھٹا ہوں یا ہلکی بدلیاں ہوں (جن سے روشنی بھی چھن رہی ہو گی) یا دو پرندوں کے صف بستہ جھنڈ ہوں۔

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ان کے پاس ایک شخص نے سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھی آپ نے فرمایا تم نے دو ایسی سورتیں پڑھیں جن میں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے اس اسم اعظم کے وسیلے سے جب دعا کی جائے گی دعا قبول ہو گی اور جب اس کے واسطے سے مانگا جائے گا تو ملے گا[۱]

(۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جو کوئی سورۃ بقرہ اور آل عمران پڑھتا ہم میں وہ با عظمت ہو جاتا[۲]

(۶) حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جس نے سورۃ بقرہ اور آل عمران پڑھی تو یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن آئیں گی اور کہیں گی اے ہمارے رب اس پر کوئی گرفت نہیں (اسے چین و قرار کے گھر جنت میں بھیجا جائے)[۳]

(۷) حضرت عبدالواحد بن ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کی شب میں سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران کی تلاوت کی اسے ساتویں زمین سے ساتویں

---

[۱] درمنثور ص ۱۹ ج ۱ دارمی [۲] الفیاض ص ۱۹ ج ۱ امام احمد، مسلم اور دلائل از حافظ ابو نعیم
[۳] درمنثور ص ۱۹ ج ۱ دارمی۔

آسمان کی مسافت کے بقدر ثواب ملے گا۔[1]

## سورۂ آل عمران

اس کا نام طیبہ بھی ہے[2]

سورۂ آل عمران کے زیادہ تر فضائل سورۂ بقرہ کے ساتھ وارد ہو
ہیں تاہم اس کے الگ فضائل بھی پائے جاتے ہیں بعض یہ ہیں۔

(۱) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے جس
سورۂ آل عمران پڑھی اسے ہر آیت کے بدلے پل صراط پر امان دیدی گئی[3]

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے حض
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن وہ سورہ پڑھی جس
میں آل عمران کا ذکر ہے تو اس شخص پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے دن بھ
درود بھیجتے ہیں[4]

(۳) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روا
ہے انہوں نے فرمایا، جو بھی نادار شخص سورۂ آل عمران آخر شب میں نماز کے ا
پڑھے گا اس کے لئے یہ ایک بہترین خزانہ ہوگا[5]

(۴) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا جس شخص نے سورۂ آل عمران کا آخر (اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰت
وَالْاَرْضِ اخیر سورہ تک) شب میں پڑھا اس کے لئے پوری رات نماز پڑھنے کا
ثواب لکھ دیا گیا[6]

(۵) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

---

[1] درمنثور ص ۱۹ ج ۱ ۔ الترغیب از اصبہانی۔
[2] اتقان ص ۵۴ ج ۱ ۔ [3] کنز العمال ص ۲۶۲ ج ۱
[4] روح المعانی ص ۷۸ ج ۴ اوسط طبرانی۔
[5] درمنثور ص ۲ ج ۲ دارمی فضائل الوعد و شعب الایمان از بیہقی
[6] مشکوٰۃ ص ۱۸۹ دارمی۔

ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے "شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ" سے "عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ" تک پڑھی پھر اس نے یہ کہا کہ جس کی اللہ تعالیٰ نے شہادت دی اس کا میں شہادت دیتا ہوں اور یہ شہادت اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ میری امانت ہے ایسا شخص قیامت کے دن پیش ہوگا اس وقت رب ذوالجلال کا ارشاد ہوگا یہ میرا بندہ ہے اس نے مجھ سے ایک عہد کیا تھا اور میں سب سے بڑھ کر عہد پورا کرنے والا ہوں میرے اس بندے کو جنت میں داخل کر دو[۱]

## سبع طوال

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سات (شروع کی لمبی) سورتیں حاصل کیں وہ بہتر ہے[۲] سات طویل سورتوں سے مراد ایک قول کے مطابق بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور سورہ یونس ہیں۔ آیت کریمہ،

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ، (حجر ۸۷) بیشک ہم نے آپ کو سات مثانی کی سورتیں یا آیتیں دیں۔

اس کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ سات سے سات طویل سورتیں بقرہ، آل عمران، النساء، مائدہ، انعام، اعراف اور سورۂ یونس مراد ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر حضرت مجاہد، حضرت ضحاک وغیرہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ سبع مثانی سے مراد سبع طوال سات طویل سورتیں، البقرہ، آل عمران، نسا، مائدہ، انعام، اعراف اور یونس ہیں[۳]

---

[۱] کنز العمال ص ۲۸۲ ج ۱ ابوالشیخ۔

[۲] درمنثور ص ۱۰۶ ج ۲، امام احمد، ابن ضریس، محمد بن نصر شعب الایمان از بیہقی ومستدرک حاکم ص ۵۶۴ ج ۱۔

[۳] ابن کثیر ص ۵۵۷ ج ۲۔

حضرت محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ سبع طوال میں ساتویں سورۂ یونس شمار کی جاتی تھی[1] حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت ہے کہ سبع مثانی سے یہ سات طویل سورتیں مراد ہیں بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام اعراف، یونس[2] ایک جماعت نے کہا کہ سبع مثانی سے سات طویل سورتیں بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف، اور انفال و توبہ ایک ساتھ مراد ہیں اسی لئے دونوں کے بیچ بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھا گیا یہ قول ابن عمر، ابن عباس، سعید بن جبیر اور حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے[3] قرآن حکیم کی سورتیں چار قسموں میں بٹی ہوئی ہیں (۱) طوال (۲) مئین (۳) مثانی (۴) مفصّل۔

واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تورات کی جگہ سبع طوال، زبور کی جگہ مئین اور انجیل کی جگہ مثانی دی گئیں اور مفصل سے مجھے برتری بخشی گئی[4]

طوال۔ سے مراد کون کون سورتیں ہیں، اوپر گذر چکا۔

مئین۔ وہ ہیں جو ان سات سورتوں کے بعد ہیں ان میں تقریباً سو سو آیتیں ہیں اس لئے انہیں مئین[5] کہتے ہیں[6]۔

مثانی۔ مئین کے بعد کی سورتیں مثانی کہلاتی ہیں فراء نے فرمایا ہے مثانی وہ سورتیں ہیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں۔

مفصل۔ مثانی کے بعد کی سورتیں مفصل کہلاتی ہیں[7]

حضرت واثلہ بن اسقع ہی سے امام بیہقی نے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے توریت کی جگہ سات طویل سورتیں دی گئیں اور مئین ہر وہ سورہ جس میں سو یا اس سے کچھ زیادہ آیتیں ہیں اور مثانی ہر وہ سورہ جس میں

---

[1] درمنثور ص ۲۹۹ ج ۳ ابوالشیخ [2] عمدۃ القاری ص ۸۱ ج ۱۸

[3] عمدۃ القاری ص ۱۲ ج ۱۹ [4] اتقان ص ۵۶ ج ۱ بروایت امام احمد

[5] مئین مائۃ کی جمع ہے اس کے معنی سو کے ہیں۔

[6] اتقان ص ۶۳ ج ۱ [7] اتقان ص ۶۳ ج ۱

مئو سے کم اور مفصل سورتوں کی آیتوں سے زیادہ آیتیں ہیں[۱]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شب کچھ تکلیف محسوس کی صبح کو عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے اوپر درد و تکلیف کا اثر نمایاں ہے حضور نے فرمایا سنو جیسا تم دیکھ رہے ہو (یعنی محنت شاقہ کا جو تمہیں اندازہ ہے) وہ صحیح ہے بحمد اللہ میں نے سبع طوال سات طویل سورتیں پڑھی ہیں[۲]

ایک دوسری روایت ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں ایک شب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھنے کھڑا ہوا حضور نے سات رکعتوں میں سبع طوال پڑھی۔[۳]

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب میں اٹھے قضائے حاجت سے فارغ ہوئے مشک کے پاس تشریف لائے پانی اونڈیلا تین بار اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں پھر وضو فرمایا اور ایک رکعت میں سبع طوال پڑھی[۴]

## سورۂ مائدہ

اس کے دو اور نام یہ ہیں۔ «عقود» اور «منعقدہ»[۵]

(۱) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سواری (اونٹنی) پر سوار تھے اسی حال میں سورۂ مائدہ نازل ہوئی اونٹنی آپ کا بوجھ برداشت نہ کر سکی چنانچہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے اتر گئے[۶]

(۲) امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، محمد بن نصر، طبرانی، دلائل ابو نعیم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

---

[۱] درمنثور ص ۱۱۶ ج ۲ [۲] ایضاً، ابو یعلی، ابن خزیمہ، ابن حبان حاکم بیہقی در شعب الایمان۔ [۳] ایضاً امام احمد

[۴] درمنثور ص ۱۱۶ ج ۲ ایضاً عبد الرزاق۔

[۵] اتقان ص ۵۴ ج ۱ [۶] درمنثور ص ۲۵۲ ج ۲ امام احمد۔

روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اونٹنی عضباء کی لگام تھامے ہوئے تھی کہ اسی وقت پوری سورۂ مائدہ نازل ہوئی اس سورہ کے بوجھ سے اونٹنی کا کاندھا ٹوٹا جا رہا تھا۔[۱]

(۳) حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا حجۃ الوداع (کے سفر) میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان اپنی اونٹنی پر سوار تھے (اس وقت) سورہ مائدہ نازل ہوئی (اس کے بوجھ سے) اونٹنی کا بازو پھٹا جا رہا تھا اس لئے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے اتر گئے۔[۲]

ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں حجۃ الوداع کے سفر میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سورۂ مائدہ نازل ہوئی اس وقت آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے (اونٹنی سورۂ مائدہ کا بار برداشت نہ کرسکی) وہ اس کے بوجھ سے بیٹھ گئی[۳] کلام الٰہی کے وزن کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا قرآن خود ناطق ہے۔

اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا۔ — ہم آپ پر عنقریب وزنی بات اتاریں گے۔

دوسری جگہ قرآن کہتا ہے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ (حشر ۲۱) — اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور آپ اسے اللہ تعالیٰ کے خوف سے جھکا اور پاش پاش دیکھتے۔

(۴) حضرت ضحاک بن حبیب اور حضرت عطیہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ان دونوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[۱] ایضاً - - - - [۲] درمنثور ص ۲۵۲ ج ۲ ابو عبید

[۳] ایضاً

سورۂ مائدہ سب سے آخر میں نازل ہوئی اس لئے تم اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام سمجھو[۱] کیونکہ اس کے بعد اب منسوخ ہونے کا سوال بھی ختم ہو گیا جیساکہ ایک اور روایت ہے، ابن عون سے مروی ہے انہوں نے حضرت حسن سے پوچھا سورۂ مائدہ سے کچھ منسوخ بھی ہوا؟ انہوں نے فرمایا سورۂ مائدہ سے کچھ بھی منسوخ نہ ہوا[۲]

## سورۂ انعام

سورۂ انعام سبع طوال میں شامل ہے سبع طوال کے اجمالی واجتماعی فضائل تحریر کئے جا چکے اس کے بعض علیٰحدہ فضائل بھی پیش کئے جارہے ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا پوری سورۂ انعام مکہ میں نازل ہوئی اس کے ساتھ فرشتوں کا ایک (عظیم) قافلہ تھا وہ اسے پہونچاتے آئے تھے ان کی تعداد اتنی زبردست تھی کہ ان سے آسمان وزمین کا بیچ بھر گیا تھا وہ تسبیح کی ایسی گونج کے ساتھ تھے کہ زمین ان کی تسبیح کی گونج سے لرز رہی تھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ان کی تسبیح کی گونج سنی تو اس سے متاثر ہو کر سجدہ ریز ہو گئے پھر یہ سورہ اسی وقت آپ پر مکہ میں نازل ہوئی[۳] اس سورہ کو پہونچانے کے لئے آنے والے فرشتے کتنے تھے بعض روایتوں میں ان کا اندازہ و تعداد بھی ملتی ہے حاکم و بیہقی کی روایت ہے کہ اس سورہ کو پہونچانے کے لئے اتنے فرشتے آئے جن سے کنارۂ آسمان بھر گیا تھا[۴]

ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں سورۂ انعام (اس شان سے) نازل ہوئی کہ ستر ہزار فرشتے اسے پہونچانے کے لئے آئے تھے[۵]

(۲) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں سورۂ انعام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یک بارگی نازل ہوئی اس

---

[۱] درمنثور ص ۵۲ ج ۲ الوعبید [۲] ایضا عبد بن حمید، ابوداؤد و ابن م...
[۳] درمنثور ص ۲ ج ۳ ابن ضریس [۴] کنز العمال ص ۱۶۳ ج ۱
[۵] ایضاً

وقت میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اونٹنی کی لگام تھامے ہوئے تھی اس سورہ کے وزن سے اونٹنی کی ہڈیاں جیسے ٹوٹی جارہی تھیں۔ لے

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت) کے دن جنت سے ایک پکارنے والا پکار لگائے سورہ انعام کے پڑھنے والے سورہ انعام اور اس کی تلاوت سے محبت رکھنے کے بدلے تم جنت میں آجاؤ۔ ؎۲

(۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز فجر پڑھکر سورہ انعام کے شروع سے ویعلم ما تکسبون تک پڑھتا ہے اس کے یہاں چالیس ہزار فرشتے اترتے ہیں اس کے لیئے ان فرشتوں کے اعمال کی طرح اعمال لکھے جاتے ہیں اور اس کے پاس آسمانوں کے اوپر سے ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے اس کے ساتھ لوہے کا ایک ہتھوڑا ہوتا ہے۔ اگر شیطان اس کے دل میں کوئی بری بات ڈالتا ہے تو فرشتہ اسے اتنا زور سے مارتا ہے کہ اس کے اور اس شیطان کے درمیان ستر پردے حائل ہوجاتے ہیں پھر جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے گا میں تیرا پروردگار ہوں اور تم میرے بندہ ہو تم میرے سایہ (رحمت) میں چلو اور کوثر سے پیو اور سلسبیل سے غسل کرو اور بلا حساب و عذاب جنت میں داخل ہوجاؤ۔ ؎۳

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھتا ہے اور اسی جگہ بیٹھکر سورہ انعام کے شروع سے تین آیتیں پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر فرشتوں کو مقرر فرمادیتا ہے یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں اور اس کے لئے قیامت تک دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔ ؎۴

(۶) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے سورہ انعام

---

؎۱ ایضا ابن مردویہ و طبرانی
؎۲ ایضا سلفی
؎۳ درمنثور ص ۳ ج ۳ دیلمی
؎۴ درمنثور ص ۳ ج ۳ دیلمی

قرآن کی ایک بہترین سورۃ ہے[۱]

## سورۂ ہود

(۱) حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم جمعہ کے دن سورۂ ہود پڑھا کرو[۲]

(۲) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر بڑھاپا جلد طاری ہوگیا حضور نے فرمایا سورۂ ہود اور اس کی مانند اور سورتوں سورۂ واقعہ، حاقہ، عم یتساءلون اور "اذا الشمس کورت"، نے مجھے بوڑھا کردیا[۳]

بزار اور ابن مردویہ کی اسی مفہوم کی ایک اور روایت ہے اس میں "اذا الشمس کورت"، کے بعد سورۂ "ھل اتاک حدیث الغاشیۃ" کا اضافہ ہے[۴]

اور ترمذی، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ اور البعث والنشور از بیہقی کی روایت میں مذکورہ سورتوں کے ساتھ سورۂ "مرسلات"، کا بھی ذکر ہے[۵] ابن عساکر کی ایک اور روایت میں سورۂ مرسلات اور "اذا الشمس کورت" کے ساتھ "سورۂ اقتربت"، بھی موجود ہے[۶]

ابن عساکر کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ سورۂ ہود اور اس کی مثل سورتوں اور مجھ سے پہلے پچھلی امتوں کے ساتھ جو کچھ کیا گیا ہے ان سب کے افکار نے مجھے بوڑھا کردیا[۷] زوائد الزہد از عبداللہ بن احمد اور ابوالشیخ کی روایت میں یہ ہے کہ حضور نے فرمایا مجھے ہود اور اس جیسی اور سورتوں اور روز قیامت کی یاد اور سابقہ قوموں کے واقعات نے مجھے بوڑھا کردیا[۸]

---

[۱] الاتقان ص ۱۵۳ ج ۲ . [۲] مشکوٰۃ ص ۱۸۹ دارمی ، درمنثور ص ۳۱۹ ج ۳ ، مراسیل ابوداؤد ، ابوالشیخ ، ابن مردویہ ، وشعب الایمان از بیہقی۔ [۳] درمنثور ص ۳۱۹ ج ۳ ، ابن منذر ، طبرانی ، ابوالشیخ ، ابن مردویہ وابن عساکر [۴] ایضاً [۵] روح المعانی ص ۲۰۲ ج ۱۱ [۶] درمنثور ص ۳۱۹ ج ۳ [۷] کنز العمال ص ۱۴۳ ج ۱ [۸] درمنثور ص ۳۲۰ ج ۳ ۔

## سورۂ یوسف

(۱) حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے یہ اور ان کے خالہ زاد بھائی معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے اور مکہ مکرمہ پہونچے یہ واقعہ چھ حضرات انصار کے نکلنے سے پہلے کا ہے وہ دونوں حضرات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت رفاعہ نے کہا (اسلام) پیش کیجیے ان کے سامنے حضور نے اسلام پیش کیا حضور نے فرمایا آسمان وزمین اور پہاڑ کس نے پیدا کئے ہم نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضور نے فرمایا تمہیں کس نے پیدا کیا ہم نے کہا اللہ نے حضور نے فرمایا جن بتوں کی تم پرستش کرتے ہو انہیں کس نے بنایا ہم نے جواب دیا ہم نے، حضور نے فرمایا خالق (پیدا کرنے والا) عبادت کئے جانے کا زیادہ حق ... رکھتا ہے یا مخلوق (بلکہ) تم زیادہ حق رکھتے ہو کہ وہ بت، تمہاری عبادت کریں کیونکہ تم نے (اپنے ہاتھوں سے تراش خراش کر) انہیں بنایا جن کو تم نے اپنے ہاتھوں سے خود بنایا ہے ان سے کہیں زیادہ حق اللہ تعالیٰ کا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو میں تمہیں اللہ کی عبادت اور اس کی شہادت کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور صلہ رحمی، سرکشی اور لوگوں کا بغض وکینہ چھوڑنے کی (میں دعوت دیتا ہوں) ہم نے کہا اگرچہ جن کی آپ دعوت دیتے ہیں (ان کے اپنے زعم میں) وہ باطل ہوں تاہم وہ اونچی باتیں اور اچھے اخلاق سے ان کا تعلق ہے، ہماری سواریاں روکیں ہم خانہ کعبہ جاتے ہیں، حضور کے پاس معاذ بن عفراء بیٹھے رہے۔

حضرت رفاعہ کہتے ہیں میں نے (خانہ کعبہ کا) طواف کیا اور (فال کے) سات تیر نکالے ان میں سے ایک تیر ان کے لئے کیا۔ میں نے استقبال کعبہ کیا اور ان تیروں کو گھمایا اور میں نے کہا اے اللہ! محمد (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جس کی دعوت دے رہے ہیں اگر وہ حق ہے تو ان کا تیر سات بار نکال دے وہ کہتے ہیں چنانچہ میں نے تیر نکالے اور سات بار تیر نکل گیا اور میں نے "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمد ا رسول اللہ" کی زوردار صدا لگائی لوگ میرے گرد جمع ہو گئے اور کہنے لگے ایک پاگل آدمی ہے دین سے

نکل گیا ہے میں نے کہا نہیں ایک مومن آدمی ہے پھر میں مکہ کے اونچے حصہ پر پہنچا جب مجھے معاذ نے دیکھا تو کہا بالشبہ ابن رافع کا چہرہ ایسا بارونق ہو گیا ہے کہ ویسا کبھی نہ تھا میں بھی آیا اور ایمان لایا اور ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے سورۂ یوسف اور اقرأ باسم ربك کی تعلیم دی پھر ہم مدینہ واپس ہوئے[1]

اس حدیث میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض اہم تعلیمات دی ہیں وہیں دو حضرات کے اسلام لانے کے بعد سب سے پہلے سورۂ یوسف اور اقرأ باسم ربك کی تلقین کر کے ان کی اہمیت بھی واضح کی ہے۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہود کے ایک عالم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور سورۂ یوسف پڑھ رہے تھے انہوں نے بھی موافقت کی اور عرض کی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سورہ آپ کو کس نے سکھائی حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی تعلیم دی جب حضور سے ان عالم نے سنا تو انہیں حیرت ہوئی پھر وہ یہود کے پاس آئے اور ان سے کہا اللہ کی قسم (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قرآن پڑھتے ہیں (وہ کلام ویسا ہی ہے) جیسا تورات میں نازل ہوا پھر وہ یہود کی ایک جماعت کے ساتھ چلے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے جانی پہچانی صفت کے مطابق حضور کو پایا اور مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت بھی اور حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سورۂ یوسف کی قرأت سننے لگے اور حیرت زدہ رہ گئے اور ان سب نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا[2]

## فضیلت سورۂ رعد

حضرت جابر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انتقال کرنے والے کے پاس نزع عالم میں سورۂ رعد پڑھنا مستحب سمجھا جاتا تھا اس سے مرنے والے کی سختیاں کم ہوتی ہیں اور اس کی روح

---

[1] درمنثور ص ۲ ج ۴ مستدرک از حاکم۔
[2] درمنثور ص ۲، ۳ ج ۴ دلائل از بیہقی۔

نرمی اور آسانی سے قبض کی جاتی ہے [۱]

## سورۂ بنی اسرائیل

اسے سورۂ سبحان بھی کہتے ہیں [۲]۔ اس کا ایک نام اسراء بھی ہے۔

(۱) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ اور سورۃ انبیاء کے بارے میں فرمایا کہ یہ (سورتیں) اولین عمدہ ترین سورتیں ہیں اور وہ مجھے پہلے ہی سے حفظ ہیں [۳]۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سورتوں کو اس لئے افضل قرار دیا ہے کہ ان سورتوں کا افتتاحیہ عجیب شان رکھتا ہے اور اولین اس لئے فرمایا کہ یہ پہلے نازل ہوئیں چنانچہ یہ سورتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تھیں یا اس لئے کہ یہ جلد یاد ہو جاتی ہیں [۴]۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنی اسرائیل اور زمر پڑھے بغیر آرام نہیں فرماتے تھے [۵]۔

(۳) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو شخص صبح یا شام کو آیت قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ سے آخر سورہ اسراء تک پڑھے گا اس کا دل اس دن یا اس رات میں نہ مرے گا [۶]۔

## سورۂ کہف

سورۂ کہف کے فضائل بھی کثرت سے وارد ہوئے ہیں یہاں چند روایات پیش کی جا رہی ہیں۔

---

۱۔ درمنثور ص ۲۰۲ ج ۴ ابن ابی شیبہ و مروزی ۲۔ اتقان ص ۵۲ ج ۱

۳۔ عمدۃ القاری باب تالیف القرآن ص ۲۲ ج ۲۰ بخاری ص ۷۴۷ ج ۲

۴۔ عمدۃ القاری ص ۲۲ و ۲۳ ج ۲۰

۵۔ درمنثور ص ۲۰۶ ج ۴ امام احمد، ترمذی ص ۲۶ ج ۲، نسائی، حاکم وابن مردویہ

۶۔ کنز العمال ص ۱۴۳ ج ۱۔

(۱) حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں حفظ کرلیں وہ دجال کے فتنے سے محفوظ ہوگا[۱] علامہ طیبی فرماتے ہیں جس طرح اصحاب کہف اپنے زمانے کے جبار (دقیانوس) سے محفوظ ہو گئے تھے اسی طرح اس سورہ کا پڑھنے والا دوسرے جباروں سے بچ جائے گا۔

دجّال قرب قیامت میں ظاہر ہوگا الوہیت کا دعویٰ کرے گا اس کے ہاتھوں خرقِ عادت چیزیں ظاہر ہوں گی۔ مثلاً وہ آسمان سے برسنے کو کہے گا تو آسمان اسی وقت برسنے لگے گا۔ زمین سے اگانے کو کہے گا وہ فوری پودے وغیرہ اگا دے گی۔ اس طرح اس کا فتنہ شباب پر پہونچ جائے گا۔ بتایا جاتا ہے کہ اس کا فتنہ روئے زمین کا سب سے زبردست فتنہ ہوگا تمام ہی انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قوموں کو اس کے فتنے سے ڈراتے چلے آئے ہیں[۲]

(۲) حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے یہ روایت بھی ہے جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی تین آیتیں پڑھے وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ ہوگا[۳] پہلی حدیث میں دس ابتدائی آیتیں حفظ کرنے پر دجال سے محفوظ ہونا بتایا گیا اور اس حدیث میں شروع کی صرف تین آیتیں پڑھنے پر دجال سے بچ جانے کی ضمانت دی گئی آخر ایسا کیوں؟ اس کے جواب میں علامہ شیخ محقق دہلوی فرماتے ہیں پہلے وہ تھا جو پہلی حدیث میں بیان کیا گیا اور اب یہ ہے کہ جو صرف تین شروع کی آیتیں پڑھ لے اسے فتنۂ دجال سے امن وعافیت مل جائے گی[۴]

(۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سورۂ کہف اس کی نازل شدہ ترتیب در تجوید کے ساتھ پڑھی اس کے لئے قیامت کے دن اس کے مقام سے مکہ کی مسافت

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۱۸۵ مسلم ص ۲۷۱ ج ۱ [۲] مرقاۃ ص ۵۸۵ ج ۲

[۳] مشکوٰۃ ص ۱۸۷ ترمذی ص ۱۱۲ ج ۲ الترغیب والترہیب ص ۲۹۴ ج ۱

[۴] اشعۃ اللمعات ص ۱۰۶ ج ۲

کے بقدر نور ہوگا اور جس شخص نے سورۂ کہف کی آخری دس آیتیں پڑھیں پھر دجا
کا خروج ہوا تو اس شخص پر دجال کا بس نہ چلے گا لے

(۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ص
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۂ کہف کی دس آیتیں پڑھے گا اس کے سر
قدم تک ایمان سے بھر دیا جائے گا اور جو جمعہ کی شب میں اسے پڑھے گا اس کے ل
شہر صنعاء اور بصری کے درمیان کی مسافت کے بقدر نور ہوگا اور جو شخص یہ سورہ ج
کے دن جمعہ سے پہلے یا بعد پڑھے گا وہ دوسرے جمعہ تک محفوظ ہو جائے گا اگر دونو
جمعوں کے بیچ دجال ظہور کرے گا تو یہ شخص اس کی اطاعت سے بچ رہے گا (دجا
کی گمراہی اور فتنہ سے یہ تلاوت کرنے والا محفوظ ہوگا ۲ے

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلے
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسی سورہ نہ بتادوں جس کی عظمت آس
وزمین کے درمیانی حصہ کے برابر ہے اور اس کے لکھنے والے کے لئے بھی اسی کے بقدر
اجر و ثواب ملتا ہے اور جو شخص اسے جمعہ کے دن پڑھتا ہے اس کے لئے دونوں جمعوں
کے درمیان کے گناہ اور مزید تین دن کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور سوتے وقت
جو شخص اس کی دس آخری آیتیں پڑھے گا اسے اللہ تعالیٰ جس شب میں وہ چاہے گا
اسی میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اٹھائے گا، صحابہ نے عرض کیا ہاں کیوں
نہیں یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ہمیں ضرور بتایا جائے) حضور نے فرمایا
یہ سورہ اصحاب کہف ہے ۳ے

(۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا توراۃ میں سورۂ کہف کا نام حائلہ (حائل ہو جانے
والی) ہے یہ سورہ اپنی تلاوت کرنے والے اور جہنم کے درمیان حائل ہو جاتی ہے ۴ے

---

لے الترغیب والترہیب ص ۶۴۴ ج ۲ مستدرک از حاکم
۲ے کنز العمال ص ۱۴۳ ج ۱ ابو الشیخ۔
۳ے درمنثور ص ۲۰۹ ج ۴ ابن مردویہ
۴ے کنز العمال ص ۱۴۳ ج ۱ شعب الایمان از بیہقی و مسند الفردوس از دیلمی

(۷) حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن جو شخص سورہ کہف پڑھتا ہے اس کے لئے دو جمعوں کے درمیان کے لمحات و اوقات کو (ہدایت و ایمان کا) نور منور کر دیتا ہے[۱] جو شخص ایک جمعہ کو سورہ کہف پڑھ لیتا ہے تو دوسرے جمعہ تک کے اوقات کو ہدایت اور ایمان کا نور روشن کر دیتا ہے۔ اس طرح وہ ایمان و ہدایت کی پوری روشنی میں ہوتا ہے۔

(۸) بزار وغیرہ کی روایت ہے جو شخص سوتے وقت سورہ کہف پڑھتا ہے اس کے لئے ایک نور ہوتا ہے اس کی چمک مکہ تک ہوتی ہے اس نور میں فرشتے ہوتے ہیں اور اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور اگر اس کی خواب گاہ مکہ میں ہوتی ہے تو اس کے لئے ایک ایسا نور ہوتا ہے جو اس کی خواب گاہ سے بیت معمور تک چمکتا ہے اس نور میں فرشتے ہوتے ہیں جو اس کے لئے اس کے بیدار ہونے تک استغفار کرتے رہتے ہیں[۲] بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جو جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھتا ہے نورِ (ایمان) جہاں وہ پڑھتا ہے وہاں سے خانہ کعبہ تک کی مسافت کو روشن کر دیتا ہے[۳]

(۹) حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جمعہ کے دن امام (جمعہ) کے نکلنے سے پہلے جو شخص سورہ کہف پڑھتا ہے تو یہ اس کے لئے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کے گناہ کا کفارہ ہو جاتی ہے اور اس سورہ کا نور بیت عتیق (خانہ کعبہ) تک پہونچتا ہے[۴] ابن مردویہ کی روایت ہے جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت دوسرے جمعہ تک کے گناہ کا کفارہ ہو جاتی ہے[۵]

(۱۰) حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں سورہ کہف کی تلاوت ہوتی ہے

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۱۸۹ [۲] مرقاۃ ص ۶۰۵ ج ۲

[۳] کنز العمال ص ۱۴۳ ج ۱ [۴] درمنثور ص ۲۰۹ ج ۴ م سعید بن منصور

[۵] ایضاً

اس میں اس رات شیطان داخل نہیں ہوتا ہے[1]

(۱۱) حضرت ابوحکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر صرف سورۂ کہف کا اخیر حصہ نازل ہوتا اور کچھ نازل نہ ہوتا تو میری امت کے لئے یہی کافی ہوتا[2]

(۱۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ کہف یکبارگی اس طرح نازل ہوئی کہ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے[3]

## فضیلت سورۂ مریم

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نجاشی (شاہ حبشہ) نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا تمہارے ساتھ اس کتاب کا کچھ حصہ ہے جسے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی جانب سے لائے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں اس کے بعد نجاشی کے سامنے حضرت جعفر نے سورۂ مریم کہیعص کا ابتدائی حصہ تلاوت فرمایا نجاشی اتنا رویا کہ (آنسو سے) اس کی ڈاڑھی بھیگ گئی اور اس کے پادری بھی اس قدر روئے کہ ان سبھی کے صحیفے بھیگ گئے جس وقت انہوں نے حضرت جعفر سے سورہ مریم کا ابتدائی حصہ سنا پھر نجاشی نے کہا بلاشبہ یہ اور وہ جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے ہیں ایک ہی طاقچے سے نکلتے ہیں یہ رقت انگیز اسلوب ربانی سے نجاشی اور اس کے پادری اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کی آنکھوں سے ساون بھادوں کی برسات ہونے لگی اور نجاشی شاہ حبشہ نے تو کھلے الفاظ میں یہ اعتراف بھی کر لیا کہ تعلیمات محمدیہ اور تعلیمات مسیح میں اصلاً کوئی فرق نہیں دونوں کا منبع اور مصدر ایک ہی ہے[5]

---

[1] کنز العمال ص ۱۴۳ ج ۱ طبرانی کبیر، ابن مردویہ والثواب از ابوالشیخ۔

[2] کنز العمال ص ۱۴۴ ج ۱ — ابونعیم۔

[3] درمنثور ص ۲۱۰ ج ۴ مسند الفردوس از دیلمی۔

[4] درمنثور ص ۲۵۸ ج ۴، امام احمد، ابن ابی حاتم و دلائل بیہقی۔

[5] سیرۃ ابن ہشام ص ۳۳۶ ج ۱

## سورۂ طٰہٰ

اسے سورۂ کلیم بھی کہتے ہیں۔[۱]

(۱) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان وزمین پیدا فرمانے سے ایک ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے سورہ یٰسٓ وطٰہٰ کی قراءت ظاہر فرمائی جب فرشتوں نے قرآن کا یہ حصہ سنا انہوں نے کہا اس امت کے لئے خیر وخوبی ہے جس پر یہ قرآن خصوصًا طٰہٰ ویٰسٓ نازل ہوں گی اوران کے لئے خیر وخوبی ہے جو ان کے حامل ہوں گے اوران زبانوں کے لئے خیر وخوبی ہے جو انہیں ادا کریں گی۔[۲]

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے علاوہ فرشتوں کے سامنے ان دو سورتوں کو پڑھیں تاکہ انہیں ان دونوں کی مجد و عظمت سے روشناس کرائے۔ ظاہر حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آسمان وزمین کی تخلیق سے پہلے فرشتوں کو پیدا کیا گیا تھا۔[۳]

(۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پورا قرآن اہل جنت کے سامنے رکھا جائے گا وہ سورہ طٰہٰ ویٰسٓ کے علاوہ کوئی قرآن کا حصہ نہ پڑھیں گے بلاشبہ جنت والے جنت میں یہ دونوں سورتیں پڑھیں گے۔[۴]

## سورۂ انبیاء

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا سورۂ بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ اور انبیاء اولین عمدہ ترین سورتیں ہیں اور وہ مجھے پہلے ہی سے حفظ ہیں۔[۵] اس کی تشریح فضائل اسرار میں گذر چکی۔

---

[۱] اتقان ص ۵۴ ج ۱ [۲] مشکوٰۃ ص ۱۸۷، دارمی، درمنثور ص ۲۸۸ ج ۴، توحید ابن خزیمہ، ضعفاء عقیلی، اوسط طبرانی، ابن عدی ابن مردویہ وشعب الایمان از بیہقی۔ [۳] مرقاۃ ص ۵۹۷ ج ۲۔

[۴] درمنثور ص ۲۸۸ ج ۴، ابن مردویہ [۵] عمدۃ القاری ص ۱۹ ج ۱۹ بخاری ص ۶۸۷ ج ۲۔

(۲) حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ان کے پاس عرب ہی کا ایک شخص آیا حضرت عامر نے اس شخص کو اعزاز کے ساتھ ٹھہرایا اور اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کی اس کے بعد وہ شخص آیا اور اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک وادی جاگیر کے طور پر لینے کی درخواست کی ہے اس سے بہتر عرب میں کوئی وادی نہیں، میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس کا ایک حصہ میں تمہارے لئے اور تمہاری اولاد کے لئے عنایت کردوں حضرت عامر نے فرمایا مجھے تمہارے حصہ وادی کی کوئی ضرورت نہیں آج ایک ایسی سورہ نازل ہوئی ہے جس نے دنیا سے ہماری توجہ ہٹادی ہے وہ سورہ "اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون" ہے لوگوں کے لئے ان کا حساب قریب آچکا اور وہ غفلت میں اعراض کئے جارہے ہیں (نیک عمل کی طرف متوجہ نہیں ہورہے ہیں)۔[1]

## سورۂ مؤمنون

(۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی چہرۂ اقدس کے قریب شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح (آواز) سنی جاتی تھی چنانچہ ایک دن آپ پر وحی نازل ہوئی ہم تھوڑی دیر رکے رہے وحی کا سلسلہ ختم ہوا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا فرمائی۔

| | |
|---|---|
| اَللّٰھُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا | اے اللہ ہمیں بڑھا اور گھٹا |
| وَاَکْرِمْنَا وَلَا تُھِنَّا وَاَعْطِنَا | نہیں اور ہمیں اعزاز بخش ہمیں رسوا |
| وَلَا تَحْرِمْنَا وَآثِرْنَا | نہ کر اور ہمیں دے ہمیں محروم نہ کر اور |
| وَلَا تُؤْثِرْ عَلَیْنَا وَارْضَ | ہم کو ترجیح دے ہمارے خلاف ترجیح نہ دے |
| عَنَّا وَاَرْضِنَا۔ | ہم سے راضی ہوجا اور ہمیں بھی خوش کردے |

---

[1] درمنثور ص ۳۱۴ ج ۴، ابن مردویہ، حلیۃ ابو نعیم وابن عساکر۔

پھر فرمایا میرے اوپر دس آیتیں نازل ہوئیں جو ان کے مطابق کما حقہ عمل کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا پھر " قد افلح المؤمنون " کی تلاوت فرمائی اور دس آیتیں مکمل کیں ؎۱

اس حدیث میں سورۂ مومنون کی ابتدائی دس آیتوں کا یہ عظیم اجر و ثواب بتایا گیا ہے کہ جو ان کی تعلیمات و ہدایات کو اپنی طبیعت و مزاج بنالے وہ جنت میں جائے گا ایک حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انہیں آیات کے مطابق عمل کو خلق عظیم کہا گیا ہے۔

بخاری نے " ادب مفرد "، نسائی، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت یزید بن بابنوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلق کیا تھا انہوں نے فرمایا آپ کا خلق قرآن تھا پھر حضرت عائشہ نے فرمایا سورۂ مومنون " قد افلح المؤمنون " پڑھو جیا نچہ انہوں نے شروع کیا اور دس آیتیں پڑھیں حضرت عائشہ نے فرمایا یہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ تھے ؎۲

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت خلد کی تخلیق فرمائی اور خود سے اس کے درخت لگائے اور اس سے فرمایا گفتگو کرو اس نے قد افلح المؤمنون کہا ؎۳

(۳) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص " قد افلح المؤمنون "

---

؎۱ درمنثور ص ۲ ج ۵، عبدالرزاق، احمد، عبد بن حمید، ترمذی ص ۷ ۱۴ ج ۲، نسائی، ابن منذر، عقیلی، حاکم، دلائل بیہقی و مختارہ از ضیاء مقدسی

؎۲ درمنثور ص ۲ ج ۵ - ؎۳ درمنثور ص ۲ ج ۵، ابن عدی، حاکم و اسماء وصفات از بیہقی۔

سے دس آیتوں تک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔[۱]

## سورۂ نور

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان (عورتوں) کو بالا خانوں پر نہ رکھو اور نہ انہیں لکھنا سکھاؤ، انہیں سوت کا تنا اور سورۂ نور سکھاؤ۔[۲] سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے مردوں کو سورۂ مائدہ اور اپنی عورتوں کو سورۂ نور کی تعلیم دو۔[۳] سورۂ نور کی تعلیم عورتوں کو اس لئے دی جائے کہ اس کے اندر عورتوں سے متعلق بہت سے احکام و آداب بیان کئے گئے ہیں اور سورۂ مائدہ کی تعلیم مردوں کو اس لئے دی جائے کہ اس میں کثرت سے احکام و مسائل، بعض حدود اور قصاص کا ذکر ہے۔ عورتوں کو بالا خانوں پر نہ رہنے دیا جائے اور نہ ان کو لکھنا سکھایا جائے۔ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے اندر بے شمار حکمتیں اور مصلحتیں ہیں، یہ دونوں چیزیں بہت سے فتنوں کا سرچشمہ ہیں، اگر ان دونوں چیزوں پر کنٹرول کر لیا جائے تو بہت سارے فتنوں کا سدباب ہو سکتا ہے۔

## سورۂ سجدہ

اس کا نام مضاجع بھی ہے۔[۴]

(۱) حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے عشاء و مغرب کے درمیان تبارک الذی بیدہ الملک (سورۂ ملک) اور الم تنزیل السجدۃ (سورۂ سجدہ) پڑھی اس نے گویا شب قدر عبادت میں گزاری۔[۵]

---

[۱] کنز العمال ص ۲۲۲ ج ۱، ابن مردویہ۔
[۲] درمنثور ص ۱۸ ج ۵، حاکم، شعب الایمان از بیہقی و ابن مردویہ
[۳] ایضاً ۔۔۔۔۔۔ [۴] اتقان ص ۵۴ ج ۱۔
[۵] درمنثور ص ۱۰۰ ج ۵، ابن مردویہ۔

(۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک پڑھے بغیر آرام نہیں فرماتے تھے [۱]

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کسی رات سورۂ سجدہ، یٰس، اقتربت الساعۃ اور سورۂ ملک پڑھے گا یہ اس کے لئے نور ہوں گی اور شیطان سے بچاؤ کا سامان ہوں گی اور اس کے درجے قیامت تک بلند ہوتے رہیں گے [۲]

(۴) حضرت مسیب بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سورۂ سجدہ اس طرح آئے گی اس کے دو پنکھ ہوں گے وہ اپنی تلاوت کرنے والے اور اس کے مطابق عمل کرنے والے پر سایہ فگن ہوگی اور کہے گی اس کے خلاف کوئی راستہ نہیں اس کے خلاف کوئی سبیل نہیں [۳] (یعنی صاحب سورۂ سجدہ کے لئے عذاب کی کوئی صورت نہیں اس کی بخشش ہونی ہے)

(۵) حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا "منجیہ" یعنی سورۂ سجدہ پڑھو اس لئے کہ مجھے یہ روایت پہونچی ہے کہ ایک شخص اسے پڑھتا تھا اسی سے اسے خاص شغف تھا (جب بھی پڑھتا یہی پڑھتا) اور وہ بہت گنہگار تھا اس سورہ نے اس کے اوپر اپنا پنکھ پھیلا دیا اور کہا اے پروردگار اس کی مغفرت فرما اس لئے کہ وہ مجھے کثرت سے پڑھتا تھا رب تعالیٰ اس کے حق میں اس سورہ کی شفاعت قبول فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا اس کے لئے ہر گناہ کے عوض ایک نیکی لکھ دو اور اس کا درجہ بلند کرو [۴]

(۶) انہیں خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک دوسری روایت ہے انہوں نے فرمایا سورۂ سجدہ اپنی تلاوت ونگہداشت اور اس کے مطابق عمل کرنے والے کی طرف سے قبر میں جنگ کرے گی وہ کہے گی اے اللہ اگر میں تیری کتاب کا

---

[۱] ایضاً دارمی، ترمذی ص ۱۱۳ ج ۲، نسائی، حاکم و ابن مردویہ۔
[۲] ایضاً ابن مردویہ [۳] ایضاً ابن ضریس [۴] ایضاً، دارمی۔

حصہ ہوں تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور اگر میں تیری کتاب کا حصہ نہیں تو مجھے اس سے مٹا دے اور یہ سورہ پرندوں کی شکل میں ہوگی۔ صاحب سورہ سجدہ پر اپنا پنکھ پھیلائے گی اور اس کی سفارش کر کے اس کو عذاب قبر سے بچائے گی سورۂ ملک کے بارے میں بھی کچھ اسی طرح ہے چنانچہ حضرت خالد کوئی شب ان دونوں کو پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے[۱]

(۷) حضرت طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ آپ عشاء و فجر کی نماز میں روزانہ خواہ سفر ہو خواہ حضر ہو سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک پڑھتے تھے اور فرماتے تھے جو انہیں پڑھے گا اس کے لئے ہر آیت کے عوض ستر نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس سے ستر گناہ مٹائے جائیں گے اور اس کے ستر درجے بلند کئے جائیں گے۔ دونوں سورتوں کی صرف ایک آیت کا اتنا ثواب ہے تو تمام آیات کا کتنا ہو جائے گا[۲] انہیں حضرت طاؤس کے بارے میں مروی ہے کہ آپ سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک پڑھے بغیر سوتے نہیں تھے اور فرماتے تھے ان دونوں کی ہر آیت کا ثواب ساٹھ آیتوں کے برابر ہے[۳]

## سورۂ یٰسٓ

اس کے مزید نام یہ ہیں قلب قرآن، معمہ، مدافعہ اور قاضیہ[۴]

اس سورہ کے فضائل بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں اختصار کے پیش نظر چند روایتیں پیش کی جا رہی ہیں۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے قرآن کا دل یٰسٓ ہے جو شخص سورۂ یٰسٓ پڑھے گا اس کے لئے اس پڑھنے کے عوض دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب لکھا جائے گا[۵] اسے قرآن کا دل اس لئے کہا گیا ہے کہ قیامت کے حالات و مناظر

---

[۱] درمنثور ص ۱۷۱ ج ۵ دارمی [۲] ایضاً ابن مردویہ۔
[۳] ایضاً ابن ضریس۔ ۔ ۔ ۔ [۴] اتقان ص ۴۳ ج ۱۔
[۵] مشکوٰۃ ص ۱۸۷، دارمی، ترمذی ص ۱۱۲ ج ۲۔

سورہ یٰس میں جس بسط و تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں کسی اور سورہ میں وہ نہیں پائے جاتے اس لئے دنیا سے رخصت ہونے والے کے پاس خاص طور سے یہ سورہ پڑھی جاتی ہے، یا اسے دل اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کی تلاوت زندوں اور مردوں دونوں کے دلوں کو زندگی بخشتی ہے اور ان دلوں کو غفلت سے بیداری اور طاعت و عبادت تک یہ پہونچاتی ہے۔ اس سلسلے میں علامہ طیبی نے بڑی عمدہ بات کہی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اسے قرآن کا دل اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کے مختصر ہونے کے باوجود اس کے اندر روشن دلیل، قطعی برہان، پوشیدہ علوم (اسرار و رموز) دقیق معانی، اونچے وعدے اور موثر تنبیہیں پائی جاتی ہیں۔[1]

حجۃ الاسلام امام غزالی اس سورہ کے قلب قرآن ہونے کی وجہ بتاتے ہیں کہ سب کچھ تو ایمان ہے اور ایمان کی صحت حشر و نشر کے اقرار پر موقوف ہے اور یہ حقیقت اس سورہ کے اندر نہایت موثر اور عمدہ پیرایہ میں بیان کی گئی ہے اس لئے اس سورہ کو دل کی طرح کہا گیا جس سے بدن کی صحت اور اس کا قوام ہوتا ہے امام رازی نے بھی یہ توجیہ پسند فرمائی ہے۔[2]

علامہ نسفی فرماتے ہیں اسے قرآن کا دل اس لئے فرمایا گیا ہے کہ بنیادی تینوں اصول توحید، رسالت اور حشر و نشر یہ اس کے اندر خاصا زور دیا گیا ہے اور ان تینوں کا تعلق صرف دل سے ہے اور زبان اور دیگر اعضاء سے تعلق رکھنے والی چیزیں دوسری سورتوں میں ذکر کی گئی ہیں اس طرح جب اس میں صرف دل کے اعمال ہی کا تذکرہ ہے تو اسے دل کہہ دیا گیا اس لئے حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے نزع کے وقت اسے پڑھنے کا حکم دیا ہے کیونکہ اس وقت مرنے والا اندر سے کمزور ہو جاتا ہے اعضاء بے جان ہو رہے ہوتے ہیں لیکن دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے ہر طرف سے اس کی توجہ ہٹ جاتی ہے اس لئے اس کے پاس وہ چیز پڑھی جاتی ہے جس سے اس کے دل کو تقویت پہونچتی ہے اور اس کے ایمان و تصدیق کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔[3]

---

[1] مرقاۃ ص ۵۹۶، ۵۹۷ ج ۲ ۔ روح المعانی ص ۲۰۸ ج ۲۲

[2] مرقاۃ ص ۵۹۷ ج ۲ ۔

اس حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا جو شخص ایک بار سورۂ یٰس پڑھتا ہے اس کے لئے دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب لکھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے اور اس کی کریمانہ شان ہے کہ جس عمل کا جتنا چاہتا ہے ثواب مرحمت فرماتا ہے قرآن و حدیث کے اندر اس کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں جیسے شب قدر کی عبادت کو ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر کہا گیا ہے حرم محترم مکہ میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر فرمایا گیا۔ واللہ ذو الفضل العظیم۔

(۲) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کا دل یٰس ہے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کی بہتری کی خاطر جو شخص سورۂ یٰس پڑھے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی تم انتقال کرنے والے کے پاس اس کو پڑھا کرو[۱]

امام بیہقی نے شعب الایمان میں انہیں سے روایت کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے سورۂ یٰس پڑھے گا اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے اس لئے تم اسے اپنے انتقال کرنے والوں کے پاس پڑھا کرو[۲] حدیث میں "موتی" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کا ایک مطلب تو وہ ہے جو ترجمہ میں لکھا گیا اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ مُردوں کی قبروں کے پاس اسے پڑھو[۳] اس لئے کہ اس سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور مُردوں کو گناہ کی بخشش کی زیادہ ضرورت ہے اور اگر دونوں حال میں یہ سورہ پڑھی جائے تو اور اچھی بات ہے، جانکنی کے عالم میں پڑھی جائے تو انتقال کرنے والے کی روح آسانی سے قبض کی جائے اور اہل قبور کے پاس پڑھی جائے تو ان کے گناہ بخش دیئے جائیں۔

(۳) حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے کسی

---

[۱] الترغیب والترہیب ص ۴۳۶ ج ۲، حصن حصین، نسائی، ابو داؤد، ابن ماجہ، ابن حبان، و مرقاۃ ص ۵۹۷ ج ۲۔
[۲] مشکوٰۃ ص ۱۸۹ [۳] مرقاۃ ص ۶۰۶ ج ۲

رات سورۂ یٰسں پڑھی اس کی بخشش ہو گئی۔[1]

(۴) امام ابونعیم نے حلیہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جو کسی شب میں سورۂ یٰسں پڑھتا ہے وہ صبح کو اس عالم میں ہوتا ہے کہ اس کی بخشش ہو چکی ہوتی ہے۔ دارقطنی کی روایت میں ہے کہ جو کسی شب سورۂ یٰسں پڑھتا ہے وہ صبح کو بخشا ہوا ہوتا ہے اور جو جمعہ کی شب میں سورۂ دخان پڑھتا ہے وہ بھی صبح اس عالم میں کرتا ہے کہ اس کی بخشش ہو چکی ہوتی ہے۔[2]

(۵) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم سورۂ یٰسں پڑھو، بلاشبہ سورۂ یٰسں میں دس برکتیں ہیں (۱) اسے کوئی بھوکا پڑھے گا آسودہ ہوگا۔ (۲) کوئی پیاسا پڑھے گا سیراب ہوگا (۳) کوئی ننگا پڑھے گا وہ لباس پہنے گا (۴) کوئی بے بیوی والا پڑھے گا اس کا نکاح ہوجائے گا (۵) کوئی خوفزدہ پڑھے گا اس کا خوف جاتا رہے گا (۶) کوئی قیدی پڑھے گا اسے قید سے رہائی مل جائے گی (۷) کوئی مسافر پڑھے گا اس کے سفر میں تعاون ملے گا (۸) کوئی قرض دار پڑھے گا وہ قرض ادا کر دے گا (۹) وہ شخص پڑھے گا جس کی کوئی چیز گم ہوگئی ہے اس کی گم شدہ چیز مل جائے گی (۱۰) جب یہ سورہ کسی انتقال کرنے والے کے پاس پڑھی جائے گی اس کی روح آسانی سے قبض کی جائے گی۔[3]

(۶) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو سورۂ یٰسں سنے گا۔ (اس کا ثواب) اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کیے جانے والے بیس دینار کے برابر ہوگا اور جو اسے پڑھے گا (اس کا ثواب) بیس حج کے برابر ہوگا اور جو اسے لکھ کر پی لے گا اس کے سینے میں ایک ہزار یقین، ایک ہزار نور، ایک ہزار برکتیں، ایک ہزار رحمتیں اور ایک ہزار رزق (روزی وحصہ) داخل کر دیا جائے گا اور ہر طرح کا کینہ اور مرض اس سے دور

---

[1] الترغیب والترہیب ص ۳۷۶ ج ۲، امام مالک، ابن سنی وصحیح ابن حبان۔

[2] الترغیب والترہیب ص ۳۷۶ ج ۲

[3] کنز العمال ۔۔۔ ص ۲۴۲ ج ۱ ابن مردویہ۔

ہو جائے گا [۱]

(۷) حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھے روایت پہونچی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن کے ابتدائی حصہ میں سورۂ یٰسٓ پڑھتا ہے اس کی (ہر طرح کی) ضروریات پوری کی جاتی ہیں [۲]

(۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو شخص جمعہ کے دن سورۂ یٰسٓ اور سورہ صافات پڑھے گا اس کی مانگی مراد پوری کی جائے گی [۳]

(۹) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمیشہ ہر رات سورۂ یٰسٓ پڑھتا ہے پھر وہ مرتا ہے تو وہ شہید (کی موت) مرتا ہے [۴] گویا پابندی سے جو شخص ہر شب سورۂ یٰسٓ پڑھتا ہے وہ درجۂ شہادت پاتا ہے۔

(۱۰) حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جو سورۂ یٰسٓ پڑھتا ہے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے جو کوئی یہ سورہ اس کھانے کے قریب پڑھتا ہے جس کے کم ہونے کا اسے اندیشہ ہو تو وہ کھانا کافی ہو جاتا ہے اور جو کوئی کسی انتقال کرنے والے کے پاس اسے پڑھتا ہے اس کی روح آسانی سے قبض کی جاتی ہے اور جو کوئی اسے اس عورت کے پاس پڑھے جس کو ولادت میں دشواری ہو رہی ہو اس کو ولادت میں آسانی ہو جاتی ہے اور جو شخص اسے پڑھتا ہے گویا وہ گیارہ بار قرآن پڑھتا ہے ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل یٰسٓ ہے۔

یہ روایت لکھنے کے بعد امام بیہقی فرماتے ہیں حضرت ابو قلابہ سے مروی

---

[۱] درمنثور ص ۲۵۶ ج ۵ خطیب [۲] مشکوٰۃ ۱۸۹، دارمی۔
[۳] کنز العمال ص ۱۴۷ ج ۱ فضائل ابن ابی الدنیا و ابن نجار۔
[۴] درمنثور ص ۲۵۷ ج ۵، طبرانی و ابن مردویہ۔

جنیں یہ روایت پہونچی ہے وہ ایک بڑے تابعی ہیں اور یہ انہوں نے اپنی طرف سے نہیں کہا ہے انہیں کوئی روایت پہونچی ہے جسے انہوں نے بیان کیا ہے[1]

(۱۱) حضرت ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو اپنے دل میں سختی اور بے رحمی پائے وہ زعفران سے کسی پیالہ میں یٰسٓ والقرآن الحکیم لکھے پھر پی جائے (اس سے اس کی سخت دلی اور بے رحمی جاتی رہے گی)[2]

(۱۲) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر جمعہ کو اپنے والدین کی قبر یا ان میں سے کسی ایک کی قبر پر حاضر ہو اور ان کے پاس سورۂ یٰسٓ پڑھے اس کے لئے اس سورہ کے ہر حرف کے شمار سے بخشش ہوگی[3]

(۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن میں ایک سورہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کے یہاں عظیمہ (زبردست سورہ) کہا جاتا ہے اور صاحب سورہ (تلاوت و عمل سے اس کی پابندی کرنے والے) کو اللہ تعالیٰ کے یہاں شریف کہا جاتا ہے صاحب سورہ قیامت کے دن اتنے زیادہ لوگوں کی شفاعت کرے گا جن کی تعداد قبیلہ ربیعہ و مضر کے لوگوں سے زیادہ ہوگی یہ سورۂ یٰسٓ ہے[4]

(۱۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرآن میرے سینے سے نکل جایا کرتا ہے (محفوظ نہیں رہتا) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمے نہ بتا دوں جن سے تمہیں اللہ نفع دے گا اور انہیں بھی نفع دے گا جنہیں تم ان کی تعلیم دو گے انہوں نے عرض کیا ہاں! (حضور مجھے ضرور بتائیں) آپ پر میرے ماں

---

[1] درمنثور ص ۲۵۷ ج ۵ شعب الایمان از بیہقی۔ [2] درمنثور ص ۲۵۷ ج ۵، حاکم و بیہقی۔ [3] ایضاً تاریخ بخاری۔ [4] ایضاً ابانہ از ابو نصر سجزی

باپ نثار رہوں۔ حضور نے فرمایا جمعہ کے دن چار رکعتیں پڑھو پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ یٰسٓ، دوسری میں فاتحہ اور سورۂ حٰمٓ دخان تیسری میں فاتحہ اور الٓمٓ تنزیل السجدۃ اور چوتھی میں فاتحہ اور سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھو جب تشہد سے فارغ ہو لو تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرو، انبیاء پر درود بھیجو اور مؤمنین کے لئے مغفرت کی دعا کرو پھر یہ کہو۔

| | |
|---|---|
| اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ اَبَدًا مَا اَبْقَیْتَنِیْ وَارْحَمْنِیْ مَالَا اَتَکَلَّفُ مَالَا یَعْنِیْنِیْ وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظَرِ فِیْمَا یُرْضِیْكَ عَنِّیْ وَاَسْأَلُكَ اَنْ تُنَوِّرَ بِالْکِتَابِ بَصَرِیْ وَتُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِیْ وَتُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِیْ وَتَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِیْ وَتَسْتَعْمِلَ بِهٖ بَدَنِیْ وَتُقَوِّیَنِیْ عَلٰی ذٰلِكَ وَتُعِیْنَنِیْ عَلَیْهِ فَاِنَّهٗ لَا یُعِیْنُنِیْ عَلَی الْخَیْرِ غَیْرُكَ وَلَا یُوَفِّقُ لَهٗ اِلَّا اَنْتَ | اے اللہ پوری زندگی بھر مجھے گناہوں سے بچنے کی توفیق مرحمت فرما اور مجھ پر مہربانی فرما تا رہ جب تک میں لا یعنی بے مقصد چیزوں کی زحمت نہ کروں اور مجھے ان میں حسن نظر عطا فرما جس سے تو راضی رہے اور میں تجھ سے سوال کرتا رہوں کہ تو میری نگاہ (اپنی) کتاب کے ذریعہ روشن فرما اور اس کے وسیلے سے میری زبان چلا اور اس کے صدقے میرے دل سے (پریشانی و غفلت اور نسیان) دور فرما اور اس کے طفیل میرا سینہ کھول دے اور اسی میں میرا جسم لگا اور اس کے لئے مجھے توانائی عطا فرما اور میری مدد فرما اس لئے کہ خیر کے سلسلے میں تیرے علاوہ میری کوئی مدد نہیں کر سکتا اور اس کی توفیق بھی صرف تو ہی دے سکتا ہے۔ |

---

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم اس طرح تین، پانچ یا سات جمعہ تک کرو اللہ کے حکم سے یاد کرنے لگو گے یہ عمل کبھی

مؤمن کے سلسلے میں کبھی غلط ثابت نہیں ہوا ہے پھر سات جمعوں کے بعد حضرت علی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو قرآن وحدیث یاد کر لینے کی خبر دی اسی وقت نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رب کعبہ کی قسم تم (سچے) مؤمن ہو اے ابوحسن علی تم تعلیم دو تعلیم دو۔[1]

اس حدیث میں بیک وقت سورۂ فاتحہ کے ساتھ چار سورتوں یٰس، حم دخان، الم تنزیل السجدہ اور سورہ تبارک کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے کہ ان سورتوں کو مذکورہ ترکیب کے مطابق اگر پڑھ لیا جائے تو ضعفِ حافظ کی شکایت جاتی رہے گی ساتھ ہی دعا کے اندر کی دوسری برکات بھی حاصل ہو سکتی ہیں۔

## فضائل سورۂ صافات

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورۂ یٰس اور صافات پڑھے گا پھر اللہ سے (کسی چیز کا) سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مانگی ہوئی چیز عطا فرمائے گا۔[2]

اس حدیث میں سورۂ یٰسٓ وصافات دونوں کے فضائل ایک ساتھ بیان کئے گئے ہیں کچھ ایسی روایتیں بھی ہیں جن میں سورۂ صافات کی آخری آیتوں سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ سے وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تک کے فضائل وارد ہوئے ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔

(۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ آیتیں سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ پڑھا کرتے تھے۔[3]

---

[1] درمنثور ص ۲۵۸، ۲۵۷ ج ۵، طبرانی، ترمذی وحاکم
[2] درمنثور ص ۲۷۰ ج ۵ فضائل قرآن از ابن الضریس وتاریخ ابن نجار۔
[3] درمنثور ص ۲۹۵ ج ۵ افراد از دارقطنی۔

انہیں سے ایک دوسری روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نماز سے فارغ ہوتے ہی) سلام کے بعد یہ آیتیں پڑھتے تھے۔

(۳) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔ تین بار پڑھے گا وہ بھرپور پیمانہ سے اپنا اجر لے گا[۱]

(۴) حضرت شعبی قدس سرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ مسرت چاہتا ہے کہ قیامت کے دن بھرپور پیمانہ سے ناپ کر (ثواب) لے اس کو مجلس سے اٹھنے کے وقت یہ آیتیں پڑھنی چاہئے

سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ۔ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۔ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ[۲]

## فضائل سورہ زمر

اس کا نام سورہ غرف بھی ہے[۳]

(۱) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا آیت کریمہ

| | |
|---|---|
| قُلۡ يٰعِبَادِيَ الَّذِيۡنَ | تم فرماؤ میرے وہ بندے جنہوں نے |
| اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤى اَنۡفُسِهِمۡ | اپنی جانوں پر ظلم کئے تم اللہ کی رحمت |
| لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ | سے مایوس نہ ہو۔ |

اس کے مقابلہ میں دنیا اور وہ سب کچھ جو دنیا میں ہے سب میرے لئے ہو تو میں پسند نہ کروں گا[۴]

(۲) حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ

---

[۱] درمنثور ص ۲۹۵ ج ۵ طبرانی [۲] ایضاً ابن ابو حاتم

[۳] اتقان ص ۵۴ ج ۱ [۴] درمنثور ص ۳۳۱ ج ۵ امام احمد ابن جریر، ابو حاتم، ابن مردویہ و شعب الایمان از بیہقی۔

علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت سے فرمایا میں تمہارے سامنے سورہ زمر کی آخری چند آیتیں پڑھتا ہوں تم میں سے جو روئے گا اس کے لئے جنت ناگزیر ہو جائے گی چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے " وما قدروا اللہ حق قدرہ " سے آخر سورہ تک تلاوت فرمایا صحابہ فرماتے ہیں ہم میں سے کچھ تو روئے اور کچھ نہ رو سکے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے رونے کی کوشش کی مگر نہ رو سکے حضور نے فرمایا میں پھر تمہارے سامنے پڑھوں گا تو جو نہ رو سکے وہ رونے کی سی شکل ہی بنا لے[۱]

## سورۂ حٰم دخان

(۱) حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی رات حٰم دخان پڑھے گا وہ صبح کو اس عالم میں ہو گا کہ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کریں گے[۲]

(۲) انہیں سے روایت ہے جو شخص جمعہ کی رات میں حٰم دخان پڑھے گا اس کی بخشش ہو جائے گی[۳]

پہلی روایت میں کسی بھی رات کا اور اس میں خاص جمعہ کی رات کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی شب میں سورۂ حٰم دخان کا پڑھنا افضل ہے[۴]

(۳) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن حٰم دخان پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا[۵]

(۴) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی رات سورۂ دخان پڑھے گا اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے

---

۱ کنز العمال ص ۲۷۰ ج ۱ و در منثور ص ۳۳۵ ج ۵ معجم کبیر از طبرانی۔
۲ مشکوٰۃ ص ۱۸۷ ترمذی ص ۱۱۴ ج ۲ ۳ الفتاویٰ ترمذی ص ۱۱۳ ج ۲
۴ اشعۃ اللمعات ص ۱۶۹ ج ۲۔
۵ در منثور ص ۲۴ ج ۶ ابن مردویہ۔

جائیں گے۔[1]

(۵) حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جو جمعہ کی رات میں ختم دخان پڑھے گا وہ بخش دیا جائے گا اور حسین وجمیل آنکھوں والی حوروں سے اس کی شادی ہوگی۔[2]

## سورۂ فتح

(۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے میں نے ایک چیز کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تین بار سوال کیا لیکن حضور نے مجھے جواب نہ دیا میں نے جی میں کہا کہ اے ابن خطاب تجھے تیری ماں کھودے (خود کو بددعا دی) تم نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے باصرار تین بار سوال کئے اور حضور نے تمہیں جواب نہ دیا (اس کے بعد بیان کرتے ہیں کہ) میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی پھر میں لوگوں سے آگے نکل گیا اور مجھے اپنے بارے میں قرآن نازل ہونے کا خدشہ ہوا چنانچہ ابھی کچھ زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ مجھے ایک شخص زور زور سے چیخ کر پکارنے لگا میں اس خدشہ کے ساتھ واپس ہوا کہ میرے سلسلے میں کچھ (قرآن) نازل ہو چکا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا اس کے بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رات میرے اوپر ایک ایسی سورہ نازل ہوئی ہے جو دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے بہتر ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ

سورۂ فتح کے سب سے زیادہ محبوب ہونے کی وجہ علامہ عینی لکھتے ہیں کہ اس میں حضور کو رحمت خداوندی اور بھرپور احسان سے نوازے جانے کا تذکرہ اور آپ کے صحابہ سے اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کا بیان ہے اس لئے یہ سورہ حضور کو سب سے زیادہ

---

[1] درمنثور ص ۲۴ ج ۶ ابن ضریس [2] ایضاً دارمی۔

[3] درمنثور ص ۷۸ ج ۶ احمد وعبد بن حمید۔ بخاری ص ۷۱۶ ج ۲ ترمذی ص ۱۵۹ ج ۲ نسائی۔ ابن حبان وابن مردویہ۔ مسند ابو یعلیٰ و دلائل بیہقی و کنز العمال ج ۱ موطا امام مالک ص ۷۱

محبوب ہے[1]

(۲) حضرت یزید بن ھارون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے مسعودی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہوئے سنا مجھے روایت پہونچی ہے کہ جو رمضان کی پہلی رات میں نفل نماز کے اندر "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا" پڑھ لے وہ اس سال محفوظ و مامون ہوگا[2]

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس تشریف لا رہے تھے آپ پر انا فتحنا لک فتحا مبینا نازل ہوئی حضور نے فرمایا میرے اوپر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے پوری دنیا سے محبوب تر ہے اور آپ نے انا فتحنا لک فتحا مبینا پڑھا صحابہ نے عرض کیا خوب خوب یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے اسے بیان فرمادیا جو آپ کے ساتھ وہ کرے گا لیکن وہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ الخ[3]

(تاکہ اللہ تبارک و تعالیٰ مومن مردوں اور عورتوں کو جنت میں داخل فرمائے)

اس سورہ میں حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے فتح مکہ کی عظیم بشارت بھی ہے اور صحابہ کرام کے لئے خاص طور سے جنت کی خوش خبری بھی۔

**سُوَرِ مفصّل** سورۂ حجرات سے قرآن کی آخری سورہ ناس تک کی سورتیں مفصل کہلاتی ہیں ان سورتوں میں بیشتر سورتوں کے فضائل جہاں الگ الگ پائے جاتے ہیں ان کے اجتماعی فضائل بھی ملتے ہیں ان سورتوں کی سب سے عظیم فضیلت جسے قرار دیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ ان سورتوں کے ذریعہ مجھے امتیاز بخشا گیا ہے ان کے علاوہ دوسری سورتوں کا بدل پچھلے انبیاء کرام علیہم السلام کو دیا گیا

[1] عمدۃ القاری ص ۳۲ ج ۲۰ [2] درمنثور ص ۷۰ ج ۶ طیوریات از سلفی

[3] جامع عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، مسند امام احمد، عبد بن حمید و بخاری ص ۶۰۰ ج ۲ مسلم ص ۱۰۶ ج ۲، ترمذی ص ۱۵۹ ج ۲، ابن جریر، ابن مردویہ وغیرہ از ابونعیم

مگر یہ سورتیں تو صرف میرے حصے میں آئیں اور صرف مجھے ان کا اعزاز بخشا گیا۔

(۱) حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا توریت کی جگہ مجھے سات طویل سورتیں دی گئیں اور زبور کی جگہ مئین دی گئیں اور انجیل کی جگہ مثانی دی گئیں اور مفصل سے مجھے فضیلت وامتیاز بخشا گیا۔[1] سات طویل سورتیں مئین اور مثانی کی تشریح پہلے لکھی جا چکی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سات طویل سورتیں تورات کی جگہ اور مئین انجیل کی طرح اور مثانی زبور کی طرح ہیں اور بقیہ قرآن پچھلی آسمانی کتابوں پر اضافہ ہے۔[2]

(۲) حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا توریت کی جگہ مجھے سات طویل سورتیں دی گئیں اور انجیل کی جگہ مثانی دی گئیں اور زبور کی جگہ فلاں اور فلاں دی گئیں اور مفصل (کی سورتوں) سے مجھے امتیاز بخشا گیا۔[3]

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ہر چیز کا ایک مغز ہوتا ہے قرآن کا مغز مفصل (کی سورتیں) ہیں۔[4]

## سورۂ قٓ

اس کا نام باسقات بھی ہے۔[5]

(۱) حضرت ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے (بلا واسطہ) رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سن کر قٓ ۔ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ، حاصل کی ہے۔ حضور جمعہ کے دن منبر پر جب لوگوں کے سامنے

---

۱ درمنثور ص ۱۰۱ ج ۶ ، مسند امام احمد ، طبرانی ، ابن جریر وشعب الایمان از بیہقی
کنز العمال ص ۱۴۳ ج ۱ ۔ ۲ درمنثور ص ۱۰۱ ج ۶ ابن جریر۔
۳ درمنثور ص ۱۰۱ ج ۶ ، ابن ضریس ، ابن جریر۔
۴ درمنثور ص ۱۰۱ ج ۶ دارمی ، طبرانی ، محمد بن نصر وشعب الایمان از بیہقی
۵ اتقان ص ۵۴ ج ۱ ۔

خطبہ دیتے تو قٓ والقرآن المجید پڑھتے[۱] اس طرح میں نے یاد کی ہے۔

(۲) حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم "عم یتساءلون، قٓ والقرآن المجید، والنجم اذا ھوی، والسماء ذات البروج، والسماء والطارق سیکھو[۲]

## سورۂ قمر

اسے سورۂ اقتربت بھی کہتے ہیں[۳]

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو الٓمٓ تنزیل، یٰسٓ، اقتربت الساعۃ، اور تبارک الذی بیدہ الملک پڑھے گا یہ اس کے لئے نور ہوں گی اور شیطان و شرک سے بچاؤ کا سامان بھی اور قیامت کے دن اس کے درجات بلند ہوں گے[۴]

(۲) حضرت اسحٰق بن عبداللہ بن ابی فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو ہر دوسری رات کو "اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ" پڑھے گا وہ قیامت کے دن اس عالم میں اٹھے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند (چمکتا) ہو گا[۵]

(۳) حضرت معن نے ایک ہمدانی شیخ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایک رات کے ناغے کے ساتھ اپنے مرنے تک "اقتربت الساعۃ" پڑھے گا وہ اللہ عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح (چمکتا) ہو گا[۶]

## سورۂ رحمٰن

اسے عروسِ قرآن بھی کہا جاتا ہے[۷]

---

۱ درمنثور ص ۱۰۱ ج ۶ امام احمد مسلم ص ۲۸۶ ج ۱ ابن ابی شیبہ ابوداؤد ص ۱۵۷ ج ۱ نسائی ص ۱۵۸ ج ۱۔ ابن ماجہ و بیہقی۔

۲ درمنثور ص ۱۰۱ ج ۶ ابن مردویہ ۳ اتقان ص ۵۴ ج ۱

۴ درمنثور ص ۱۳۲ ج ۶ دیلمی ۵ ایضاً ابن ضریس

۶ ایضاً ابن ضریس۔ ۷ اتقان ص ۵۴ ج ۱

(۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے سنا کہ ہر چیز کی ایک دلہن ہوتی ہے قرآن کی دلہن (سورہ) رحمٰن ہے۔[۱]

اس سورہ کو قرآن کی دلہن کیوں فرمایا گیا اس کی وجہ ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں یہ سورہ دنیوی اور اخروی نعمتوں پر مشتمل ہے جنتی دلہن حوروں کے اوصاف اور ان کے زیور ولباس کا بیان بھی اس کے اندر موجود ہے اس لئے اسے قرآن کی دلہن کہا گیا[۲] قرآن کی دلہن ہونے سے مراد قرآن کا حسن وجمال اور زیبائش وآرائش ہے جو ہر دلہن کے لئے لازم ہے[۳]

(۲) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ حدید، اذا وقعت الواقعۃ اور سورۂ رحمٰن کی تلاوت کرنے والے کو آسمان وزمین کی مخلوق میں فردوس کا باشندہ کہا جاتا ہے[۴]

## سورۂ واقعہ

(۱) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو ہر رات سورۂ واقعہ پڑھے گا وہ کبھی بھی فاقہ کا شکار نہ ہوگا[۵]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بچیوں کو اسے ہر رات پڑھنے کا حکم دیتے تھے[۶]

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ واقعہ بے نیاز کر دینے والی سورہ ہے اس لئے تم اسے خود بھی پڑھو اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تعلیم دو[۷]

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۱۸۹ [۲] مرقاۃ ص ۴۰۶ ج ۲

[۳] اشعۃ اللمعات ص ۱۵۵ ج ۲ [۴] درمنثور ص ۱۴۰ ج ۶

[۵] مشکوٰۃ ص ۱۸۹ شعب الایمان از بیہقی درمنثور ص ۱۵۳ ج ۲

فضائل ابو عبید ابن مرلیس حارث بن ابو اسامہ ابو یعلیٰ وابن مردویہ

[۶] درمنثور ص ۱۵۳ ج ۶ ابن مردویہ

[۷] الاذکار از امام نووی ص ۱۰۳ مطبوعہ عراحویہ بیروت ۱۹۷۱ء

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی عورتوں کو سورہ واقعہ کی تعلیم دو کیونکہ یہ بے نیاز کر دینے والی سورہ ہے[1]

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورتوں سے فرمایا تم میں سے کوئی سورۂ واقعہ پڑھنے سے عاجز و درماندہ نہ ہے[2]

## سورۂ حدید

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ حدید[3] منگل کو نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے منگل ہی کو لوہا پیدا فرمایا اور منگل ہی کو ابن آدم نے اپنے بھائی کو قتل کیا (انسانی تاریخ کا یہ پہلا قتل ہے) اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منگل کو پچھنا لگوانے سے منع فرمایا[4]

(۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، منگل کو تم پچھنے نہ لگواؤ کیونکہ منگل ہی کو سورۂ حدید مجھ پر نازل ہوئی ہے[5]

(۳) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سونے سے پہلے مسبحات پڑھتے تھے۔ فرماتے ان سورتوں میں ایک آیت ہے جو ایک ہزار آیتوں سے بہتر ہے[6] مسبحات وہ سورتیں ہیں جن کے شروع میں سبحٰن الذی، سبح اور یسبح ہے[7] ایسی سورتیں کل سات ہیں۔ سبحٰن الذی اسریٰ، حدید، حشر، صف، جمعہ، تغابن اور سورۂ اعلیٰ[8]

---

[1] ایضاً دیلمی [2] ایضاً ابو عبید

[3] حدید لوہے کو کہتے ہیں۔ [4] درمنثور ص ۱۷۰ ج ۶ طبرانی و ابن مردویہ۔ [5] ایضاً دیلمی

[6] مشکوٰۃ ص ۱۸۷ ترمذی ص ۱۷۷ دارمی و درمنثور ص ۱۷۰ ص ۶ امام احمد، ابوداؤد ص ۳۴۳ ج ۲، نسائی ابن مردویہ و شعب الایمان از بیہقی۔ [7] اشعۃ اللمعات ص ۱۴۷ ج ۲ بحوالہ طیبی۔

[8] مرقاۃ ص ۵۹۸ ج ۲۔

ھ وہ آیت جو ایک ہزار آیتوں سے بہتر ہے وہ کونسی ہے اس کے بارے میں مت
اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت "لو انزلنا ھذا القراٰن" ہے اور حا
ابن کثیر سے منقول ہے کہ یہ آیت "ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن
وھو بکل شیٔ علیم" ہے۔

علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد وہ آیت ہے جو تسبیح سے ش
ہوئی ہے گویا سات مذکورہ سورتوں کی پہلی آیتیں، علامہ طیبی کا قول یہ ہے کہ یہ آیت ش
قدر کی طرح پوشیدہ رکھی گئی ہے[1]

## سورۂ حشر

(۱) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات یا دن میں سو
حشر کی آخری آیتیں پڑھے گا اور اسی دن یا رات میں اس کی روح قبض ہوگی وہ یقینا
اپنے لئے جنت لازم کرے گا[2]

(۲) حضرت ابو امامہ سے ہی روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشا
ہے جو سورۂ حشر کا آخری حصہ لو انزلنا ھذا القراٰن علی جبل سے اخیر تک پڑھے اور
اسی رات اس کا انتقال ہو تو وہ شہید مرے گا[3]

## سورۂ طلاق

اس کا نام سورۂ نساء قصری بھی ہے[4]

(۱) حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں یقیناً ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر سب
لوگ اسے اختیار کریں (اور اپنے لئے مشعل راہ بنائیں) تو ان سب کو یہ کافی ہو جا
آیت یہ ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ
لَا يَحْتَسِبُ[5]

(۲) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ

---

[1] ایضاً [2] کنز العمال ص ۱۴۵ ج ۱ کامل ابن عدی وشعب الایمان از بیہقی
[3] کنز العمال ص ۱۴۷ ج ۱ ابو شیخ [4] اتقان ص ۵۵ ج ۱
[5] کنز العمال ص ۱۴۵ ج ۱۔

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو صبح کے وقت تین بار اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم پڑھ کر سورۂ حشر کی آخر تین آیتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پہ ستر فرشتوں کو مقرر فرمائے گا جو شام تک اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے اگر اسی دن اس کا انتقال ہو تو وہ شہید مریگا اور جو انہیں شام کے وقت پڑھے گا وہ بھی یہی درجہ پائے گا [۱]

## سورۂ ملک

اس کے مزید نام یہ ہیں، سورۂ تبارک، مانعہ، منجیہ، مجادلہ اور واقیہ [۲]

(۱) حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کتاب اللہ کی ایک ایسی سورہ ہے جس میں صرف تیس آیتیں ہیں اس نے ایک شخص کی ایسی شفاعت کی کہ اس کی بخشش ہو گئی یہ ہے تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ [۳]

حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے کتاب اللہ کی ایک ایسی سورہ ہے جس میں صرف تیس آیتیں ہیں اس نے ایک شخص کی شفاعت کی اور اسے جہنم سے نکالا اور جنت میں داخل کیا [۴]

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ایک صحابی نے ایک قبر پر خیمہ نصب کیا اور انہیں اس کا علم نہ تھا کہ یہ قبر ہے یکایک اس میں ایک انسان سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھ رہا ہے اور پوری پڑھ ڈالی وہ صحابی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس کی خبر دی نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سورہ (عذاب سے) بچانے والی اور نجات دہندہ ہے اپنے پڑھنے والے کو عذاب الٰہی سے

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۱۸۸ ترمذی و دارمی [۲] اتقان ص ۵۵ ج ۱۔
[۳] درمنثور ص ۲۴۶ ج ۶ امام احمد، ابوداؤد، ترمذی ص ۱۱۳ ج ۲ نسائی ابن ماجہ ص ۲۷۶ ابن ضریس، حاکم، ابن مردویہ و شعب الایمان للبیہقی
[۴] کنز العمال ص ۱۴۵ ج ۱۔

نجات دے گی[1]

اس سے معلوم ہو کہ بعض مردوں سے وہ چیزیں سرزد ہوتی ہیں جو زندوں سے ہوتی ہیں[2]

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کی ایک سورہ نے صاحب سورہ کی طرف سے ایسی جنگ کی کہ اسے جنت میں داخل کر دیا ہے سورہ تبارک الذی بیدہ الملک[3]۔

(۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ تبارک عذاب قبر سے بچانے والی ہے[4]

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری خواہش ہے کہ تبارک الذی بیدہ الملک ہر مومن کے دل میں رہے[5]

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کی ایک سورہ ہے وہ تیس آیتوں پر مشتمل ہے وہ اپنے پڑھنے والے اور اہتمام کرنے والے کے لئے اس حد تک استغفار کرتی ہے کہ اس کی بخشش ہو جاتی ہے یہ ہے تبارک الذی بیدہ الملک[6]

مسند امام احمد، سنن ابو داؤد، مستدرک از حاکم اور شعب الایمان از بیہقی کی روایت میں ہے کہ یہ سورہ اپنی تلاوت اور اہتمام کرنے والے کے لئے شفاعت کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی بخشش ہو جاتی ہے[7]

(۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ

---

[1] مشکوٰۃ ص ۱۸۷، ۱۸۸ ترمذی ص ۱۱۲ ج ۲ [2] مرقاۃ ص ۵۹۹ ج ۲۔
[3] درمنثور ص ۲۴۶ ج ۶ اوسط از طبرانی، مختارہ از ضیاء مقدسی ابن مردویہ۔
[4] درمنثور ص ۲۴۶ ج ۶ ابن مردویہ [5] کنز العمال ص ۱۴۵ ج ۱ مستدرک حاکم
[6] کنز العمال ص ۱۴۷ ج ۱ صحیح ابن حبان۔
[7] کنز العمال ص ۱۴۷ ج ۱۔

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں یقیناً اللہ کی کتاب میں ایک ایسی سورہ پاتا ہوں جس میں تیس آیتیں ہیں جو سوتے وقت اسے پڑھتا ہے اس کے لئے اس کی برکت سے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس سے تیس برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور اس کے تیس درجے بلند کئے جاتے ہیں اور اس کے پاس اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس پر اپنے بازو پھیلاتا ہے اس وقت سے اس کے بیدار ہوتے تک اسے ہر برائی سے بچاتا ہے یہ ہے "مجادلہ" جو اپنی نگہداشت کرنے والے کے دفاع میں جنگ کرے گی یہ سورہ ہے تبارک الذی بیدہ الملک ۔[1]

(۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک ایسا شخص مبعوث ہوگا جو دنیا میں کسی گناہ سے بچا نہ تھا مگر وہ مومن تھا اور قرآن کی صرف ایک سورہ کی تلاوت کرتا تھا اسے جہنم میں داخل کئے جانے کا حکم ہوگا اس وقت اس کے پیٹ سے ایک چیز چمکتے ستارہ کی طرح اڑے گی وہ کہے گی اے اللہ میں اس کا ایک حصہ ہوں جو تو نے اپنے نبی پر نازل فرمایا اور تیرا یہ بندہ میری تلاوت کرتا تھا پھر وہ پیہم شفاعت کرتی رہے گی یہاں تک کہ اسے جنت میں داخل کرے گی یہ ہے نجات دینے والی سورہ تبارک الذی بیدہ الملک ۔[2]

(۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے ایک شخص سے کہا کیا میں تمہیں ایک ایسی حدیث کا تحفہ نہ دوں جس سے تم خوش ہو سکو اس نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک ۔ تم خود بھی پڑھو اور اپنے اہل و عیال کو اور اپنے گھر کے تمام بچوں اور پڑوسیوں کو اس کی تعلیم دو کیونکہ یہ سورہ نجات دینے والی ہے اور قیامت کے دن اپنے رب کے پاس اپنے پڑھنے والے کے لئے جنگ کرے گی اور آتش جہنم سے بچانے کا مطالبہ کرے گی اور اس کے ذریعہ اس کا پڑھنے والا عذاب قبر سے نجات پائے گا ۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] ایضاً دیلمی [2] کنز العمال ص ۲۲۳ ج ۱ دیلمی ۔

نے فرمایا ہے میری یہ قطعی خواہش ہے کہ یہ سورہ میری امت کے ہر مومن کے دل میں رہے [1]

(۱۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس کے ساتھ تبارک الذی بیدہ الملک کے علاوہ کچھ نہ تھا جب اسے قبر میں رکھا گیا اس کے پاس فرشتہ آیا اس سورہ نے اس کے سامنے شدید مزاحمت کی فرشتہ نے اس سے کہا تم اللہ کی کتاب کا ایک حصہ ہو اور میں تمہاری مخالفت و عداوت کو ناپسند کرتا ہوں اور تمہارے لئے اس کے لئے اور اپنے لئے کسی نفع و نقصان کا میں مالک نہیں اگر تم اس کے ساتھ رعایت اور بھلائی چاہتی ہو تو پروردگار کے یہاں جاؤ اور اس کے لئے شفاعت کرو وہ سورہ رب تبارک و تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی اے میرے رب فلاں نے تیری کتاب سے میرا قصد کیا اور مجھے سیکھا اور میری تلاوت کی تو کیا تو اسے آگ میں جلائے گا اور اسے عذاب دے گا جبکہ میں اس کے شکم میں ہوں گی اگر تو اس کے ساتھ یہ کرے گا تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے اللہ عزوجل فرمائے گا تمہارے غصہ ہونے کی کیا وجہ ہے وہ کہے گی مجھے غصہ ہونے کا حق حاصل ہے اس وقت اللہ عزوجل فرمائے گا میں نے تمہاری وجہ سے اسے بخش دیا اور تمہاری شفاعت قبول کی تب سورہ ملک آئے گی اور وہ فرشتہ رنجیدہ دل اس طرح نکلے گا کہ اس کا کچھ بھی نہ کرسکا ہوگا پھر وہ سورہ اپنے اہتمام اور تلاوت کرنے والے کے پاس آئے گی اور اپنا منہ اس کے منہ پہ رکھے گی اور کہے گی کہ یہ منھ مبارک جس نے میری خوب تلاوت کی اور کہے گی یہ سینہ مبارک جس نے مجھے خوب یاد رکھا اور یہ دونوں قدم مبارک جو میرے لئے نماز میں کھڑے رہے (اور میرے لئے زحمت و کلفت برداشت کی) اس طرح یہ سورہ قبر میں اس کی وحشت و وحشت دور کرے گی اور انس پیدا کرے گی جب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی تو کوئی چھوٹا، کوئی بڑا، کوئی آزاد اور کوئی غلام ایسا

---

[1] درمنثور ص ۲۴۶ ج ۶ مسند عبد بن حمید، طبرانی، حاکم و ابن مردویہ۔

باقی نہ رہا جس نے اس کی تعلیم حاصل نہ کی ہو اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا نام "منجیہ" نجات دہندہ رکھا [۱]

(۱۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا قبر میں آدمی کے پاس عذاب اور فرشتے پہونچیں گے وہ اس کے پیر کی طرف سے آئیں گے تو اس کے پیر کہیں گے کہ ہماری طرف سے تمہارے لئے کوئی راستہ نہیں یہ شخص ہم پر سورہ ملک پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا تھا پھر اس کے سینے کی طرف سے آئیں گے تو سینہ کہے گا میری طرف سے بھی کوئی راستہ نہیں اس نے اپنے اندر مجھے حفظ کر رکھا تھا پھر اس کے سر کی طرف سے آئیں گے تو سر بھی کہے گا کہ میری جانب سے بھی کوئی راستہ نہیں وہ مجھے پڑھتا تھا اس طرح یہ سورہ مانعہ (بچانے والی) ہے یہ عذاب قبر سے بچائے گی توراۃ میں اسے سورہ ملک کہا جاتا ہے جو کسی شب اسے پڑھتا ہے تو گویا وہ بہت پڑھتا ہے اور عمدہ کرتا ہے [۲]

(۱۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے آپ فرماتے ہیں جب آدمی مرجاتا ہے اس کے گرد آگ جلائی جاتی ہے اور آگ اپنے پاس کی میت کو جلا دیتی ہے اگر اس کے پاس کوئی ایسا عمل نہ ہو جو اسے آگ سے بچا سکے۔ ایک شخص کا انتقال ہوا وہ قرآن کی صرف وہی سورہ پڑھتا تھا جس میں تیس آیتیں ہیں (یعنی سورۂ ملک) چنانچہ وہ آگ اس کے سر کی طرف سے آئی تو اس سورہ نے کہا وہ مجھے پڑھتا تھا پھر وہ اس کے پاؤں کی طرف سے آئی تو اس نے کہا وہ مجھ پر کھڑا ہوتا تھا (وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو کر مجھے پڑھتا تھا یا مجھ پر عمل کرنے کے لئے پاؤں کو زحمت و تکلیف دیتا تھا) پھر وہ اس کے پیٹ کی طرف سے آئی تو اس سورہ نے کہا اس نے مجھے اپنے اندر حفظ کیا اس طرح سورہ نے اس کو آگ سے بچا لیا راوی کہتے ہیں میں نے اور مسروق نے قرآن پر نظر ڈالی (کہ دیکھیں کونسی تیس آیت کی سورہ ہے) تو ہم نے سورہ

---

[۱] در منثور ص ۲۴۶ ج ۶ ابن عساکر

[۲] در منثور ص ۲۴۷ ج ۶ ابن الضریس، طبرانی حاکم و شعب الایمان اللبیہقی

تبارک کے علاوہ کوئی سورہ تیس آیتوں کے نہ پائی [1]

(۱۳) حضرت عمرو بن مُرّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں یہ کہا جاتا تھا کہ قرآن کی ایک سورہ ہے جو قبر میں اپنی تلاوت و اہتمام کرنے والے کی طرف سے جنگ کرے گی اس میں تیس آیتیں ہیں لوگوں نے دیکھا تو سورۂ تبارک کو اس کے مطابق پایا [2]

(۱۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایک عجیب واقعہ دیکھا ایک شخص کو دیکھا اس کا انتقال ہوا وہ بڑا گنہگار تھا اپنی جان پر بڑی زیادتی کرنے والا تھا قبر میں جب بھی عذاب اس کے پیروں کی طرف آتا یا اس کے سر کی طرف آتا تو وہ سورہ جس میں طیر ہے متوجہ ہوتی اور اس کے دفاع میں لڑتی کہ وہ میری نگہداشت و پابندی کرتا تھا اور میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے جو ہمیشہ میری نگہداشت کریگا اسکو وہ عذاب نہ دیگا اسکے باعث عذاب اس کے پاس سے جلد ہی چلا جائے گا (اسی اہمیت کے پیش نظر) مہاجرین و انصار اسے سیکھتے تھے اور کہتے گھاٹے میں وہ ہے جو اسے نہ سیکھے یہ ہے سورۂ ملک [3]

سورۂ ملک کی جس آیت میں لفظ طیر آیا ہے یہ ہے اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ (سورۂ ملک پ ۲۹ آیت ۱۹)

(۱۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الٓمّ تنزیل السجدة اور تبارک الذی بیدہ الملک ہر رات پڑھتے تھے اور سفر و حضر میں کبھی نہ چھوڑتے [4]

## سورۂ ضحیٰ

(۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ امید والی آیت ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ نازل فرمائی ہے میں نے اس کو قیامت کے دن اپنی

---

[1] درمنثور ص ۲۴۷ ج ۶ ابوعبید دلائل بیہقی، دارمی و ابن ضریس۔
[2] ایضاً سعید بن منصور [3] درمنثور ص ۲۴۷ ج ۶ دیلمی
[4] ایضاً ابن مردویہ۔

امت کے لئے بچا رکھا ہے [1]

(۲) حضرت حرب بن شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین سے کہا کہ شفاعت کے سلسلے میں آپ کا کیا خیال ہے جس کا تذکرہ عراق والے کرتے ہیں کیا یہ حق ہے انہوں نے فرمایا ہاں خدا کی قسم میرے چچا محمد بن حنفیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی امت کے لئے اس حد تک شفاعت کرونگا کہ میرا رب پکارے گا کہ اے محمد کیا تم راضی ہوئے میں کہوں گا ہاں اے میرے پروردگار میں راضی ہوا۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے عراق والو تم کہتے ہو کتاب اللہ کی سب سے امید والی آیت یہ ہے یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا۔ میں نے کہا ہاں ہم یہی کہتے ہیں انہوں نے کہا مگر ہم سبھی اہل بیت یہ کہتے ہیں کہ قرآن میں سب سے امید والی آیت وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ہے اور یہ ہے شفاعت [2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اہل بیت ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو پسند فرمایا ہے۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی اور یقیناً آپ کو آپ کا رب اتنا زیادہ دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

ابن ابو حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی کے بارے میں حضرت حسن سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے مراد شفاعت ہے [3] گویا ولسوف یعطیک ربک فترضی میں یہ عظیم بشارت ہے کہ روز قیامت اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منصب شفاعت عطا فرمائے گا اور آپ ایسی بھرپور شفاعت فرمائیں گے کہ اپنی پوری امت

---

[1] کنز العمال ص ۷ ج ۱۴ دیلمی۔

[2] درمنثور ص ۳۶۱ ج ۶ ابن منذر ابن مردویہ و حلیۃ ابو نعیم۔

[3] ایضاً۔

کو جنت میں داخل کریں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کے بارے میں فرمایا ہے کہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا یہ ہے کہ آپ کی پوری امت جنت میں داخل ہو[1] آپ ہی سے ایک اور روایت ہے کہ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک آپ کا ایک امتی بھی جہنم میں ہوگا[2]

**سورۂ قدر** حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی رات میں انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پڑھے گا یہ سورہ قرآن کے چوتھائی حصہ کے برابر ہوگی اور جو اذا زلزلت پڑھے گا تو یہ سورہ نصف قرآن کے برابر اور "قل یا ایھا الکفرون" قرآن کے چوتھائی حصے کے برابر اور قل ھو اللہ احد قرآن کے تیسرے حصہ کے برابر ہوگی[3]

**سورۂ لم یکن** اس کے مزید نام یہ ہیں سورۃ یا اھل کتاب، سورۂ بینہ، سورہ قیامت، سورۂ بریہ اور سورۂ انفکاک[4]

(۱) حضرت اسماعیل بن ابو حکیم مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنی فضیل کے ایک شخص سے روایت کی ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے سنا اللہ تعالیٰ "لم یکن" کی تلاوت سنتا ہے تو فرماتا ہے میرے بندے تمہارے لئے خوشخبری ہے میری عزت و جلال کی قسم میں تمہیں جنت میں ضرور جگہ دوں گا یہاں تک کہ تم خوش ہو جاؤ گے[5]

اور حضرت ابو موسیٰ مدینی نے "المعرفۃ" میں ان ہی اسماعیل بن ابو حکیم سے روایت کی ہے وہ مصر مزنی یا مدنی سے روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ

---

[1] ایضاً شعب الایمان از بیہقی [2] ایضاً تلخیص المتشابہ از خطیب۔
[3] درمنثور ص ۳۷۷ ج ۶ محمد بن نصر۔
[4] اتقان ص ۵۵ ج ۱۔
[5] درمنثور ص ۳۷۷ ج ۶ المعرفہ از ابو نعیم۔

علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ "لم یکن الذین کفروا" کی تلاوت سنتا ہے تو فرماتا ہے میرے بندے تمہیں بشارت ہے میری عزت و جلال کی قسم میں تمہیں دنیا و آخرت کے ہر حال میں یاد رکھوں گا اور تمہیں جنت میں ضرور جگہ مرحمت کروں گا[1]

## سورۂ زلزال

(۱) حضرت ابن عباس و حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "اذا زلزلت" نصف قرآن کے برابر اور "قل ھو اللہ احد" ایک تہائی قرآن کے برابر اور "قل یا ایھا الکفرون" چوتھائی قرآن کے برابر ہے[2]

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تحریر فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ "اذا زلزلت" پڑھنے کا ثواب نصف قرآن پڑھنے کے ثواب کے برابر ہے علامہ طیبی نے فرمایا ہے مبدأ و معاد دنیا و آخرت کا بیان قرآن کا مقصد اصلی ہے اور اذا زلزلت صرف معاد پر مشتمل اور اس کے اجمالی حالات کے بیان کو حاوی ہے[3] گویا قرآن کے مضمون دو حصوں میں بٹے ہیں ایک دنیا سے متعلق اور دوسرا آخرت سے متعلق اور اس سورہ میں آخرت سے متعلق اجمالی حالات ہیں اس لئے اسے نصف قرآن کہا گیا۔

ایک روایت میں اسے قرآن کا چوتھائی کہا گیا ہے اس کی وجہ علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں۔ قرآن۔ توحید، نبوت، احکام بعثت اور حالات آخرت پر مشتمل ہے اور اس سورہ میں حالاتِ آخرت کا بیان ہے اس لئے اسے قرآن کا چوتھائی فرمایا گیا اور اسی حدیث میں قل یا ایھا الکفرون کو قرآن کا چوتھائی کہا گیا اس لئے کہ یہ سورہ توحید کے بیان پر مشتمل ہے کیونکہ شرک سے برأت یہی توحید کا اثبات ہے اس لئے یہ دونوں ہی سورتیں دو حیثیتوں سے قرآن کا چوتھائی ہیں[4]

---

[1] ایضاً [2] مشکوٰۃ ص ۱۸۹ ترمذی ص ۱۱۳ ج ۲
[3] مرقاۃ ص ۹۹ ۵ ج ۲
[4] مرقاۃ ص ۹۹ ۵، ۶۰۰ ج ۲

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی رات "اذا زلزلت" پڑھے گا اس کے لئے یہ نصف قرآن کے برابر ہوگی لے

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ پڑھائیے حضور نے فرمایا "الٓرٰ" سے شروع ہونے والی سورتوں میں سے تین سورتیں پڑھو (قرآن میں ایسی کل پانچ سورتیں ہیں) اس نے اسے نہ پڑھ سکنے کی معذرت کرتے ہوئے عرض کیا میں معمر ہو چکا ہوں دل سخت ہو چکا ہے (نسیان کا غلبہ رہتا ہے) زبان موٹی ہو چکی ہے (قرآن یا لمبی سورتیں سیکھنے کے لائق میری زبان نہیں رہی) حضور نے فرمایا (اگر اس کی تمہیں قدرت نہیں) تو حٰم کی تین سورتیں پڑھو اس نے پھر پہلی ہی جیسی گفتگو و معذرت کی (پھر) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایک جامع سورہ پڑھائیے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے "اذا زلزلت" پوری سورہ پڑھائی اس کے بعد اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کبھی بھی اس سے زیادہ نہ کروں گا پھر وہ شخص چلا گیا تو رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص کامیاب ہو گیا اسے دو بار ارشاد فرمایا ہے

یہ صحابی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی ایسی سورہ کی تعلیم چاہتے تھے جس پر عمل پیرا ہو کر فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو سکیں اسی لئے انہوں نے ایک جامع سورہ کہا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس سورہ کے اندر ایک ایسی جامع آیت ہے جس نے ذرہ ذرہ کو اپنے اندر سمیٹ لیا ہے یہ جامعیت میں اپنی انتہا

---

لے درمنثور ص ۳۷۹ ج ۶ وکتاب الاذکار از امام نووی ص ۱۰۲ مطبوعہ اموریہ بیروت ۱۹۷۱ ء

ہے مشکوٰۃ ص ۱۹۰ و درمنثور ص ۳۷۹ ج ۶ از امام احمد، ابوداؤد، نسائی حاکم، ابن مردویہ و شعب الایمان از بیہقی

کو پہونچی ہوئی ہے آیت یہ ہے۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرًا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرًا یرہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
اور جو ایک ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ برابر برائی کرے گا اسے دیکھے گا ۔[1]

علامہ طیبی نے فرمایا کہ اس آیت میں سارے اعمال کی بیشی اور ان کی جزاء کا بیان ایسے مکمل انداز میں ہے کہ کوئی ذرہ حساب سے بچ نہ سکے گا ۔[2]

## سورۂ عادیات

(۱) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔" اذا زلزلت ، نصفِ قرآن کے برابر اور العادیات نصف قرآن کے برابر ہے ۔[3]

فضائل اذا زلزلت ،، ہیں جیسا کہ گذرا کہ قرآن کے مضامین دو حصول میں بٹے ہیں ایک دنیا سے متعلق دوسرا آخرت سے متعلق اور سورۂ اذا زلزلت میں بڑی جامعیت کے ساتھ ذرہ ذرہ کے حساب ہونے کا بیان ہے اس لئے اسے نصف قرآن کہا گیا اسی طرح سورۂ عادیات میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ تمام ہی اعمال حتی کہ سینے کے اندر چھپی ہوئی نیتوں کو اس روز آخرت میں سامنے لایا جائے گا اور ان کا حساب ہوگا اس لئے اس سورہ کو بھی نصف قرآن کہا گیا

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اذا زلزلت نصف قرآن کے برابر العادیات نصف قرآن کے برابر قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر اور قل یا ایھا الکفرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے ۔[4]

## فضائل سورۂ تکاثر

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

---

[1] مرقاۃ ص ۲۰۸ ج ۲ [2] ایضًا
[3] درمنثور ص ۳۸۳ ج ۶ فضائل الوجید [4] ایضا محمد بن نصر

فرمایا کیا تم میں سے کوئی روزانہ ایک ہزار آیتیں پڑھ سکتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کیسے اس کی طاقت ہوگی؟ حضور نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی الھٰکم التکاثر نہیں پڑھ سکتا۔[1]

گویا الھٰکم التکاثر پوری سورہ پڑھنے سے ایک ہزار آیتیں پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

(۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایک رات میں ایک ہزار آیتیں پڑھے گا وہ اللہ تعالیٰ سے اس عالم میں ملے گا کہ اس کا چہرہ ہنستا ہوا ہوگا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ایک ہزار آیتیں کون پڑھ سکے گا۔ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الھٰکم التکاثر پوری سورہ پڑھی پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے یقیناً یہ سورہ ایک ہزار آیتوں کے برابر ہے۔[2]

(۳) حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا میں تمہارے سامنے سورۂ الھٰکم التکاثر پڑھتا ہوں تم میں سے جو روئے گا وہ جنت میں داخل ہوگا چنانچہ حضور نے اسے پڑھا ہم میں سے کچھ تو روئے اور کچھ نہ روئے جو لوگ نہیں رو سکے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے رونے کی کوشش کی مگر ہم نہ رو سکے پھر حضور نے فرمایا میں دوبارہ تمہارے سامنے اسے پڑھتا ہوں جو روئے گا اس کے لئے جنت ہوگی اور جو نہ رو سکے وہ رونے کی سی شکل ہی بنالے۔[3]

## سورۂ عصر

(۱) حضرت ابو ملیکہ دارمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دو ایسے صحابی تھے یہ جب بھی باہم ملتے تو جب تک دونوں میں سے کوئی دوسرے کے سامنے پوری سورۂ عصر نہ پڑھ

---

[1] الترغیب والترہیب ص ۳۴۶ ج ۲ حاکم

[2] کنز العمال ص ۱۴۸ ج ۲ دیلمی و المتفق و المفترق از خطیب

[3] درمنثور ص ۳۸۷ ج ۶ نوادر الاصول از حکیم ترمذی و شعب الایمان از بیہقی۔

لیا دو نوں جدا نہ ہوتے جب یہ سورہ پڑھ لی جاتی تو الوداعی سلام ہوتا[۱]

## سورۂ کافرون

اس کے مزید نام یہ ہیں مقشقشہ اور سورۂ عبادت[۲]

(۱) حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو قل یا ایھا الکفرون پڑھے گا اس کے لئے یہ سورہ چوتھائی قرآن کے برابر ہوگی[۳]

(۲) حضرت نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیجئے جسے میں بستر پہ جاتے کے وقت پڑھا کروں حضور نے فرمایا قل یا ایھا الکفرون پڑھا کرو۔ اس لئے کہ یہ سورہ شرک سے علیحدگی کا ذریعہ ہے[۴]

(۳) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے ساتھ دو سورتیں ہوں گی تو اس کا کوئی حساب نہ ہوگا وہ دونوں سورتیں یہ ہیں قل یا ایھا الکفرون اور قل ھو اللہ احد[۵]

(۴) ایک شیخ سے روایت ہے انہیں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل رہا ہے وہ کہتے ہیں میں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلا حضور کا گذر ایک ایسے شخص کے یہاں سے ہوا جو قل یا ایھا الکفرون پڑھ رہا تھا حضور نے فرمایا یہ تو شرک سے بری و علیحدہ ہو چکا اور دوسرا شخص قل ھو اللہ احد پڑھ رہا تھا تو فرمایا اس شخص کے لئے اس کی وجہ سے جنت ناگزیر ہو گئی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کی مغفرت ہو گئی[۶]

---

[۱] درمنثور ص ۳۹۱ ج ۶ اوسط از طبرانی و شعب الایمان از بیہقی۔

[۲] الاتقان ص ۵۵ ج ۱۔ [۳] درمنثور ص ۴۰۵ ج ۶ ابن مردویہ۔

[۴] مشکوٰۃ ص ۱۸۸ ابوداود، ترمذی، دارمی، نسائی، ابن حبان، مستدرک از حاکم، و ابن ابو شیبہ [۵] کنز العمال ص ۱۴۸ ج ۱ ابو نعیم و درمنثور ص ۴۰۶ ج ۶ ابن مردویہ [۶] درمنثور ص ۴۰۵ ج ۶ امام احمد، ابن قریس، بغوی، ترغیب از حمید بن زنجویہ۔

(۵) حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا منافق چاشت کی نماز اور قل یا ایہا الکفرون نہیں پڑھتا ہے[۱]

(۶) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو قل یا ایہا الکفرون پڑھتا ہے وہ گویا چوتھائی قرآن پڑھتا ہے اور جو قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے وہ گویا تہائی قرآن پڑھتا ہے[۲] ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے دو سورتیں کیا ہی خوب ہیں ایک قل ھو اللہ احد جو تہائی قرآن کے برابر ہے دوسری قل یا ایہا الکفرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے[۳]

(۷) حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیں جسے میں بستر پر جانے کے وقت پڑھا کروں حضور نے فرمایا قل یا ایہا الکفرون پوری پڑھا کرو اس لئے کہ یہ سورہ شرک سے برارت اور علیحدگی کا ذریعہ ہے[۴]

اس سورہ میں شرک سے بیزاری کا اعلان ہے اس لئے آدمی جب نیند کی دنیا میں جائے تو شرک اور اس کی آلائش سے صاف ستھرا ہو کر جائے اور اگر اسی عالم میں موت آجائے تو توحید و ایمان پر اس کا خاتمہ ہو۔

سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے ان کے والد حضرت نوفل نے عرض کیا یا رسول اللہ شرک سے ابھی جلد ہی میں الگ ہوا ہوں مجھے کسی ایسی آیت کی تعلیم دے دیں جو مجھے شرک سے پاک رکھ سکے حضور نے فرمایا قل یا ایہا الکفرون پڑھا کرو۔ حضرت عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میرے والد سے زندگی بھر کسی رات اور کسی دن یہ سورہ پڑھتے

---

[۱] ایضاً دیلمی — [۲] کنز العمال ص ۱۴۸ ج ۱

[۳] کنز العمال ص ۱۴۸ ج ۱۔

[۴] مشکوٰۃ ص ۱۸۸ ابوداؤد ص ۲۳۴ ترمذی ص ۱۷۶ ج ۲

سے چھوٹی نہیں وہ ہر شب و روز اسے پڑھتے رہے ابن مردویہ کی ایک اور روایت ہے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نوفل بن معاویہ اشجعی سے فرمایا جب سونے کے لئے خواب گاہ میں آؤ تو قل یاایھا الکٰفرون پڑھو جب تم اسے پڑھو گے تو شرک سے بری و علیحدہ ہو گے امام احمد بن حنبل نے حضرت حارث ابن جبلہ اور طبرانی نے اوسط میں جبلہ بن حارث سے روایت کی ہے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیں جسے میں سوتے وقت پڑھا کروں حضور نے فرمایا جب تم رات کو سونے لگو تو پوری سورہ قل یاایھا الکٰفرون پڑھا کرو۔ اس لئے کہ یہ سورہ شرک سے برات کا سامان ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم سوتے وقت قل یاایھا الکٰفرون پڑھا کر کیونکہ یہ سورہ شرک سے بیزاری کا ذریعہ ہے۔ بزار، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب تم سویا کرو تو قل یا ایھا الکٰفرون پڑھا کرو اس لئے کہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کبھی بستر پر آتے پوری سورہ قل یا ایھا الکفرون پڑھتے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں ایک ایسا کلمہ نہ بتادوں جو تم کو شرک باللہ سے نجات دے دے تم سوتے وقت قل یا ایھا الکفرون پڑھا کرو [1]

(۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جو کسی رات قل ھو اللہ احد اور قل یا ایھا الکفرون پڑھتا ہے وہ گویا بہت پڑھتا ہے اور عمدہ کرتا ہے [2]

---

[1] درمنثور ص ۴۰۵ ج ۶۔

[2] ایضاً ص ۴۰۶ ج ۶ فضائل ابو عبید و ابن ضریس۔

(۹) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حالت نماز میں بچھو نے ڈنک مارد یا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا بچھو پر اللہ کی لعنت ہو یہ نمازی وغیر نمازی کسی کو نہیں چھوڑتا پھر حضور نے پانی اور نمک منگایا اور ایک برتن میں رکھا پھر اسے اپنی انگلی پر ڈالنے لگے جہاں بچھو نے ڈنک مارا تھا اور قل یا ایھا الکفرون۔ قل اعوذ برب الفلق ۔ اور قل اعوذ برب الناس ۔ پڑھنے لگے[1]

## سورۂ نصر

اس کو سورۂ تودیع بھی کہتے ہیں[2]

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قل یا ایھا الکفرون چوتھائی قرآن کے برابر اور اذا زلزلت " چوتھائی قرآن کے برابر اور اذا جاء نصر اللہ والفتح چوتھائی قرآن کے برابر ہے[3]

(۲) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ان سے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبیر کیا تم یہ پسند کروگے کہ جب تم سفر کے لئے نکلو تو اپنے ساتھ کے لوگوں میں تمہاری حالت سب سے بہتر رہے اور تمہارا زاد راہ سب سے زیادہ رہے میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ پر میرے والدین قربان (میں ایسے کیوں نہ پسند کروں گا) حضور نے فرمایا سفر کرتے وقت تم یہ پانچ سورتیں پڑھو قل یا ایھا الکفرون ، اذا جاء نصر اللہ والفتح ، قل ھو اللہ احد ، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ۔ اور ہر سورہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرو اور آخیر میں بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو (حضرت جبیر نے ایسا ہی کیا پھر ان کا کیا حال ہوا) وہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں صاحب ثروت اور مالدار ہوگیا پہلے جب میں سفر کے لئے نکلتا تو خستہ حال ہوتا اور میرے پاس زاد راہ کم ہوتا

---

[1] ایضا صغیر از طبرانی بمشکوٰۃ ص ۳۹۰ شعب الایمان از بیہقی
[2] اتقان ص ۵۵ ج ۱ -
[3] کنز العمال ص ۱۳۹ شعب الایمان از بیہقی

لیکن جب سے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ان کی تعلیم دی اور میں انہیں پڑھنے لگا تو سفر سے لوٹنے تک میری یہ کیفیت ہوتی کہ میرا حال بہت اچھا ہوتا اور میرے پاس ڈھیر سارا زادِ راہ ہوتا[1]

اس سے معلوم ہوا کہ آغاز سفر سے پہلے چاروں قُل اور اذا جاء نصر اللہ اور پھر بسم اللہ پڑھنے میں بڑی برکتیں ہیں۔

## سورۂ اخلاص

اس کا نام سورۃ اساس بھی ہے[2]

(۱) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے ایک شخص کو قل ھو اللہ احد پڑھتے اور اسے بار بار دہراتے سنا (یہ تھے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ) جب یہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا حضور سے تذکرہ کیا اور گویا وہ اسے کم سمجھ رہے ہوں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے بلاشبہ یہ سورہ تہائی قرآن کے برابر ہے[3]

علامہ عینی لکھتے ہیں قل ھو اللہ احد کے تہائی قرآن ہونے کا کیا مطلب ہے اس سلسلے میں مختلف رائیں اور متعدد اقوال ہیں مازری نے فرمایا قرآن میں تین طرح کے مضامین ہیں۔ واقعات احکام اور صفات باری تعالیٰ یہ تین حصوں کا ایک حصہ ہے اس لئے اسے تہائی قرآن کہا گیا بعض نے یہ کہا ہے کہ اس کا ثواب پڑھ کر تہائی قرآن کے برابر ہوتا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرآن میں تین قسم کے مضامین ہیں ذات الٰہی کی معرفت اس کے ناموں اور صفتوں کی معرفت اور اس کے کاموں اور طریقوں کی معرفت اور یہ سورہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی پاکی پر مشتمل ہے اس لئے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے تہائی قرآن کے برابر قرار دیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو توحید کے اقرار اور خالق کے

---

[1] درمنثور ص ۴۰۶ ج ۶ ابو یعلی و حصن حصین از ابن جزری ص ۸۹، ۹۰ بر حاشیہ خزینۃ الاسرار۔ [2] اتقان ص ۵۵ ج ۱۔
[3] الترغیب والترہیب ص ۲۴۷ ج ۲۔
[4] صحیح بخاری ص ۷۵۰ ج ۲ ابو داؤد ص ۲۰۶ ج ۱

الیقان وافرعان کے مطابق عمل کرے گا جو اس سورہ کے اندر ہے وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے تہائی قرآن پڑھ لیا ہو۔ ابوالحسن نے فرمایا شاید وہ صحابی جو اسے رات بھر دہراتے رہے انہیں صرف یہی یاد رہا ہو اور وہ اپنے اس عمل کو معمولی سمجھتے رہے ہوں اس لئے رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے عمل خیر کی ترغیب کے لئے فرمایا ہو یہ سورہ تہائی قرآن کے برابر ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ اپنے بندے کو معمولی عمل پر بھی زیادہ عمل کے ثواب سے بڑھ کر ثواب عطا فرمائے۔ اصیلی نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ قل ھو اللہ کا ثواب تہائی قرآن کے برابر ہے جس میں قل ھو اللہ نہ ہو[1]

(۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا تم میں سے کون کسی رات تہائی قرآن پڑھنے سے عاجز ہوگا یہ ان پر بھاری سا لگا اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے حضور نے فرمایا ھو اللہ الواحد الصمد (یعنی قل ھو اللہ احد) تہائی قرآن ہے[2]

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ قل ھو اللہ احد پڑھنے کا ثواب تہائی قرآن پڑھنے کا ثواب رکھتا ہے۔

(۳) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آیا آپ نے ایک شخص سے پوری سورۃ قل ھو اللہ احد، اللہ الصمد، لم یلد ولم یولد، ولم یکن لہ کفوا احد، پڑھتے سنا تو حضور نے فرمایا اس کے لئے لازم ہوگئی میں نے حضور سے عرض کیا کیا چیز لازم ہوئی حضور نے فرمایا جنت حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ میرا ارادہ ہوا کہ اس شخص کے پاس جا کر اسے یہ خوش خبری سناؤں پھر مجھے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ دوپہر کا کھانا چھوٹنے کا اندیشہ ہوا پھر (بعد میں) اس شخص کی طرف چلا تو

---

[1] عمدۃ القاری ص ۳۳ ج ۲۰

[2] بخاری ص ۷۵۰ ج ۲۔

وہ اس وقت جا چکا تھا[1]

(۴) انہیں سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو) جمع ہو جاؤ میں ابھی تمہارے سامنے تہائی قرآن پڑھوں گا چنانچہ جنہیں اکٹھے ہونا تھا وہ اکٹھے ہو گئے پھر نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور قل ھو اللہ احد پڑھا پھر اندر تشریف لے گئے۔ ہم میں بعض نے بعض سے کہا ہم سمجھتے ہیں یہ خبر حضور کے پاس آسمان سے آئی ہے اسی وجہ سے آپ اندر تشریف لے گئے ہیں پھر نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا میں نے تم لوگوں سے کہا تھا میں ابھی تمہارے سامنے تہائی قرآن پڑھوں گا سنو یہ سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے[2]

(۵) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک بار قل ھو اللہ احد پڑھا اس نے گویا ایک تہائی قرآن پڑھا اور جس نے اسے دو بار پڑھا اس نے گویا دو تہائی قرآن پڑھا اور جس نے اسے تین بار پڑھا اس نے گویا پورا قرآن پڑھ لیا[3] ابن نجار نے حضرت کعب بن عجرہ سے روایت کی ہے جس نے تین بار قل ھو اللہ احد پڑھا یہ پورے قرآن کے برابر ہو گیا[4]

(۶) حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو پوری سورہ قل ھو اللہ احد دس بار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنائے گا۔ (اس پر) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ تب تو ہم بہت سے ات حاصل کریں گے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قدرت اس سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی اور وسیع تر ہے[5]

---

۱ الترغیب والترہیب ص ۶۴۵ ج ۲ موطا امام مالک ص ۷۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی و نسائی و حاکم۔

۲ ایضاً مسلم ص ۲۷۱ ج ۱ و ترمذی ۱۱۳ ج ۲ ۳ کنز العمال ص ۱۴۸ ج ۱

۴ ایضاً ۵ الترغیب والترہیب ص ۶۴۷ ج ۲ امام احمد۔

دارمی کی روایت میں ہے حضرت سعید بن مسیب رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو دس بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اس کے لئے جنت میں ایک محل بنایا جائے گا اور جو بیس بار پڑھے گا اس کے لئے جنت میں دو محل بنائے جائیں گے اور جو اسے تیس بار پڑھے گا اس کے لئے جنت میں تین محل بنائے جائیں گے حضرت عمر نے عرض کیا تب تو ہم یقیناً بہت سے محلات حاصل کرلیں گے تب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قدرت اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے[1]

اسی طرح کی ایک اور روایت ہے جس میں حضرت ابوبکر نے عرض کیا ہے تب تو ہم بہت سے محلات حاصل کرلیں گے حضور نے دو بار ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قدرت اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے[2]

(۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک معرکہ پر بھیجا وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا تو ہر نماز میں اپنی قرات قل ھو اللہ احد پر ختم کرتے جب وہ لوگ واپس ہوئے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور نے فرمایا تم اس سے پوچھو کس وجہ سے وہ ایسا کرتا تھا ان لوگوں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سورہ رحمٰن کی صفت ہے اور میں اسے پڑھنا محبوب رکھتا ہوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسے خبر دے دو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے[3]

بخاری کی روایت میں اتنی تفصیل اور ہے کہ جو صحابی پابندی سے قل ھو اللہ احد پر اپنی قرات ختم کرتے تھے ان سے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا

---

[1] مشکوٰۃ ص ۱۹۰ ۔

[2] درمنثور ص ۴۱۲ ج ۶ حافظ ابو محمد حسن بن احمد سمرقندی

[3] مشکوٰۃ ص ۱۸۵ بخاری ص ۱۰۹۷ ج ۲ مسلم ص ۲۷۱ ج ۱ عمدۃ القاری ص ۴۲ ج ۲۰ ۔

اے فلاں کیوں نہیں وہی کرتے تھے جو تمہارے ساتھی تمہیں حکم دیتے تھے اور ہر رکعت میں اسی سورہ کو کیوں پڑھتے تھے انہوں نے جواب دیا میں اسے محبوب رکھتا ہوں تب حضور نے فرمایا اس سے تمہاری یہ محبت تمہیں جنت میں لے جائے گی[1]

(۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر فرض نماز کے بعد قل ھو اللہ احد پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنی خوشی اور مغفرت لازم فرما دے گا[2]

(۹) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو بعد فجر بارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے گا گویا وہ چار بار (پورا) قرآن پڑھے گا اور وہ اس دن اہل زمین میں سب سے بہتر ہوگا جبکہ وہ تقوی کا پابند رہے[3]

(۱۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بھی مسلمان غلام یا باندی کسی دن یا رات میں سو بار قل ھو اللہ احد پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ ضرور بخش دے گا[4]

(۱۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عرفہ (نویں ذوالحجہ) کی شام کو ایک ہزار بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا وہ جو مانگے گا اللہ تعالیٰ اسے مرحمت فرمائے گا[5]

(۱۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے جو پچاس بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے[6]

---

[1] الترغیب والترہیب ص ۸۹۶ ج ۲ ترمذی ۔
[2] کنز العمال ص ۱۴۸ ج ۱ تاریخ ابن نجار ۔
[3] ایضاً ص ۱۴۹ شعب الایمان از بیہقی [4] ایضاً ابن سنی
[5] کنز العمال ۱۴۹ ج ۱ ابو الشیخ [6] درمنثور ص ۴۱۱ ج ۶ ابو یعلی و محمد بن نصر

(۱۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو روزانہ دو سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ پندرہ سو نیکیاں لکھے گا اور اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دے گا لیکن اگر اس کے اوپر قرض ہو تو معاف نہ ہوگا۔[۱]

(۱۴) حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے تو یہ سورہ اس گھر والوں کے اور پڑوسیوں کی غربت وافلاس دور کر دیتی ہے۔[۲]

(۱۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو رات میں بستر پر سونے کا ارادہ کرے وہ اپنی داہنی کروٹ پر سوئے پھر قل ھو اللہ احد سو بار پڑھے جب قیامت کا دن ہوگا اس سے رب تبارک و تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے اپنی داہنی جانب جنت میں داخل ہو جاؤ۔[۳]

(۱۶) حضرت انس ہی سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو ایک بار قل ھو اللہ احد پڑھے اس کے لئے برکت ہوتی ہے اور جو دو بار اسے پڑھتا ہے تو اس کے اور اس کے گھر والے دونوں کے لئے برکت ہوتی ہے اور اگر اسے تین بار پڑھے تو اس کے لئے اس کے گھر والوں اور اس کے پڑوسیوں کے لئے برکت ہوتی ہے اور اگر وہ اسے بارہ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں بارہ محل تعمیر فرمائے گا اور جو اسے بیس مرتبہ پڑھے گا وہ انبیاء کے ساتھ اس طرح ہوگا اور حضور نے بیچ والی اور شہادت کی انگلی کو ملا کر بتایا یعنی جیسے بیچ اور شہادت کی انگلی ملی ہوئی ہیں ایسے وہ انبیاء کے ساتھ ہوگا۔ پچیس سال کے گناہ سوائے قرض و خونریزی کے سب بخش دے گا اور اگر وہ اسے دو سو بار پڑھے اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دے گا اور اگر وہ اسے چار سو مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے چار سو

---

[۱] ایضاً ترمذی ص ۱۱۳ ج ۲ ابو یعلی محمد بن نصر ابن عدی و شعب الایمان از بیہقی
[۲] کنز العمال ص ۱۴۹ ج ۱ کبیر از طبرانی۔
[۳] درمنثور ص ۴۱۱ ج ۶۔

ایسے شہیدوں کا اجر لکھے گا جن کے گھوڑے مارے گئے اور جن کا خون بہایا گیا (یعنی میدان جنگ میں وہ شہید ہوئے) اور اگر وہ ایک ہزار مرتبہ اسے پڑھے تو جب تک وہ بذات خود اپنا ٹھکانا جنت میں نہ دیکھ لے یا کوئی اور نہ دیکھ لے اس وقت تک اسے موت نہ آئے گی۔[۱]

(۱۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو نماز کی پاکی کی طرح پاکی کے ساتھ سورۂ فاتحہ پڑھ کر سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا اور دس برائیاں مٹائے گا اور اس کے جنت میں دس درجے بلند کرے گا اور جنت میں اس کے لئے سو محل تعمیر فرمائے گا اور اس کے عمل کو اس دن تمام نبی آدم کے عمل کے برابر اٹھائے گا اور جیسے اس نے تینتیس ۳۳ بار قرآن پڑھا ہو یہ شرک سے علیحدگی کا ذریعہ فرشتوں کے حاضر ہونے کا سبب اور شیطان کے بھاگنے کا ذریعہ ہے اور عرش کے قریب اس کی ایک آواز ہوتی ہے وہ اپنے پڑھنے والے کا تذکرہ کرتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس پڑھنے والے کی طرف نظر فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کی طرف نظر فرمادے اسے کبھی بھی عذاب نہ دے گا۔[۲]

(۱۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو دو سو بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اس کے پچاس سال کے گناہ بخشے جائیں گے جبکہ وہ ان چار گناہوں سے بچے ہوں گے خونریزی، لوٹ، زنا اور شراب نوشی۔[۳]

(۱۹) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ہیں جو ایمان کے ساتھ انہیں کرے گا وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا اور جہاں کی حوروں سے چاہے گا

---

[۱] درمنثور ص ۴۱۳ ج ۶ حافظ ابو محمد حسن بن احمد سمرقندی

[۲] کنز العمال ج ۱ ص ۵۰۳ کامل ابن عدی و شعب الایمان از بیہقی و درمنثور ص ۴۱۱ ج ۶

[۳] درمنثور ص ۴۱۱ ج ۶ کامل ابن عدی و شعب الایمان از بیہقی۔

اس کی شادی ہوگی پہلا شخص وہ جو اپنے قاتل کو معاف کر دے اور خفیہ قرض ادا کرے اور ہر نماز فرض کے بعد دس بار قل ھو اللہ احد پڑھے حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ ان میں سے اگر کوئی ایک کرے حضور نے فرمایا چاہے کوئی ایک ہی کرے۔ یعنی مذکورہ تین چیزوں میں سے کوئی صرف ایک ہی کو انجام دے لے وہ بھی جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا اور اسے بھی حوریں ملیں گی۔

(۲۰) حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اپنی موت کی بیماری میں قل ھو اللہ احد پڑھے گا وہ قبر کی آزمائش و پریشانی میں مبتلا نہ ہوگا اور عذاب قبر سے محفوظ ہوگا اور قیامت کے دن فرشتے اسے اپنے ہاتھوں میں اٹھائیں گے اور اسے پل صراط سے گذار کر جنت تک پہونچائیں گے۔[۲]

(۲۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی اور قل ھو اللہ احد پڑھے گا وہ مرتے ہی جنت میں داخل ہوگا۔[۳]

(۲۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی سے بات کرنے سے پہلے مغرب بعد دو رکعت پڑھے گا پہلی رکعت میں الحمد اور قل یا ایھا الکفرون اور دوسری میں الحمد اور قل ھو اللہ احد پڑھے گا وہ اپنے گناہوں سے اس طرح الگ ہو جائے گا جیسے سانپ اپنے کینچلی سے نکلتا ہے۔[۴]

(۲۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو بعد نماز جمعہ سات بار قل ھو اللہ احد، قل اعوذ

---

[۱] درمنثور ص ۴۱۱ ج ۶ ابویعلی

[۲] درمنثور ص ۴۱۲ ج ۶ اوسط طبرانی و حلیہ ابونعیم۔

[۳] ایضاً طبرانی — [۵] ایضاً ابن نجار

[۴] ایضاً ابن نجار

برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھے گا اللہ اس کے عوض اسے دوسرے جمعہ تک برائی سے بچائے گا۔[۵]

(۲۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو ایک ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے گا تو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اللہ کے راستے میں لگام لگائے اور زین کسے ہوئے ایک ہزار گھوڑوں سے محبوب تر ہے۔[۱]

(۲۵) حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو رات اور دن میں دس بار قل ھو اللہ احد اور آیت الکرسی پڑھنے کی پابندی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی رضا و خوشنودی اپنے لئے حاصل کرے گا اور وہ انبیاء کے ساتھ ہوگا اور شیطان سے محفوظ ہوگا۔[۲]

(۲۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو تیس بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اس کے لئے شرک سے برأت عذاب سے نجات اور فزع اکبر (سب سے زیادہ گھبراہٹ کا وقت) سے امان لکھ دی جائے گی۔[۳]

(۲۷) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے گھر پہونچتے وقت الحمد للہ اور قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے اللہ اس سے محتاجی دور فرما دیتا ہے اور اس گھر کی خیر و برکت بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ اس کا فیض پڑوسیوں کو بھی پہونچتا ہے۔[۴]

(۲۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جب صور پھونکا جائے گا رحمٰن کا شدید غضب و جلال ہوگا فرشتے اتریں گے اور زمین کے کناروں کو پکڑ لیں گے اور وہ مسلسل قل ھو اللہ احد پڑھیں گے یہاں تک کہ وہ نشان غضب جاتا رہے گا۔[۶]

---

۵ ایضاً عمل الیوم واللیلۃ از ابن سنی

۱ درمنثور ص ۴۱۲ ج ۶ حافظ ابو محمد حسن بن احمد سمرقندی

۲ ایضاً ایضاً ۳ ایضاً ایضاً ۴ ایضاً ایضاً ۵ ایضاً ۶ ایضاً طبرانی۔

(۲۹) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھا اس نے گویا اپنی جان اللہ تعالیٰ سے خرید لی [۱]

(۳۰) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی رات یا دن میں تین بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا یہ پورے قرآن کے برابر ہوگا [۲]

(۳۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا میرا ایک بھائی ہے قل ھو اللہ احد پڑھنا اسے بہت محبوب ہے، حضور نے فرمایا اپنے بھائی کو جنت کی بشارت دیدے [۳]

(۳۲) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا میرا ہاتھ حضور کے ہاتھ میں تھا اس وقت ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

| | |
|---|---|
| اللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ | اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں |
| اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ | تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود |
| الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ | نہیں تو ہی تنہا یکتا بے نیاز ہے |
| الَّذِیۡ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ | جس نے نہ جنا اور نہ جنا گیا اور جس |
| وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ | کا کوئی ہمسر نہیں۔ |

رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے اللہ کو اس کے اسم اعظم کے ساتھ پکارا ہے جب بھی اس کے ذریعہ سوال کیا جاتا ہے وہ عطا فرماتا ہے اور جب اس کے ساتھ دعا کی جاتی ہے وہ قبول فرماتا ہے [۴]

(۳۳) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جو قل

---

۱؎ ایضا فوائد ابراہیم بن محمد خیار حجی

۲؎ ایضا تاریخ ابن نجار ۳؎ ایضا ابن ضریس

۴؎ ایضا ابن عبدالرزاق، ابن شیبہ، ابن ماجہ ص ۲۸۲ و ابن ضریس۔

ھو اللہ احد دو سو مرتبہ پڑھے گا اس کو پانچ سو سال کی عبادت کا ثواب ملے گا[۱]

(۳۴) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر نماز فرض کے بعد دس بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی خوشنودی اور مغفرت لازم کر دے گا[۲]

(۳۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے جو دو رکعت نماز پڑھے گا اور ان دونوں رکعتوں میں تیس بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک ہزار سونے کے محل بنائے گا اور جو اسی تعداد میں اسے نماز سے باہر پڑھے گا اس کا یہ عمل پہلے سے افضل ہو گا اور جو اسی تعداد میں اپنے گھر والوں میں آتے وقت پڑھے گا تو اس کی وجہ سے اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں کی بھلائی ہو گی[۳]

(۳۶) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک کا ارادہ کیا راستے کی ایک منزل پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھائی آپ نے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد پڑھی اور دوسری میں (فاتحہ کے بعد) قل اعوذ برب الفلق پڑھی جب آپ سلام سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا کوئی شخص کسی نماز میں دو ایسی سورتیں نہ پڑھے گا جو ان دونوں سورتوں سے بلیغ تر اور افضل ہوں گی[۴]

(۳۷) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گذر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو قل ھو اللہ احد پڑھ رہا تھا حضور نے فرمایا اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت لازم

---

[۱] ایضاً ابن ضریس۔ [۲] در منثور ص ۴۱۴ تاریخ ابن نجار

[۳] ایضاً شعب الایمان از بیہقی [۴] ایضاً سعید بن منصور و ابن مردویہ

[۵] ایضاً امام احمد و طبرانی۔

فـــریادی[1]

(۳۸) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو نماز فجر پڑھے اور بات کرنے سے پہلے دس بار قل ھو اللہ احد پڑھے اس دن اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوگا اور وہ شیطان سے بچا رہے گا[2]

(۳۹) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جو عشاء کے بعد دو رکعت پڑھے گا اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پندرہ بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں دو ایسے محل تعمیر کریگا جسے اہل جنت دیکھنے کی کوشش کریں گے[3]

(۴۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جو چار رکعتوں میں دو سو بار ہر رکعت میں پچاس بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے سو سال پچاس اگلے اور پچاس پچھلے سال کے گناہ بخش دے گا[4]

(۴۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب (آرام فرمانے کے لئے) بستر پر تشریف لاتے ہر رات اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع فرماتے پھر ان میں پھونکتے ان میں قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے پھر ان دونوں کو جہاں تک ہو پاتا اپنے جسم پر گذارتے اپنے سر مبارک اور چہرۂ اقدس اور آگے سے شروع کرتے (اور ہاتھ جہاں تک پہونچ سکتا وہاں تک پہونچاتے) ایسا حضور تین بار کرتے[5]

(۴۲) حضرت عبد اللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم صبح و شام تین بار قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھا کرو تمہیں یہ ہر چیز سے کفایت کریں گی[6]

---

[1] ایضاً امام احمد و طبرانی [2] ایضاً ابن عساکر
[3] درمنثور ص ۴۱۵ ج ۶ سعید بن منصور و ابن فرلیس [4] ایضاً ایضاً۔
[5] بخاری ص ۷۵۰ ج ۲ ابوداؤد ص ۳۲۳ ج ۲ ترمذی ص ۱۷۶ ج ۲ نسائی۔ ابن ماجہ و ابن ابو شیبہ [6] ایضاً ابن سعد، عبد اللہ بن حمید، ابوداؤد، ترمذی، نسائی عبد اللہ بن احمد در زوائد الزھد و طبرانی۔

(۴۳) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عقبہ بن عامر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا میں تمہیں تورات، انجیل زبور اور قرآن عظیم میں نازل شدہ تین بہترین سورتیں نہ بتادوں میں نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں یا رسول اللہ میں آپ پر نثار وہ کہتے ہیں اس کے بعد حضور نے مجھے قل ھو اللہ احد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھائی پھر حضور نے فرمایا اے عقبہ انہیں بھولنا نہیں اور انہیں پڑھے بغیر تمہاری کوئی رات نہ گذرے[1]

(۴۴) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو سفر کا ارادہ کرے اور اپنے دروازے کے دونوں بازو پکڑ کر گیارہ بار قل ھو اللہ احد پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے واپس آنے تک محافظ و نگہبان ہوگا[2]

(۴۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک میں تھے ایک دن سورج ایک (عجیب) روشنی کرن اور نور کے ساتھ طلوع ہوا اس طرح ہم نے گذشتہ دنوں میں نہ دیکھا تھا چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس روشنی و نور پر تعجب ہوا اسی وقت حضرت جبرئیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے جبرئیل سے پوچھا کیا بات ہے کہ آفتاب اس طرح طلوع ہوا اس میں ایک عجیب نور، روشنی اور کرن ہے ہم نے اس طرح طلوع ہوتے گذشتہ دنوں میں نہ دیکھا تھا حضرت جبرئیل نے عرض کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ آج معاویہ بن معاویہ لیثی کا مدینہ میں انتقال ہوگیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس ستر ہزار فرشتوں کو بھیجا ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں حضور نے دریافت کیا یہ کس وجہ سے (اس کو عظیم اعزاز ملا) حضرت جبرئیل نے کہا وہ کھڑے بیٹھے چلتے رات و دن کے اوقات میں کثرت سے قل ھو اللہ احد پڑھتا تھا آپ بھی اسے زیادہ پڑھیں کیونکہ یہ سورہ آپ کے پروردگار کی نسبت ہے اور جو پچاس بار اسے پڑھے گا

---

[1] ایضاً امام احمد — [2] درمنثور ص ۴۱۲ ج ۶ تاریخ ابن نجار

اللہ اس کے پچاس ہزار درجے بلند کرے گا اور اس سے پچاس ہزار خطاؤں کو درگذر فرمائے گا اور اس کے لئے پچاس ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو زیادہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے اور زیادہ کرے گا جبرئیل نے کہا حضور کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے لئے زمین سمیٹ دوں اور آپ بھی ان کی نماز جنازہ پڑھ لیں حضور نے فرمایا ہاں (چنانچہ زمین سمیٹی گئی) اور حضور نے حضرت معاویہ بن معاویہ کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔[۱]

ابن سعد ابن ضریس ابویعلی دلائل بیہقی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ صحابی مذکور کی نماز جنازہ فرشتوں کی دو صفوں نے پڑھی اور ہر صف میں چھ لاکھ فرشتے تھے۔[۲]

## سورۂ ناس و فلق

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب علالت میں مبتلا ہوتے تو اپنے اوپر معوذات پڑھ کر دم فرماتے اور جب آپ کا درد بڑھ جاتا تو میں (ان سورتوں کو) حضور کے سامنے پڑھتی اور برکت کی امید سے حضور کے دست اقدس کو آپ کے جسم مبارک پر گذارتی۔[۳]

اس حدیث میں معوذات کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس سے مراد تینوں آخری سورتیں ہیں سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس۔[۴]

(۲) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے وہ آیتیں نہ دیکھیں جو رات نازل ہوئی ہیں ان کی مثال دیکھی نہ گئی یہ ہیں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔[۵] ابوداؤد کی روایت اس طرح ہے حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک سفر میں سواری پہ لئے ہوئے

---

[۱] درمنثور ص ۱۱ ا ج ۶ ابن سعد، ابن ضریس، شعب الایمان و دلائل از بیہقی
[۲] ایضاً [۳] صحیح بخاری ص ۷۵۰ ج ۲ [۴] عمدۃ القاری ص ۱۴ ج ۲۰
[۵] الترغیب والترہیب ص ۶۵۰ ج ۲ مسلم ص ۲۷۲ ج ۱ ترمذی ص ۱۱۴ ج ۲ و نسائی

جارہا تھا حضور نے فرمایا اے عقبہ کیا میں تمہیں پڑھی جانے والی دو بہترین سورتیں نہ بتادوں پھر حضور نے مجھے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھایا۔[۱]

(۲) حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں بمقام جحفہ وابوار کے درمیان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا کہ یکایک (سخت) ہوا اور سخت تاریکی ہم پر چھا گئی تو رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعوذ برب الفلق، اعوذ برب الناس کے ذریعے پناہ لینے لگے اور فرماتے اے عقبہ تم ان دونوں سے پناہ لیا کرو کیونکہ ان دو سورتوں کی مثل کسی کو پناہ لینے کے لئے کوئی اور سورہ نہیں ملی۔[۲]

(۴) انہیں سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے سورہ ہود اور سورہ یوسف کی کچھ آیتیں پڑھا دیں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عقبہ بن عامر تم کوئی سورہ جسے تم پڑھو گے اللہ تعالیٰ کے نزدیک قل اعوذ برب الفلق پڑھنے سے زیادہ محبوب نہ ہوگی اور نہ اس سے زیادہ فائدہ و اثر رکھنے والی ہوگی اگر تم یہ کر سکو کہ تم سے یہ کسی نماز میں نہ چھوٹے تو تم ایسا ہی کرنا۔[۳]

(۵) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جابر، پڑھو۔ میں نے عرض کیا میرے والدین آپ پر فدا ہوں کیا پڑھوں حضور نے فرمایا قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس چنانچہ میں نے دونوں کو پڑھا اس کے بعد حضور نے فرمایا ان دونوں کو پڑھا کرو ان دونوں جیسی کوئی سورہ تم نہ پڑھو گے یعنی ان کی مثل تم کبھی نہ پا سکو گے۔[۴] شیطانی وسوسوں اور فتنوں سے پناہ مانگنے کے

---

[۱] الترغیب والترہیب ص ۶۵۰، ۶۵۱ ج ۲ ابوداؤد ص ۲۰۶ ج ۱
[۲] مشکوٰۃ ص ۱۸۸ ابوداؤد ص ۲۰۶ ج ۱
[۳] الترغیب والترہیب ص ۶۵۲ ج ۲ حاکم
[۴] الترغیب والترہیب ص ۶۵۳، ۶۵۴ ج ۲۔

سلسلے میں یہ دونوں سورتیں بے مثال ہیں۔

(۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم دو سورتیں زیادہ پڑھو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ذریعے تمہیں آخرت میں پہونچائے گا یہ ہیں معوذتین یہ دونوں قبر کو منور کرتی ہیں اور شیطان کو دور بھگاتی ہیں اور نیکیوں اور درجوں میں اضافہ کرتی ہیں میزان کو بوجھل اور وزنی کرتی ہیں (ان کا وزن بہت زیادہ ہوتا ہے) یہ دونوں اپنی تلاوت کرنے والے اور اہتمام کرنے والے کو جنت تک پہونچائیں گی[1]

(۷) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہر نماز کے بعد معوذات پڑھا کرو[2]

(۸) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس دو محبوب ترین سورتیں ہیں[3]

(۹) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے صبح کی نماز ادا فرمائی اور نماز میں معوذتین پڑھی پھر فرمایا اے معاذ تم نے سنا میں نے عرض کیا ہاں حضور نے فرمایا لوگوں نے ان جیسی آیتوں کو پڑھا نہیں[4] یہ بے مثال آیتیں ہیں۔

(۱۰) حضرت یوسف بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس بیمار ہوئے آپ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور معوذات پڑھ کر آپ پر دم کیا اور دعا فرمائی اے اللہ لوگوں کے پروردگار تو ثابت بن قیس بن شماس کی پریشانی دور فرما دے پھر حضور نے ان کی وادی بطحان سے تھوڑی سی مٹی لی اور اس کو تھوڑے پانی میں ڈالا اور ان

---

[1] کنز العمال ص ۱۴۹ ج ۱ دیلمی۔
[2] درمنثور ص ۴۱۶ ج ۶ ابن مردویہ
[3] ایضاً۔ ایضاً۔ [4] ایضاً، ایضاً۔

کو پلا دیا[۱]

(۱۱) حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب فجر طلوع ہوئی آپ نے اذان و اقامت کہی پھر مجھے اپنی دائیں طرف سے اٹھایا اور معوذتین پڑھا جب آپ فارغ ہو چکے تو فرمایا تم نے کیا دیکھا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے دیکھ لیا اس وقت حضور نے فرمایا جب بھی تم سوؤ اور جب بھی تم اٹھو ان دونوں سورتوں کو پڑھا کرو[۲]

(۱۲) حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عقبہ بن عامر سے فرمایا تم قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھا کرو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دونوں محبوب ترین سورتیں ہیں[۳]

(۱۳) حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا نجاشی شاہ حبشہ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سفید مائل بہ سیاہی خچر ہدیہ کیا یہ مشکل سے قابو میں آتا تھا حضور نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اس پر سوار ہو کر سدھاؤ حضرت زبیر ڈر رہے تھے حضور نے ان سے فرمایا سوار ہو اور قرآن پڑھو انہوں نے عرض کیا کیا پڑھوں حضور نے فرمایا قل اعوذ برب الفلق پڑھو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم نا تم اس جیسی سورہ نہ پڑھو گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ایک خچر بے قابو ہو گیا تھا حضور نے ایک شخص کو حکم دیا کہ اس کے اوپر قل اعوذ برب الفلق پڑھے۔ ان کا پڑھنا تھا کہ وہ ٹھیک ہو گیا اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا[۴]

(۱۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب علیل ہوتے تو اپنے اوپر قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دم فرما لیتے[۵]

---

[۱] درمنثور ص ۱۷ ج ۶ ابن سعد [۲] درمنثور ص ۴۱۷ ج ۶ ابن ابو شیبہ و ابن مردویہ
[۳] ایضاً ابن انباری [۴] ایضاً ابن مردویہ [۵] ایضاً ابن انباری۔

خاتمہ

# عملیاتِ قرآن

احادیث کریمہ میں قرآن کریم کی بہت سی آیتوں اور سورتوں کو بہت سے امراض کا علاج بتایا گیا ہے ان کے دیگر فوائد بھی بیان کئے گئے ہیں اور اس میں کیا شبہ کہ قرآن حکیم جسمانی اور روحانی دونوں ہی طرح کے امراض کا علاج ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ — اور ہم وہ قرآن نازل فرماتے ہیں جو ایمان والوں کے لئے (مکمل) شفاء اور رحمت ہے۔

ایک روایت[1] میں ہے کہ ایک صحابی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا مجھے سینے میں تکلیف ہے حضور نے فرمایا قرآن پڑھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ — قرآن سینے کی بیماریوں کا علاج ہے۔

ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

خیر الدواء القرآن[2] — بہترین دوا تو قرآن ہے۔

ابو عبیدہ نے حضرت طلحہ بن مصرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے انہوں

---

[1] الاتقان ص ۱۶۳ ج ۲ عملیات قرآن کی دیگر روایتیں بھی بالعموم اتقان ص ۱۶۳ تا ص ۱۶۶ ج ۲ سے لی گئی ہیں اور جو ان کے علاوہ ہیں ان کا الگ سے حوالہ پیش کر دیا گیا ہے۔

[2] ابن ماجہ ص ۲۵۹ مجتبائی دہلی۔

نے فرمایا کہ صحابہ میں یہ مشہور بات تھی کہ مریض کے پاس جب قرآن پڑھا جاتا تو اس سے اس کو سکون ملتا۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے ایک شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے درد حلق کی شکایت کی حضور نے فرمایا تم قرآن پڑھو۔[1]

اس طرح کی اور بھی بہت سی روایات ہیں جن میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن اور اس کی بعض آیتوں کے عملیات اور خواص و فوائد بیان فرمائے ہیں عملیات قرآن کے موضوع پر امام غزالی، تمیمی، یافعی اور دیگر حضرات نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔[2]

روایتوں میں جس سورہ اور آیت کی جو خاصیت بیان کی گئی ہے وہ یقیناً اس کے اندر موجود ہے مگر اس کا اثر ظاہر ہونے کے لئے پڑھنے والے کا اخلاص اور اثر شرط ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اگر پورے ایمان و یقین رکھنے والا کوئی شخص اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا سے اخیر سورہ تک کسی پہاڑ پر پڑھتا تو وہ بھی (اپنی جگہ سے) ٹل جاتا۔[3]

گویا جس کے اندر ایسا ایمان و یقین نہیں وہ اگر پہاڑ پر ان کو پڑھے اور پہاڑ اپنی جگہ سے نہ ٹلے تو یہ صرف اس پڑھنے والے کی بے اثری ہوگی۔

اب ذیل میں اختصار کے ساتھ قرآن کے عملیات اور اس کے خواص و فوائد پیش کیے جا رہے ہیں۔

**ہر مرض کا علاج**

(۱) حضرت ابو سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کسی جنگ میں ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو زمین پر بے حال پڑا تھا ایک صحابی نے اس کے کان میں سورۂ فاتحہ

---

[1] اتقان ص ۱۶۳ ج ۲ [2] ایضاً

[3] ایضاً ص ۱۶۵ ج ۲

کیا پڑھی کہ وہ ٹھیک ہو گیا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سورۃ فاتحہ اصلِ قرآن اور ہر مرض کا علاج ہے[1]

(۲) خلعی نے اپنے فوائد میں حضرت عبد اللہ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے سورۃ فاتحہ سوائے موت کے ہر چیز کا علاج ہے[2]

(۳) سعید بن منصور اور بیہقی وغیرہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ سورۃ فاتحہ زہر کا علاج ہے۔

(۴) طبرانی نے اوسط میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے کا عادی بنایا۔

(۵) بیہقی نے "شعب الایمان" میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے سورۃ انعام جس مریض پر بھی پڑھی گئی اسے اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمائی۔

(۶) بیہقی و ابن سنی و ابو عبید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے ایک مریض کے کان میں کچھ قرآن پڑھا وہ ٹھیک ہو گیا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا انہوں نے کہا میں نے یہ آیتیں پڑھیں۔

| | |
|---|---|
| اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا | تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں |
| وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ | بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پلٹ |
| فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ | کر آنا نہیں ہے تو بہت بلندی والا |
| لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ | ہے اللہ سچا بادشاہ اس کے سوا کوئی |
| الْكَرِیْمِ وَ مَنْ یَّدْعُ مَعَ | معبود نہیں وہ عزت والے عرش کا |
| اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ | مالک ہے اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور |
| لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ | کی عبادت کرتا ہے جس کی اس کے پاس |
| رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ | کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس |

---

[1] درمنثور ص ۵ ج ۱ ثعلبی [2] اتقان ص ۱۶۳ ج ۲

| | |
|---|---|
| وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۔ | کے رب کے یہاں ہے بیشک کافر کامیاب نہیں ہوسکتے اور تم عرض کرو اے میرے رب بخشدے اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا ہے۔ |

حضور نے فرمایا اگر ان آیتوں کو پورے ایمان و یقین رکھنے والا کوئی شخص کسی پہاڑ پر پڑھتا تو وہ بھی اپنی جگہ سے ٹل جاتا۔

## جنون کا علاج

(۷) عبداللہ بن امام احمد نے "زوائد مسند" میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے حضرت کعب بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا ایک اعرابی آیا اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی میرے بھائی کو تکلیف ہے حضور نے پوچھا اسے کیا تکلیف ہے اس نے کہا اس کے اندر ہلکی سی جنونی کیفیت ہوگئی ہے حضور نے فرمایا اسے لاؤ، وہ اس کو حضور کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا حضور نے اس کی شفاء و حفاظت کے لئے سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرہ کی ابتدائی چار آیتیں، آل عمران کی آیت شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، اعراف کی آیت اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ سورۂ مومنون کا آخری حصہ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ، سورۂ جن کی آیت وانه تعالى جَدُّ رَبِّنَا، سورۂ صافات کی ابتدائی دس آیتیں، سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں اور قل هو الله احد اور معوذتین پڑھی حضور کا پڑھنا تھا کہ وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا جیسے اسے کبھی کوئی شکایت ہی نہ تھی۔

(۸) نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں ایک صحابی گذرے ایک دیوانہ کے پاس سے ہوا اس کے گھر والوں نے ان سے دریافت کیا آپ کے پاس اس کا کوئی علاج ہے یہ صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے تین دن تک صبح و شام (اس کے اوپر) دو دو بار سورۂ فاتحہ پڑھ دی اور وہ ٹھیک ہوگیا[۱]

(۹) ابن ضریس نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے

---

[۱] ابوداؤد ص ۱۲۹ ج ۲

انہوں نے ایک دیوانہ کے اوپر سورۂ یٰسٓ پڑھی اور وہ ٹھیک ہو گیا۔

## شیطان و جن سے حفاظت

(۱۰) دارمی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جو سورۂ بقرہ کی ابتدائی چار آیتیں، آیت الکرسی اور آیت الکرسی کے بعد کی چار آیتیں سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں پڑھے گا اس دن شیطان اس کے اور اس کے گھر والوں کے قریب بھی نہ آئے گا اور نہ اسے کسی ناپسندیدہ چیز سے دوچار ہونا پڑے گا اور جس دیوانہ پر مذکورہ آیتیں پڑھی جائیں گی وہ درست ہو جائے گا۔

(۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی بخاری کی روایت گذر چکی کہ ایک جن صدقہ کا مال چرانے آیا تھا انہوں نے اسے گرفتار کر لیا، اس وقت اس جن نے یہ ترکیب بتائی کہ جب آپ سونے کا ارادہ کریں تو آیت الکرسی پڑھ لیا کریں، ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کے لئے ایک محافظ ہوگا اور صبح تک شیطان آپ کے قریب نہ آئے گا۔ جب حضرت ابو ہریرہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو حضور نے فرمایا اس نے بات تو سچ کہی ہے مگر وہ جھوٹا ہے۔

(۱۲) دینوری نے "مجالسہ" میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل آئے اور انہوں نے بتایا کہ ایک خبیث جن آپ کو پریشان کرنا چاہتا ہے آپ جب آرام فرمانے کا ارادہ کریں تو آیت الکرسی پڑھ لیا کریں۔

## قرآن فراموش نہ ہوگا

(۱۳) دارمی نے حضرت مغیرہ بن سبیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جو سونے کے وقت سورۂ بقرہ کی دس آیتیں پڑھے گا وہ قرآن نہ بھولے گا چار شروع کی، ایک آیت الکرسی دو آیت الکرسی کے بعد والی آیتیں اور تین آخری آیتیں۔

## حفاظت

(۱۴) محامل نے اپنی کتاب "فوائد" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک

شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے حضور نے فرمایا تم آیت الکرسی پڑھا کرو اس سے تم، تمہاری اولاد، تمہارا گھر بلکہ تمہارے گھر کے آس پاس والے بھی محفوظ ہونگے۔

(۱۵) رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی اولاد کو اصحاب کہف کے نام سیکھاؤ کیونکہ ان کا نام اگر کسی گھر کے دروازہ پہ لکھ دیا جائے تو وہ گھر نہ جلے گا، کسی سامان پر لکھ دیا جائے تو وہ چوری نہ ہوگا اور اگر کسی کشتی پر لکھ دیا جائے تو وہ ڈوبنے سے محفوظ ہوگی اصحاب کہف کے نام یہ ہیں۔

(۱) یملیخا (۲) مکشلینیا (۳) مشلینا (۴) مرنوش (۵) دبرنوش (۶) شاذنوش (۷) کفشططیوش [1]

## ادائیگی قرض

(۱۶) طبرانی نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسی دعا نہ بتادوں جسے تم اللہ کی بارگاہ میں عرض کرو تو اگر تمہارے اوپر ایک پہاڑ برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ ادائیگی قرض کا انتظام فرمادے وہ دعا یہ ہے

| | |
|---|---|
| اَللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ | اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے |
| تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ | سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت |
| وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ | چھین لے اور جسے چاہے عزت دے |
| تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ | اور جسے چاہے ذلت دے بھلائی تیرے |
| وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ | ہی ہاتھ ہے بیشک تو سب کچھ کرسکتا |
| الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ | ہے۔ رات کا حصہ دن میں داخل کرتا |
| قَدِیْرٌ ۔ تُوْلِجُ الَّیْلَ | اور دن کا حصہ رات میں داخل کرتا |
| فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ | ہے اور مردہ سے زندہ کو نکالتا |
| فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ | اور زندہ سے مردہ کو نکالتا |
| الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ | ہے اور جسے چاہتا ہے ــــ |

---

[1] خزینۃ الاسرار از شیخ محمد حقی ص ۲۳ ۷۱۱۸ مطبوعہ خیریہ مصر ۱۳۰۶ھ

| | |
|---|---|
| مِنَ الْحَیِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ | بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔ |
| رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا تُعْطِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْھُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِیْ رَحْمَۃً تُغْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ ۝ | اے دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم تو جسے چاہتا ہے دنیا و آخرت کا کچھ حصہ عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے نہیں دیتا مجھ پر ایسی مہربانی فرما کہ مجھے اس مہربانی کے ذریعہ اپنے علاوہ سب سے بے نیاز کر دے۔ |

## جانور کی سرکشی

(۱۶) بیہقی نے "دعوات" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے جب کسی کا جانور بگڑ جائے یا سرکش ہو جائے تو اس کے کان میں یہ آیت پڑھنی چاہیئے۔

| | |
|---|---|
| اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَلَہٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ کَرْھًا وَّ اِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ ۝ (آل عمران ۸۳) | کیا وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے علاوہ کوئی دین چاہتے ہیں جبکہ اسی کے لئے خواہی نہ خواہی آسمان و زمین میں جو بھی ہیں سب نے سر تسلیم خم کر دیا ہے اور اسی کی طرف وہ لوٹیں گے بھی۔ |

## وقت ولادت

(۱۷) ابن سنی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے۔ ان کے یہاں جب ولادت کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام سلمہ اور زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم دیا کہ یہ دونوں آئیں اور حضرت فاطمہ کے پاس آیت الکرسی اور ان ربکم اللہ[۲] پوری آیت پڑھیں ساتھ ہی قل اعوذ برب الفلق اور قل

---

[۱] سورۃ بقرہ ع ۱۱ پ ۳ [۲] اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّھَارَ یَطْلُبُہٗ حَثِیْثًا وَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِہٖ اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (اعراف ع ۵۴)

اعوذ برب الناس کو بھی خیر و عافیت کے پڑھیں۔

(۱۸) بیہقی نے "دعوات" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا جب عورت کو ولادت میں دشواری ہو ایک کاغذ پر درج ذیل کلمات لکھے جائیں اور اس عورت کو پلا دیا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعَالٰی رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَهَا لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِیَّةً اَوْ ضُحٰهَا کَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلٰغٌ فَهَلْ یُهْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

اللہ کے نام سے وہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں حلم والا کرم والا پاک ہے بلند ہے عظمت والے عرش کا مالک ہے تمام تعریف اللہ سارے عالم کے رب کے لئے گویا وہ جس دن قیامت دیکھیں گے انہیں خیال ہوگا کہ (دنیا کے اندر) صرف ایک صبح دن چڑھے تک یا ایک شام رہے ہوں جس دن وہ دیکھیں گے جس کا وعدہ ان سے کیا جا رہا ہے انہیں خیال ہوگا کہ (دنیا کے اندر) وہ دن کی ایک گھڑی کے بقدر رہے ہوں یہ تبلیغ ہے صرف گنہگار ہی لوگ تباہ و ہلاک ہوں گے

## غرق سے امان

(۱۹) ابن سنی نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لئے ڈوبنے سے امان ہے جب سوار ہونے والے کشتی یا جہاز پر سوار ہوتے وقت یہ آیتیں پڑھ لیا کریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ

اللہ کے نام سے کشتی کا چلنا بھی اور لنگر انداز ہونا بھی بیشک میرا پروردگار ضرور بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کما حقہ

حَقَّ قَدْرِهٖ [1] قدر نہ کی۔

**فاقہ سے امان** (۲۰) بیہقی، حارث بن ابو اسامہ اور ابو علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر رات سورۂ واقعہ پڑھے گا وہ کبھی بھی فاقہ کا شکار نہ ہوگا۔

**جادو کا علاج** ابن ابو حاتم نے حضرت لیث سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا مجھے ایک روایت سے معلوم ہوا کہ یہ آیتیں جادو کا علاج ہیں یہ آیتیں پانی پر پڑھی جائیں پھر وہ پانی جادو زدہ شخص کے سر پر ڈالا جائے، سورۂ یونس کی یہ آیت۔

| | |
|---|---|
| فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی | پھر جب انہوں نے ڈالا موسیٰ |
| مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ | نے کہا یہ جو تم لائے یہ جادو ہے اب |
| اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ | اللہ اسے باطل کر دے گا اللہ تعالیٰ |
| لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ | مفسدوں کا کام نہیں بناتا۔ |
| وَیُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ | اور اللہ اپنی باتوں سے حق کو حق |
| وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ [2] | کر دکھاتا ہے اگرچہ مجرموں کو برا لگے۔ |

اور

| | |
|---|---|
| فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ | تو حق ثابت ہوا اور ان کا کام |
| مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ فَغُلِبُوْا | باطل ہوا تو یہاں وہ مغلوب ہوئے |
| هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ | اور ذلیل ہو کر پلٹے اور جادوگر سجدے |
| وَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ | میں گرا دیئے گئے بولے ہم ایمان |
| قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ | لائے سارے جہانوں کے رب پر جو رب |
| رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ [3] | ہے موسیٰ اور ہارون کا۔ |

---

[1] یہ آیت ما قدروا اللہ قرآن مجید میں تین جگہوں پر ہے سورۂ انعام ۹۱ حج ۷۴ اور زمر ۶۷

[2] سورۂ یونس ۸۱، ۸۲ [3] سورۂ اعراف ۱۱۸، ۱۲۲

اور

إِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿١﴾

وہ جو بنا کر لائے ہیں وہ تو جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کامیاب نہیں ہوسکتا جہاں کہیں آئے۔

## کرب و پریشانی

(٢٢) حاکم وغیرہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوئی، جبرئیل میرے سامنے حاضر ہوئے اور انہوں نے مجھے یہ آیت پڑھنے کی تلقین کی۔

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔

میں نے بھروسہ کیا اس زندہ ذات پر جس کے لئے موت نہیں، تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے اپنی اولاد نہ بنائی اور بادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں اور کمزوری سے اس کا کوئی حمایتی نہیں۔

## چوری سے حفاظت

(٢٣) صابونی نے "مائتین" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے یہ آیتیں چوری سے حفاظت کا سامان ہیں۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا وَّقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا

تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں۔ اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو اور نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ راستہ چاہو اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کے لئے جس نے اپنے لئے

---

١ سورۂ طٰہٰ ٦٩۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۔ بچہ اختیار نہ فرمایا اور بادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں اور کمزوری سے اس کا کوئی حامی نہیں اور اس کی خوب بڑائی بولو۔

**مصیبت میں**

(۲۴) ترمذی و حاکم و بیہقی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ حضرت ذوالنون یونس علیہ السلام کی دعا جو انہوں نے مچھلی کے شکم میں مانگی تھی۔

لَا اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بیشک مجھ سے بیجا ہوا۔

جس شخص نے بھی یہ دعا کسی مصیبت میں مانگی اس کی دعا مقبول ہو کر رہی۔[۱]

ابن سنی کی روایت اس طرح ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ بتاتا ہوں کہ جو مصیبت زدہ بھی اسے پڑھے گا اس کی مصیبت چھنٹ جائے گی، یہ میرے بھائی یونس کا کلمہ ہے۔

فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ (انبیاء ۸۷) انہوں نے تاریکیوں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بیشک مجھ سے بیجا ہوا۔

(۲۵) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو مصیبت اور پریشانی میں آیت الکرسی پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا۔

**ضرورت پوری ہو**

(۲۶) محاملی نے امالی میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جو اپنی حاجت برآری کے لئے سورۂ یٰس پڑھے گا اس کی ضرورت پوری ہوگی۔

---

[۱] شعب الایمان ص ۳۵۵ ج ۱ مطبوعہ عزیزیہ حیدر آباد (۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء)

## سونے کے وقت

(۲۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر شب کا معمول تھا کہ جب بستر پر تشریف لاتے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع فرماتے اور ان میں پھونکتے اور قل ھو اللہ احد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے پھر دونوں ہاتھ جہاں تک پہونچ سکتے انہیں وہاں تک پہونچاتے، اپنے سر، چہرہ اور سامنے سے شروع فرماتے ایسا حضور تین بار کرتے۔ [1]

(۲۸) بزار نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جب تم سونے کے وقت سورۂ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد پڑھ لو تو تم کو موت کے علاوہ ہر چیز سے امن مل جائے گا۔

## سخت دلی

(۲۹) مستدرک میں ابو جعفر محمد بن علی سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جس کے اندر سخت دلی پیدا ہو جائے اسے چاہیئے کہ ایک پیالے میں گلاب اور زعفران سے سورۂ یٰسین لکھے پھر اسے پی لے۔

## فرح و شادمانی

(۳۰) ابن ضریس نے حضرت یحییٰ بن ابو کثیر سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا جو صبح کے وقت سورۂ یٰسین پڑھے گا وہ شام تک فرح و شادمانی میں رہے گا اور جو اسے شام کو پڑھے گا وہ صبح تک فرح و شادمانی میں رہے گا یہ ان کا خود آزمودہ ہے۔

## بچھو اور سانپ کے ڈسنے کا علاج

(۳۱) طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بچھو نے ڈنک مار دیا۔ حضور نے پانی اور نمک منگایا اور قل یا ایھا الکفرون، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر ڈنک مارے ہوئے حصہ پہ ہاتھ پھیرنے لگے۔

---

[1] بخاری ص ۷۵۰ ج ۲

(۳۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث فضائل فاتحہ میں گذر چکی کہ صحابہ کی ایک جماعت قبیلہ میں پہونچی، قبیلہ کے سردار کو بچھو یا سانپ نے ڈس لیا تھا وہ کسی طرح ٹھیک نہیں ہو رہا تھا۔ قبیلہ والے صحابہ کے پاس آئے انہوں نے درخواست کی کہ سردار کو کوئی جھاڑ پھونک دے حضرت ابوسعید بیان فرماتے ہیں کہ میں نے کہا میں یہ کام (کر سکتا ہوں مگر) یونہی نہ کروں گا۔ بلکہ کچھ لوں گا قبیلہ کے لوگوں نے کہا ہم آپ کو تیس بکریاں دیں گے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات بار سورۂ فاتحہ پڑھ دی اور وہ سردار ٹھیک ہو گیا[۱]

## نظر بد سے حفاظت

(۳۳) ترمذی و نسائی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن اور نظر بد سے حفاظت و عافیت کے لئے بعض کلمات استعمال فرماتے لیکن جب معوذات (قل ھو اللہ احد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) نازل ہوئیں تو حضور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نظر بد اور جن سے محفوظ رہنے کے لئے ان سورتوں کو اختیار کیا اور دوسری چیزوں کو ترک فرما دیا۔ بعض دیگر روایتوں میں بھی یہ ملتا ہے کہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ہر طرح کے مریض پر) دم کرنے کے لئے صرف انہیں سورتوں کو پسند فرماتے تھے۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مرض وصال میں معوذات (قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) پڑھ کر اپنے اوپر دم فرماتے پھر جب مرض اور سخت ہو گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سورتوں کو پڑھ کر حضور پر دم کرتیں اور حضور کے دست مبارک کو برکت کے لئے جسم اطہر پر گذارتیں[۲]

---

[۱] ابوداؤد ص ۱۲۹ ج ۲، ترمذی ص ۲۷ ج ۲، ابواب الطب وابن ماجہ ص ۱۵۷۔
[۲] بخاری ص ۸۵۴ ج ۲۔

## آیاتِ شفاء

(۳۴) ابن سبکی نے بیان کیا کہ استاذ ابوالقاسم زین الاسلام عبدالکریم بن ہوازن نیساپوری کے ایک صاحب زادے ایسا سخت بیمار ہوئے کہ استاذ موصوف ان کی زندگی سے مایوس ہو گئے ان کے لئے یہ بڑا سخت مرحلہ تھا انہوں نے ربّ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور بارگاہ الٰہی میں اس کی شکایت پیش کی حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ تم قرآن کی آیاتِ شفا جمع کرو اور ان کو اپنے بیٹے کے اوپر پڑھو یا ان آیتوں کو ایک برتن میں لکھو اور اس میں پانی ڈالو اور اپنے بچہ کو پلاؤ انہوں نے ایسا ہی کیا چنانچہ ان کے صاحبزادے شفایاب ہو گئے۔

قرآن کے اندر آیاتِ شفا چھ ہیں۔ (۱) وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ۔ (۲) شِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ۔ (۳) فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ۔ (۴) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ۔ (۵) وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ۔ (۶) قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ۔

ابن سبکی بیان کرتے ہیں کہ میں نے بہت سے مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ یہ آیتیں لکھتے اور شفاء کے لئے مریض کو پلاتے، طاش کبری زادہ نے لکھا ہے۔ میں نے بھی اس کا بارہا تجربہ کیا اور مریض کو شفاء ملی[1]

## عقل و فہم اور حفظ کے لئے

(۳۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا میں تمہیں حفظ کے لئے ایک چیز نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں کیوں نہیں یارسول اللہ، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سورۃ

---

[1] مفتاح السعادۃ از طاش کبری زادہ ص ۳۲۷، ۳۲۹ ج ۲ مطبوعہ دارالکتب مصر ۱۲

فاتحہ، سورۂ ملک، سورۂ حشر اور سورۂ واقعہ یہ سورتیں مکمل ایک طشت میں زعفران سے لکھو۔ پھر اس پر آب زمزم یا بارش یا سمندر کا پانی ڈالو اور اسے صبح سویرے تین مثقال[1] دودھ، دس مثقال شہد اور دس مثقال شکر کے ساتھ نہار منہ پی لو اور پینے کے بعد دو رکعت نماز پڑھو پھر صبح کو روزے سے رہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا ابن عباس نے فرمایا۔ اگر تم ایسا کرو گے تو چالیس دن بھی نہ گذریں گے کہ یاد کرنے لگو گے آپ نے فرمایا یہ ترکیب ساٹھ سال سے کم والوں کے لئے ہے[2]

(۳۶) امام غزالی نے فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ اسے چھوٹے بڑے سارے ہی علوم یاد ہو جائیں اسے کرنا یہ چاہیے کہ ایک صاف ستھرے برتن میں یہ آیتیں لکھے۔

| | |
|---|---|
| اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۔ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۔ وَّ النَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ | رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان کو پیدا کیا ان کو بیان سکھایا سورج اور چاند ایک حساب سے ہیں اور سبزے اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔ قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو یاد کرنے کی جلدی میں، بیشک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اسے پڑھ چکیں تو اس وقت اس |

---

[1] ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کے برابر ہوتا ہے۔

[2] خزینۃ الاسرار ص ۶۹۔

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۙ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۔ بڑھے ہوئے کی اتباع کرو پھر اس کی تفسیر ہمارے ذمہ ہے، بلکہ وہ لوح محفوظ کا قرآن مجید ہے ۔

یہ آیتیں لکھنے کے بعد اس پر آب زمزم ڈالے اور حروف کو پانی سے دھل کر پی لے اور بھی جسے چاہے اپنی اولاد وغیرہ کو پلا دے جو بھی پی لے گا وہ اپنی سنی اور دیکھی ہوئی ہر چیز کو ان آیتوں کی برکت سے یاد کرے گا[1]

(۳۷) حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص زعفران سے اپنی داہنی ہتھیلی پر سات بار آیت الکرسی لکھ کر اپنی زبان سے چاٹ لے تو پھر وہ کبھی کوئی چیز بھولے گا نہیں اور فرشتے اس کے لئے استغفار کریں گے[2]

---

[1] ایضاً [2] ایضاً

# مآخذ

## جن سے مصنف نے براہ راست یا بالواسطہ استفادہ کیا

۱ قرآن کریم :- ابتدار نزول ۶۱۰ء انتہار نزول ۹ ذوالحجہ ۱۰ھ مطابق ۶۳۲ء

| | کتاب | مصنف | سن ولادت ہجری | سن وفات ہجری | مطبع |
|---|---|---|---|---|---|
| ۲ | تفسیر کبیر | امام فخر الدین محمد بن عمر تیمی رازی | ۵۴۴ | ۶۰۶ | بہیہ مصریہ ازہر ۱۳۵۴ھ ۱۹۳۵ء |
| ۳ | تفسیر بیضاوی | علامہ قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر بیضاوی | | ۶۸۵ | عامرہ مصر |
| ۴ | تفسیر مدارک | علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی | | ۷۱۰ | عیسیٰ بابی حلبی مصر |
| ۵ | تفسیر خازن | علامہ علاء الدین علی بن محمد بغدادی خازن | ۶۷۸ | ۷۲۵ | عامرہ مصر |
| ۶ | روح المعانی | ابو الفضل شہاب الدین محمود بن عبد اللہ آلوسی بغدادی | ۱۲۱۷ | ۱۲۷۰ | مصطفائیہ ہند |
| ۷ | روح البیان | علامہ اسماعیل حقی بن مصطفیٰ بروسوی حنفی | (۱۰۶۳) | ۱۱۳۷ | عثمانیہ ۱۳۳۱ھ |
| ۸ | تفسیر ابن کثیر | علامہ ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن کثیر | ۷۰۰ | ۷۷۴ | دار المعرفہ بیروت |
| ۹ | تفسیر کشاف | علامہ ابو القاسم جار اللہ محمود بن عمر زمخشری | ۴۶۷ | ۵۳۸ | مصطفیٰ بابی حلبی مصر |
| ۱۰ | تفسیر ابو السعود | علامہ ابو السعود محمد بن محمد عمادی حنفی | ۸۹۸ | ۹۸۲ | عامرہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ |
| ۱۱ | در منثور | علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی | ۸۴۹ | ۹۱۱ | میمنیہ مصر سنہ ۱۳۱۴ھ |
| ۱۲ | الاتقان | 〃 | 〃 | 〃 | مصطفیٰ بابی حلبی مصر |
| ۱۳ | تفسیر ابن جریر | مفسر ابو جعفر محمد بن جریر معروف بابن جریر طبری | ۲۲۴ | ۳۱۰ | میمنیہ مصر |
| ۱۴ | صحیح بخاری | امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری | ۱۹۴ | ۲۵۶ | مجتبائی دہلی ۱۳۵۲ھ |
| ۱۵ | صحیح مسلم | امام ابو الحسین عساکر الدین مسلم بن حجاج قشیری | ۲۰۴ | ۲۶۱ | اصح المطابع دہلی |

| نمبر | کتاب | مصنف | سن ولادت ہجری | سن وفات ہجری | مطبع |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۶ | جامع ترمذی | امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی | ۲۰۹ | ۲۷۹ | رشیدیہ دہلی |
| ۱۷ | سنن ابو داؤد | امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی | ۲۰۲ | ۲۷۵ | مجیدی کانپور |
| ۱۸ | سنن ابن ماجہ | امام ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی | ۲۰۹ | ۲۷۳ | نظامی دہلی ۱۲۸۲ھ |
| ۱۹ | سنن نسائی | امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی | ۲۱۵ | ۳۰۳ | رحیمیہ دیوبند |
| ۲۰ | مشکوٰۃ المصابیح | علامہ ابو عبداللہ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی | | ۷۴۰ | رشیدیہ دہلی |
| ۲۱ | مسند امام احمد | امام ابو عبداللہ احمد بن حنبل شیبانی | ۱۶۴ | ۲۴۱ ✗ | |
| ۲۲ | مشکل الآثار | امام ابو جعفر احمد بن محمد ازدی طحاوی | ۲۲۹ | ۳۲۱ | معارف نظامیہ حیدرآباد ۱۳۳۳ |
| ۲۳ | مؤطا امام مالک | امام ابو عبداللہ مالک بن انس اصبحی | ۹۳ | ۱۷۹ | مجتبائی دہلی ۱۳۲۰ھ |
| ۲۴ | مستدرک | محدث ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم | ۳۲۱ | ۴۰۵ | مطبوعات اسلامیہ حلب |
| ۲۵ | صحیح ابن حبان | محدث ابو حاتم محمد بن حبان تمیمی بستی | | ۳۵۴ | |
| ۲۶ | صحیح ابن خزیمہ | محدث ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ | ۲۲۳ | ۳۱۱ | |
| ۲۷ | شعب الایمان | امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی | ۳۸۴ | ۴۵۸ | عزیزیہ حیدرآباد ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵ء |
| ۲۸ | دلائل النبوۃ | 〃 〃 〃 〃 | 〃 | 〃 | |
| ۲۹ | سنن | 〃 〃 〃 〃 | 〃 | 〃 | |
| ۳۰ | الاسماء والصفات | 〃 〃 〃 〃 | 〃 | 〃 | |
| ۳۱ | البعث والنشور | 〃 〃 〃 〃 | 〃 | 〃 | |
| ۳۲ | دعوات کبیر | 〃 〃 〃 〃 | 〃 | 〃 | |
| ۳۳ | تاریخ البخاری | امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری | ۱۹۴ | ۲۵۶ | |
| ۳۴ | معجم کبیر | محدث ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی | ۲۶۰ | ۳۶۰ | |
| ۳۵ | معجم اوسط | 〃 〃 〃 〃 〃 | 〃 | 〃 | |
| ۳۶ | معجم صغیر | 〃 〃 〃 〃 〃 | 〃 | 〃 | انصاری دہلی ۱۳۱۱ھ |
| ۳۷ | سنن دار قطنی | محدث ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی | ۳۰۵ | ۳۸۵ | |

| نمبر | کتاب | مصنف | سن ولادت ہجری | سن وفات ہجری | مطبع |
|---|---|---|---|---|---|
| ۳۸ | سنن | محدث ابوالحسن علی بن عمر حافظ بغدادی | | ۳۸۵ | |
| ۳۹ | سنن | محدث سعید بن منصور خراسانی مکی | | ۲۲۷ | |
| ۴۰ | مصنف عبدالرزاق | محدث عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام بن نافع صنعانی | ۱۲۶ | ۲۱۱ | |
| ۴۱ | مسند ابویعلی | محدث احمد بن علی ابویعلی موصلی | ۲۲۰ | ۳۰۷ | |
| ۴۲ | مسند بزار | محدث ابوبکر احمد بن عمر بزار | | ۲۹۲ | |
| ۴۳ | مسند دارمی | محدث ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی | ۱۸۱ | ۲۵۵ | نظامی کانپور ۱۲۹۳ھ |
| ۴۴ | مسند الفردوس | محدث شہردار بن شیرویہ دیلمی ہمدانی | ۴۸۳ | ۵۵۸ | |
| ۴۵ | مسند ابوداؤد | محدث ابوداؤد سلیمان بن جارود طیالسی | ۱۲۴ | ۲۰۴ | دائرۃ المعارف حیدرآباد ۱۳۲۱ھ |
| ۴۶ | مسند رویانی | محدث ابوبکر محمد بن ہارون رویانی | | ۳۰۷ | |
| ۴۷ | مسند عبد بن حمید | محدث ابومحمد عبد بن حمید بن نصر کسی | | ۲۴۹ | |
| ۴۸ | مسند حمیدی | محدث ابوبکر عبداللہ بن زبیر قریشی حمیدی | | ۲۱۹ | مجلس علمی کراچی ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۳ء |
| ۴۹ | مسند | محدث ابومحمد حارث بن محمد بن ابواسامہ بغدادی | ۱۸۶ | ۲۸۲ | |
| ۵۰ | زوائد مسند | محدث ابوعبدالرحمن عبداللہ بن امام احمد بن حنبل | ۲۱۳ | ۲۹۰ | |
| ۵۱ | مسند | محدث عبدالرحمن بن محمد بن ابوحاتم تمیمی حنظلی رازی | ۲۴۰ | ۳۲۷ | |
| ۵۲ | کامل | محدث ابواحمد عبداللہ بن عدی معروف بابن عدی | ۲۷۷ | ۳۶۵ | |
| ۵۳ | مصنف ابن ابی شیبہ | محدث ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابوشیبہ عبسی | ۱۵۹ | ۲۳۵ | |
| ۵۴ | دلائل النبوۃ | محدث ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی | ۳۳۶ | ۴۳۰ | |
| ۵۵ | حلیۃ الاولیاء | ″ ″ ″ | ″ | ″ | |
| ۵۶ | معرفہ | ″ ″ ″ | ″ | ″ | |
| ۵۷ | شرح السنہ | محدث محی السنہ ابومحمد حسین بن مسعود فراء بغوی | ۴۳۶ | ۵۱۶ | مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ ۱۹۷۱ء |

| کتاب | مصنف | سن ولادت ہجری | سن وفات ہجری | مطبع |
|---|---|---|---|---|
| معالم السنن | امام ابو سلیمان احمد بن محمد خطابی | | ۳۸۸ | علی حلبی ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۲ء |
| مجمع الزوائد | حافظ ابو الحسن نور الدین علی بن ابوبکر ہیثمی | ۷۳۵ | ۸۰۷ | مکتبہ قدسی قاہرہ ۱۳۵۳ھ |
| عمل الیوم واللیلۃ | محدث ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق دینوری ابن سنی | | ۳۶۴ | دائرۃ المعارف حیدر آباد ۱۳۱۵ھ |
| احیاء علوم الدین | امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی | ۴۵۰ | ۵۰۵ | مصطفی بابی حلبی مصر |
| المغنی شرح احیاء | حافظ ابو الفضل عبد الرحیم بن حسین عراقی | ۷۲۵ | ۸۰۶ | ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء |
| عمدۃ القاری | علامہ بدر الدین محمود ابو محمد بن احمد عینی | ۷۶۲ | ۸۵۵ | ادارہ طباعت منیریہ مصر |
| مرقاۃ المفاتیح | علامہ ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی | | ۱۰۱۴ | اصح المطابع بمبئی |
| اشعۃ اللمعات | علامہ شیخ عبد الحق بن سیف الدین محدث دہلوی | ۹۵۸ | ۱۰۵۲ | نول کشور لکھنؤ |
| اللمعات | ″ | ″ | ″ | معارف علمیہ لاہور |
| شرح مشکوٰۃ | علامہ حسن بن محمد طیبی | | ۷۴۳ | |
| فتح الباری | حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی معروف بابن حجر عسقلانی | ۷۷۳ | ۸۵۲ | |
| شرح مسلم | امام ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف نووی | ۶۳۱ | ۶۷۶ | اصح المطابع دہلی |
| الترغیب والترہیب | امام حافظ زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری | ۵۸۱ | ۶۵۶ | مکتبہ جمہوریہ مصر |
| حاشیہ ترغیب | محمد خلیل ہراس | | | ″ |
| الترغیب والترہیب | محدث حمید بن مخلد (زنجویہ) بن قتیبہ ازدی | | ۲۵۱ | |
| کنز العمال | شیخ علامہ علی متقی علاء الدین ہندی | | ۹۷۵ | دائرۃ المعارف حیدر آباد ۱۳۱۲ھ ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء |
| فضائل قرآن | محدث ابو عبد اللہ محمد بن ایوب بجلی رازی معروف بابن ضریس | ۲۰۰ | ۲۹۴ | |
| ″ | ابو عبید قاسم بن سلام ہروی ازدی | ۱۵۷ | ۲۲۴ | |
| ″ | محدث ابو ذر عبد بن احمد بن محمد انصاری ہروی | | ۴۳۴ | |

| | کتاب | مصنف | سنہ ولادت ہجری | سنہ وفات ہجری | مطبعہ |
|---|---|---|---|---|---|
| ۷۷ | فضائل قرآن | امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی | ۲۱۵ | ۳۰۳ | |
| ۷۸ | 〃 | محدث ابوبکر عبداللہ بن ابوداؤد سلیمان سجستانی | ۲۳۰ | ۳۱۶ | |
| ۷۹ | 〃 | علامہ ابوالفداء اسماعیل بن کثیر قرشی دمشقی | ۷۰۱ | ۷۷۴ | منار مصر ۱۳۴۸ھ |
| ۸۰ | 〃 | ابوالقاسم غافقی | | | |
| ۸۱ | معالم التنزیل | محدث ابومحمد محی السنہ حسین بن مسعود فراء بغوی | ۴۳۵ | ۵۱۶ | |
| ۸۲ | مصابیح | 〃 | 〃 | 〃 | |
| ۸۳ | توحید | محدث ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ | ۲۲۳ | ۳۱۱ | کردستان علمی مصر ۱۳۲۹ھ |
| ۸۴ | فضائل | محدث ابوبکر عبداللہ بن محمد معروف بابن ابی الدنیا قرشی | ۲۰۸ | ۲۸۱ | |
| ۸۵ | مکائد الشیطان | 〃 | 〃 | 〃 | |
| ۸۶ | کتاب الجوع | 〃 | 〃 | 〃 | |
| ۸۷ | جواہر القرآن | امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی | ۴۵۰ | ۵۰۵ | کردستان علمی مصر |
| ۸۸ | تفسیر القرآن | مفسر ابوبکر احمد بن موسیٰ ابن مردویہ اصبہانی | ۳۲۳ | ۴۱۰ | |
| ۸۹ | الکشف والبیان | مفسر ابواسحاق احمد بن محمد ثعلبی | | ۴۲۷ | |
| ۹۰ | تفسیر القرآن | مفسر ابوسفیان وکیع بن جراح رواسی | ۱۲۹ | ۱۹۷ | |
| ۹۱ | تفسیر ابن منذر | مفسر ابوبکر محمد بن ابراہیم ابن منذر نیشاپوری | ۲۴۲ | ۳۱۹ | |
| ۹۲ | جامع | مؤرخ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی | ۳۹۲ | ۴۶۳ | |
| ۹۳ | تاریخ | 〃 | 〃 | 〃 | |
| ۹۴ | اربعین | محدث عبدالقادر بن عبداللہ فہمی حرانی رہاوی | ۵۳۶ | ۶۱۲ | |
| ۹۵ | تاریخ اصبہان | محدث ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی | ۳۳۶ | ۴۳۰ | |
| ۹۶ | ذیل تاریخ بغداد | مؤرخ ابوعبداللہ محب الدین محمد بن محمود ابن نجار | ۵۷۸ | ۶۴۳ | |
| ۹۷ | مراسیل | امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی | ۲۰۲ | ۲۷۵ | |

| کتاب | مصنف | سنہ ولادت | سنہ وفات | مطبع |
|---|---|---|---|---|
| تاریخ دمشق | محدث ابو القاسم علی بن حسن دمشقی معروف با بن عساکر | ۴۹۹ | ۵۷۱ | |
| کتاب الصلوٰۃ | محدث ابو عبد اللہ محمد بن نصر مروزی | ۲۰۲ | ۲۹۴ | |
| معجم الصحابہ | محدث ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بغوی | ۲۱۳ | ۳۱۷ | |
| ضعفاء | محدث ابو جعفر محمد بن عمرو عقیلی مکی | | ۳۲۲ | |
| اسنی المطالب | محدث ابو الخیر شمس الدین محمد بن محمد شیرازی دمشقی معروف با بن جزری | ۷۵۱ | ۸۳۳ | |
| حصن حصین | 〃 〃 〃 〃 〃 | 〃 | 〃 | خیریہ مصر ۱۳۰۶ھ |
| طبقات | محدث ابو عبد اللہ محمد بن سعد زہری | ۱۶۸ | ۲۳۰ | |
| زوائد الزہد | محدث ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل | ۲۱۳ | ۲۹۰ | |
| ابانہ | محدث ابو نصر عبید اللہ بن سعید بن حاتم سجزی | | ۴۴۴ | |
| افراد | محدث ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی | ۳۰۵ | ۳۸۵ | |
| مختارہ | محدث ابو عبد اللہ ضیاء الدین محمد بن عبد اللہ ضیاء مقدسی حنبلی | ۵۶۹ | ۶۴۳ | |
| تلخیص المتشابہ | مؤرخ ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی | ۳۹۲ | ۴۶۳ | |
| المتفق والمفترق | 〃 〃 〃 〃 | 〃 | 〃 | |
| نوادر الاصول | محدث ابو عبد اللہ محمد بن علی حکیم ترمذی | | ۲۵۵ | |
| غنیہ | امام العالم شیخ عبد القادر بن موسیٰ جیلانی | ۴۷۱ | ۵۶۱ | |
| تبیان | امام ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف نووی | ۶۳۱ | ۶۷۶ | |
| خصائص الزہر | علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی | ۸۴۹ | ۹۱۱ | |
| اللآلی المصنوعہ | 〃 〃 〃 〃 | 〃 | 〃 | |
| ہدایہ | علامہ ابو الحسن برہان الدین علی بن ابو بکر مرغینانی | ۵۱۱ | ۵۹۳ | یوسفیہ لکھنؤ ۱۳۲۵ھ |

| | کتاب | مصنف | سنہ ولادت ہجری | سنہ وفات ہجری | مطبعہ |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۱۷ | سیرۃ ابن ہشام | مورخ ابو محمد عبد الملک بن ہشام حمیری | | ۲۱۳ / ۲۱۸ | مصطفی بابی حلبی مصر ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء |
| ۱۱۸ | وصاف الرجیح فی بسملۃ التراویح | امام احمد رضا بن علامہ نقی علی قادری | ۱۲۷۲ | ۱۳۴۰ | دارالاشاعت مبارکپور در فتاوی رضویہ |
| ۱۱۹ | الفیوضات الملکیہ | 〃 〃 〃 〃 | 〃 | 〃 | مطبعہ اہلسنت بریلی |
| ۱۲۰ | مفتاح السعادۃ | علامہ ابو الخیر احمد بن مصطفی طاش کبری زادہ | ۹۰۱ | ۹۶۸ | دار الکتب حدیثیہ مصر |
| ۱۲۱ | کشف الظنون | حاجی خلیفہ مصطفی بن عبد اللہ ملا کاتب چلپی | ۱۰۱۷ | ۱۰۶۷ | |
| ۱۲۲ | حدائق الحنفیہ | فقیر محمد بن حافظ محمد سفارش جہلمی | ۱۲۶۰ | ۱۳۲۲ | نول کشور لکھنؤ |
| ۱۲۳ | انتصار الحق | علامہ ارشاد حسین رامپوری فاروقی مجددی | ۱۲۴۸ | ۱۳۱۱ | دار الریاست رامپور |
| ۱۲۴ | ثواب القرآن | محدث ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابو شیبہ عبسی | ۱۵۹ | ۲۳۵ | |
| ۱۲۵ | فوائد | محدث ابو عبد اللہ حسین بن اسماعیل محاملی | ۲۳۵ | ۳۳۰ | |
| ۱۲۶ | امالی | 〃 〃 〃 〃 〃 | 〃 | 〃 | |
| ۱۲۷ | فوائد | محدث ابو الحسن علی بن حسن خلعی شافعی | ۴۰۵ | ۴۹۲ | |
| ۱۲۸ | مجالسہ | محدث ابوبکر احمد بن مروان دینوری مالکی | | ۳۳۳ | |
| ۱۲۹ | مائتین | محدث ابو عثمان اسماعیل بن عبد الرحمٰن صابونی | | ۴۴۹ | |
| ۱۳۰ | (بحر الاسانید) | محدث ابو محمد حسن بن احمد سمرقندی حنفی | ۴۰۹ | ۴۹۱ | |
| ۱۳۱ | (دلائل النبوۃ) | محدث ابوبکر جعفر بن محمد فریابی | ۲۰۰ | ۳۰۱ | محمد احمد |
| ۱۳۲ | مصاحف | (شیخ ابوبکر محمد بن عبد اللہ) ابن اشتہ | | ۳۶۰ | |
| ۱۳۳ | 〃 | محدث (ابوبکر محمد بن قاسم) ابن انباری | ۲۷۱ | ۳۲۸ | |
| ۱۳۴ | امالی | ابو الحسن محمد بن احمد | | | ابوبکر |
| ۱۳۵ | العظمہ | ابو الشیخ | | | |
| ۱۳۶ | الثواب | 〃 | | | |
| ۱۳۷ | الترغیب | اصبہانی | | | |
| ۱۳۸ | فوائد | شیخ ابراہیم بن محمد خبارجی | | | |

| | کتاب | مصنف | سن ولادت ہجری | سن وفات ہجری | مطبع |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۳۹ | طیوریات | شیخ صدر الدین ابو طاہر احمد بن محمد سلفی | ۴۷۸ | ۵۷۶ | |
| ۱۴۰ | تبیین الحقائق | شیخ فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی زیلعی | | ۷۴۳ | |
| ۱۴۱ | جامع | محدث ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی | ۱۲۶ | ۲۱۱ | |
| ۱۴۲ | اذکار | امام محی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف نووی | ۶۳۱ | ۶۷۶ | اموی بیروت ۱۹۷۱ء |
| ۱۴۳ | خزینۃ الاسرار | علامہ محمد حقی بن علی بن ابراہیم نازلی | | ۱۳۰۱ | خیریہ مصر ۱۳۰۶ھ |
| ۱۴۴ | تتمہ معرفۃ الصحابہ | محدث ابو موسی محمد بن عمر بن احمد اصبہانی مدینی | ۵۰۱ | ۵۸۱ | |
| ۱۴۵ | مسند | محدث ابو یعقوب اسحاق بن ابو الحسن ابراہیم حنظلی مروزی معروف بابن راہویہ | ۱۶۱ | ۲۳۸ | |